پیا نام کا دِیا
بانو قدسیہ

قسط نمبر 1

کردار

ستارہ:	ایک مشہور فلمی گلوکارہ۔ عمر ستائیس برس
ابا:	ستارہ کا والد۔ نابینا (منہ بولا باپ۔ ماسٹر فضلی)
آپا راشدہ:	ستارہ کی بڑی بہن
نگینہ:	ستارہ کی چھوٹی بہن۔ ایک خوبصورت نوجوان لڑکی
عاصم:	ستارہ کا چھوٹا بھائی۔ بی اے کا طالب علم
فیضی:	میوزک ڈائریکٹر
ظہیر:	فلم ڈائریکٹر
ویرانہ:	ایک فلمی شاعر
پروڈیوسر:	سیٹھ عبداللہ
ماسٹر لطیف:	طبلہ نواز۔ ریڈیو کا آرٹسٹ
فیروزہ:	ماسٹر لطیف کی بیوی
سرفراز:	انٹرویو لینے والا
فوزیہ:	چھوٹی لڑکی جو آگے چل کر نوجوان بھی دکھائی جائے گی

(یہ ڈرامہ ایک مشہور فلمی بیک گراؤنڈ گلوکارہ کے متعلق ہے، جسے کسی طرح شہرت اور دولت حاصل ہو گئی...... لیکن ایسے لگتا ہے اسے زندگی میں ان چیزوں کا انتظار نہیں تھا۔ وہ سمندر کنارے سیپیاں چننے گئی تھی اور ساحل پر ہر جگہ اسے موتی بکھرے ہوئے مل گئے۔ ستارہ ٹوٹے ہوئے سیارے کی زندگی بسر کر رہی ہے...... جو گرتا رہتا ہے، ٹوٹتا رہتا ہے، لیکن جس میں کوئی ثقل موجود نہیں، کوئی سمت نہیں۔ وہ پبلک Glory کا فکر ہے، جس کی ذاتی زندگی سوائے ٹنشن کے اور کچھ نہیں۔

(ساری دنیا میں صرف اس کا باپ ایک ایسا شخص ہے جو اس توڑ پھوڑ سے واقف ہے...... لیکن وہ اندھا ہے اور ارد گرد ہونے والی باتوں کو صرف اپنی چھٹی حس سے جانتا ہے۔ اس لیے وہ واقعات کو صحیح چوکھٹے میں فٹ کرنے سے قاصر رہتا ہے۔)

سین 1 ان ڈور صبح کا وقت

(ستارہ اپنے بیڈروم میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ہے۔ پاس ہی ٹیپ ریکارڈر پر غزل جاری ہے۔ یہ غزل اسے آج ریکارڈ کرانا ہے۔ اسلم کولری کی یہ غزل اس سکرپٹ کا تھیم سونگ بھی ہے۔

پل پل اپنا رنگ بدلنا، چلنا سنگ ہوا کے
کس بیری سے سیکھے تم نے یہ انداز وفا کے
آنکھیں خالی ہیں اور گھر کی ساری دیواروں پر
آڑی ترچھی سطریں ہیں یا الٹے سیدھے خاکے
اک چمک سی پیدا ہوتی ہے سنساں فضا میں
پھر سناٹا چن لیتا ہے ٹکڑے میری صدا کے

ستارہ سن رہی ہے، جیسے دھن کو ذہن نشین کر رہی ہو۔ اس دوران کٹ اور ری ٹیک وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں۔ ستارہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ہے اور نروس ہے۔ سب سے پہلے اس کے چہرے کا کلوز اپ کیمرے میں آتا ہے۔ یہ کلوز اپ آئینے سے لیا جاتا ہے۔ ستارہ احتیاط سے آنکھوں پر مسکارا لگا رہی ہے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ وہ ٹیپ کو Rewind کرتی ہے اور الاپ پھر سنتی ہے۔ اس کے بعد اٹھتی ہے اور ڈریسنگ ٹیبل کے دراز الٹ پلٹ کرتی ہے۔ اس کے انداز میں جلدی اور جھلاہٹ ہے۔ اب وہ تکیئے کے نیچے دیکھتی ہے۔ پھر الماری کھولتی ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ وہ بھاگ کر فون تک پہنچتی ہے۔ نیچے سے کار کا ہارن سنائی دیتا ہے۔ وہ فون پر "ہیلو" کہہ کر واپس ڈریسنگ ٹیبل پر جاتی ہے، ٹیپ بند کرتی ہے اور پھر فون پر آ جاتی ہے۔)

ستارہ: جی ہیلو۔ میں ستارہ فیروز بول رہی ہوں۔ جی ماسٹر جی...... نہیں جی، دیر کیوں ہو گی...... میں سٹوڈیو پہنچ جاؤں گی ساڑھے دس بجے۔ آپ فکر نہ کریں۔ آرکسٹرا ریڈی ہے ناں...... آپ مجھے نروس نہ کریں، دیر نہیں ہو گی انشاءاللہ۔

(فون بند کرتی ہے۔ چند ثانیے کے لیے آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو مجتمع کرتی

ہے۔ پھر اپنے بیڈروم سے باہر نکلتی ہے۔)

کٹ

سین 2 ان ڈور کچھ دیر بعد

(ستارہ کا اندھا باپ ڈائننگ روم کی کرسی کھینچے بیٹھا ہے اور چار سلائیوں پر ایک جراب بن رہا ہے۔ لمبے میز پر ایک دودھ گلاس پڑا ہے۔)

ابا: تارا......

ستارہ: سلام ابا!

ابا: وعلیکم سلام......دودھ پی لو بیٹا!

(باپ ننٹنگ چھوڑتا ہے' احتیاط سے دودھ کا گلاس اٹھاتا ہے اور پیش کرنے کے انداز میں بڑھاتا ہے' لیکن ستارہ کو دودھ دیکھ کر ابکائی آتی ہے۔)

ستارہ: شکریہ......ابھی......ابھی ناشتہ تو نہیں بنا ہو گا؟

ابا: وہ......بن جائے گا......بن جائے گا تو دودھ پی لے۔

ستارہ: آپ نے چائے نہیں پی ناں!

ابا: میرا جی نہیں چاہتا صبح سویرے چائے پینے کو......لے۔

(ستارہ باپ کے ہاتھ سے گلاس لیتی ہے۔ ایک گھونٹ پیتی ہے' پھر آہستہ سے گلاس رکھ دیتی ہے۔ اب جیسے وہ کسی چیز کی تلاش میں ہے۔ وہ جلدی سے صوفے کی گدیاں اٹھا کر دیکھتی ہے۔ باپ اندازہ لگانے کے انداز میں سنتا ہے۔)

باپ: کیا تلاش کر رہی ہے تارا......؟

ستارہ: میری ڈائری تھی اباجی......پتہ نہیں کہاں رکھ بیٹھی ہوں۔

باپ: رات کو تو نے پرس میں رکھی تھی۔

ستارہ: رکھی تو تھی اباجی پر......پر پتہ نہیں راتوں رات کہاں غائب ہو گئی۔ پرس میں بھی

کچھ نہیں رہتا خیر سے۔

(جلدی سے جاتی ہے۔ باپ دودھ کا گلاس دیکھتا رہ جاتا ہے)

کٹ

سین 3 ان ڈور دن

(ایک خوبصورت بیڈروم۔ اس میں ایک ٹیار قسم کی عورت ہاتھ پاؤں پھیلائے بے سدھ سو رہی ہے۔ Cot میں بچہ زور شور سے رو رہا ہے۔ ستارہ آتی ہے' جیسے وہ ڈائری تلاش کر رہی ہے۔)

ستارہ: آپ نے میری کاپی تو نہیں دیکھی آپا؟

(یکدم ستارہ کو احساس ہوتا ہے کہ آپا سو رہی ہے۔ وہ روتے بچے کو Cot میں سے اٹھاتی ہے۔)

ستارہ: آپا......!اے آپا جی! آپا جی......بادشاہو کاکا رو رہا ہے۔ آپ کا!

(آپ کروٹ لے کر ذرا سا جاگتی ہے۔)

آپا: کوئی ایسا وقت بھی ہوتا ہے جب یہ نہ روتا ہو!

ستارہ: آپا......پیاری آپا جی! اسے بھوک لگی ہے۔ خدا قسم۔

آپا: ابھی دودھ پلایا تھا۔ ڈال دے اسے Cot میں۔ آپی چپ کر جائے گا۔ ہر وقت اسے توجہ چاہیے کمینے کو۔ لٹا دے۔

(آپا منہ پر کمبل لے کر سو جاتی ہے۔ ستارہ بچے کو پیار کرتی ہے' پچکارتی ہے پھر Cot میں ڈال کر چوسنی اس کے منہ میں دیتی ہے۔ بچہ چپ ہوتا ہے۔ ستارہ زہر خند کے ساتھ مسکراتی ہے۔ پھر ادھر ادھر ڈائری تلاش کرتی ہے۔ اب وہ آپا کے سرہانے ہاتھ ڈال کر دیکھتی ہے۔)

آپا: کیا چاہیے اب؟

ستارہ: میری ڈائری کہیں دیکھی آپ نے؟

آپا: دھیان سے رکھا کرو اپنی چیزوں کو۔ مجھے تو ڈر ہے کسی دن تو اپنا آپ کہیں رکھ کر بھول جائے گی۔

(ستارہ جاتی ہے۔ کیمرہ اس کے چہرے پر آتا ہے۔)

ستارہ: کاش آپا ایسے ہو سکتا! کاش میں کہیں اپنے آپ کو رکھ کر تالا لگا دیتی اور چابی بادلوں میں پھینک دیتی۔ وہ گئی چابی...... وہ گئے بادل......

کٹ

سین 4 ان ڈور دن

(ستارہ اب نگینہ کے بیڈ روم میں آتی ہے۔ نگینہ گھوک سو رہی ہے۔ نگینہ جوان خوبصورت لڑکی ہے جسے ستارہ کی دولت نے بہت ماڈرن کر رکھا ہے۔ وہ نائٹی پہنے، کٹے ہوئے بال تکیئے پر ڈال کر پورے ایکٹرس روپ میں سو رہی ہے۔ اس کی پلنگ پر فلمی ایکٹرسوں کے رسالے کھلے پڑے ہیں۔)

ستارہ: نگینہ! رانی دس بج گئے ہیں۔

نگینہ: کون ہے؟

ستارہ: دس بج گئے ہیں۔ ابا نے ابھی تک چائے نہیں پی۔

نگینہ: کرم دین نہیں آیا آج پھر؟

ستارہ: تم کو ابا کا خیال رکھنا چاہیے نگینہ۔ وہ کسی کو کچھ کہتے نہیں، کچھ مانگتے نہیں۔

نگینہ: تو کہا کریں ناں، مانگا کریں ناں۔ ان کو منع کون کرتا ہے! ایسے شکایتیں لگاتے رہتے ہیں سب کی۔

ستارہ: انہوں نے تو مجھ سے کچھ نہیں کہا۔

نگینہ: ان کی عادت ہے...... آہستہ آہستہ بھڑکاتے رہتے ہیں سب کو۔

ستارہ: اب اٹھنا چاہیے نگینہ۔

نگینہ: اٹھ جاتی ہوں باجی۔ ایک تو سب کو صرف میری نیند سے چڑ ہے۔

(اٹھ کر آزردہ انداز میں بیٹھتی ہے)

رات کو میں نے ذرا لیٹ فلم دیکھ لی تھی وی سی آر پر۔ اسی وقت مجھے پتہ تھا صبح جھڑکیں پڑیں گی۔

ستارہ: اگر تمہیں نیند آئی ہے تو سو رہو۔ میں تو یونہی چاہتی تھی کہ سب صبح سویرے جاگا کریں، اور کچھ نہیں تو ابا کی خاطر......

نگینہ: اور صبح اٹھ کر کیا کریں باجی جی......؟

ستارہ: ہاں...... یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ کیا کریں صبح اٹھ کر!...... جہاں سب کچھ کیا کرایا ملے وہاں صبح اٹھ کر آدمی کیا کرے...... واقعی!

نگینہ: آپ طنز کر رہی ہیں؟

ستارہ: خدانخواستہ...... میری ڈائری دیکھی تم نے؟

نگینہ: کیسی جلد تھی؟

ستارہ: نیلی!

نگینہ: نہیں جی...... شاید عاصم کے پاس ہو۔

ستارہ: اچھا خدا حافظ!

نگینہ: ریکارڈنگ پر جا رہی ہیں؟

ستارہ: ہاں!

نگینہ: آپ کے تو مزے ہیں، ریکارڈنگ پر چلی جاتی ہیں۔ پیچھے میں رہ جاتی ہوں ابا جی کے ساتھ۔ اکیلی۔

(ستارہ جاتی ہے۔ نگینہ پھر بستر میں گھس کر مزے سے سو جاتی ہے۔)

کٹ

سین 5 ان ڈور دن

(عاصم کا بیڈ روم۔ عاصم ایک نوجوان بے فکرا آدمی ہے جو ستارہ کا اکلوتا بھائی ہونے کے ناطے مزے کو رہا ہے۔)

ستارہ: عاصم!

عاصم: (غنودگی میں) جی!

ستارہ: بھائی کالج نہیں جانا آج؟

عاصم: آج اقبال ڈے کی چھٹی ہے۔

ستارہ: پرسوں بھی اقبال ڈے کی چھٹی تھی!

عاصم: دراصل آپا ہمارے پرنسپل کو بہت عقیدت ہے علامہ اقبال سے...... وہ کہتے تھے کہ ایک چھٹی کافی نہیں۔

ستارہ: (تنبیہہ) عاصم!

عاصم: جی آپا۔

ستارہ: تمہارے لیکچر شارٹ ہو جائیں گے گدھے۔ کچھ خیال کرو اپنا۔ اٹھو!

عاصم: بس جی میں چلا جاتا ہوں کالج۔ وہاں خالی کمروں میں بیٹھ کر آ جاؤں گا اور کیا۔

ستارہ: کم از کم تم کو تو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔

عاصم: آپ جیسا ڈکٹیٹر جس گھر میں موجود ہو وہاں کسی اور کو ذمہ داری گلے ڈال کر مرنا ہے۔ پھانسی لگنا ہے۔

ستارہ: (دکھ سے) عاصم!

عاصم: او جی نہ، آپ خود آرام سے بیٹھتی ہیں نہ کسی اور کو بیٹھنے دیتی ہیں...... نہ آپ کو خود نیند آتی ہے نہ آپ کسی کو سونے دیتی ہیں۔ آدمی تو ہر وقت چور بنا رہتا ہے اس گھر میں

(اس بات کا ستارہ پر یکدم ردعمل ہوتا ہے۔ وہ ندامت محسوس کرنے لگتی ہے۔)

ستارہ: تم نے مائنڈ کر لیا ہے عاصم!

(عاصم جو پکا Exploiter ہے' اب لمبا منہ بنا کر اٹھتا ہے...... پھر بڑے طریقے سے سلیپر پہنتا ہے اور کرسی سے تولیہ اٹھا کر غسل خانے کا رخ کرتا ہے۔)

عاصم: کوئی آدمی بی اے کے امتحان میں کبھی فیل نہ ہو...... بس سارا اعتبار ہی جاتا رہتا ہے

گھر والوں کا۔ اب سو فیکٹر ہو سکتے ہیں فیل ہونے کے...... ممکن ہے پیپر چیک کرنے میں غلطی لگ گئی ہو' ہو سکتا ہے۔ پیپر چیکر کا موڈ خراب ہو' ہو سکتا ہے نمبروں کو جمع کرنے والے کی غلطی ہو...... ہزار فیکٹر ہو سکتے ہیں لیکن پیچھے سب لوگ سٹوڈنٹ کے پڑے رہیں گے ہر وقت۔

ستارہ: کون پیچھے پڑا رہتا ہے؟

عاصم: سب پڑے رہتے ہیں باجی جی' پیچھے پڑے رہنے کا طریقہ سب کا الگ الگ ہوتا ہے۔

ستارہ: مثلاً؟

عاصم: آپا کا خیال ہے بی اے فیل لڑکے کو اچھا لباس نہیں پہننا چاہیے۔ ڈاڑھی رکھ لوں تو آپا خوش ہو جائیں۔ ان کا خیال ہے کہ جو ڈاڑھی رکھ لیتا ہے' وہ بہت پڑھاکو ہو جاتا ہے۔

(ستارہ پاس آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہے۔)

ستارہ: سب فیل ہو جاتے ہیں کبھی کبھی...... اس قدر مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ایسا کوئی شخص نہیں ہو گا اس ساری دنیا میں جو کبھی کسی امتحان میں فیل نہ ہوا ہو...... جو ہمیشہ ہر معیار پر پورا اترے۔

عاصم: (اور بھی دکھی بن کر) یہ بھی آپ کہتی ہیں صرف!

ستارہ: جس روز میں اپنے پہلے گانے کے ٹیک کے لئے گئی تھی...... تمہیں یاد ہے "رات اور جگنو" کا ڈوپٹ سانگ۔ تو میں اس قدر نروس تھی' اس قدر نروس تھی کہ دس ٹیکیں ہوئیں اور سب میں میری آواز بیٹھ گئی۔ فریدوں صاحب نے آڈیشن کینسل کر دیا۔ ساری فلم انڈسٹری میں میری بھد اڑ گئی۔ اب دیکھ لو...... وہی فریدوں صاحب صبح و شام' رات دن تمہارے سامنے ہیں۔ اس روز فیل نہ ہوتی تو آج یہاں نہ پہنچتی۔ سنا جی تم نے!

عاصم: او جی آپ کی اور بات ہے باجی جی۔ میں جانتا ہوں میں کچھ نہیں بنوں گا...... مجھ سے کچھ نہیں ہو گا۔

ستارہ: بے وقوف! ہوگا' بنے گا۔ ایسی باتیں منہ سے مت نکالا کرو...... خبردار!

عاصم: مجھے تو آپ کسی بینک میں چپراسی لگوادیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ اب بی اے فیل کو کوئی آدمی چپراسی بھی نہیں لگاتا۔

ستارہ: (ہلکی سی چپت عاصم کے منہ پر مار کر) پتہ ہے کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے' کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے۔ ہمیشہ اچھی بات منہ سے نکالو۔ سنا حضرت جی! اور میں یہ ناکامی کے فلسفے نہ سنوں' تیرے منہ سے دوبارہ۔

عاصم: آپ چھوڑدیں گی تو ابا تھوڑی چھوڑیں گے...... اٹھتے بیٹھتے طعنے' چونڈیاں' سبحان اللہ ان کی باتوں میں موچنے جیسی پکڑ ہوتی ہے...... (باپ کے انداز میں) ہاں یعنی اور دیکھو فلمیں' کون منع کرسکتا ہے!

ستارہ: ایسے ابا جی سے مت لڑا کرالو! دیکھتا نہیں ان کا Handicap کتنا بڑا ہے۔ (پرس کھول کر) پاکٹ منی ہے کہ ختم ہوگئی؟

عاصم: ختم ختما...... واریاں دی۔

ستارہ: لے یہ پچاس روپے اور دیکھ' نگینہ کو مت بتانا۔ ابھی کل میں نے اسے فرنچ شفون کی ساڑھی خرید کردی ہے لیکن اگر اسے معلوم ہوگیا تو وہ پچاس روپے مانگے گی ضرور۔

عاصم: بہت زیادہ چندری لڑکی ہے۔

ستارہ: خدا حافظ! (جاتی ہے)

عاصم: تھینک یو باجی جی!

ستارہ: خواہ مخواہ! (واپس پلٹ کر) میری ڈائری تو نہیں دیکھی عاصم؟

عاصم: کون سی ڈائری؟

ستارہ: میری ساری ڈیٹس اس میں تھیں Takes کی ریہرسلوں کی...... پروڈیوسروں کا سارا حساب کتاب تھا لکھا ہوا۔

عاصم: کسی سٹوڈیو میں نہ بھول آئی ہوں۔

ستارہ: اللہ نہ کرے!

عاصم: آپ فکر نہ کریں' تلاش کرونگا میں......

(ستارہ جاتی ہے۔ عاصم دوبارہ اپنے پلنگ پر دراز ہوتا ہے)

کٹ

سین 6 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ آکر کار میں بیٹھتی ہے۔ ڈرائیور کار سٹارٹ کرتا ہے۔ اندھا باپ باہر آتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس اور ایک ڈائری ہے۔)

باپ: یہ تیری ڈائری ستارہ!

ستارہ: تھینک یو ابا جی...... ریئلی تھینک یو۔ کہاں سے ملی؟

باپ: بس تلاش کرلی...... لے دودھ پی لے۔

ستارہ: جی نہیں کرتا۔ (پھر باپ کا چہرہ دیکھتی ہے۔ اس کے ہاتھ سے گلاس لیتی ہے۔ دو گھونٹ غٹا غٹ پیتی ہے' پھر گلاس واپس کردیتی ہے) شکریہ ابا جی!

باپ: سارا ختم کردیا؟

ستارہ: جی...... خدا حافظ!

(باپ گلاس دیکھتا ہے' جیسے جانتا ہو کہ دودھ ختم نہیں ہوا۔ کار چلتی ہے۔ ستارہ کھڑکی سے ہاتھ نکال کر Wave کرتی ہے۔ یکدم اسے احساس ہوتا ہے کہ باپ اندھا ہے۔ اب وہ ہاتھ اندر کرتی ہے اور اپنے ناخن منہ میں لے کر نروس طریقے سے دانتوں سے کاٹتی ہے۔)

کٹ

سین 7 آؤٹ ڈور دن

(کار نہر کنارے جارہی ہے۔ اندر ستارہ بیٹھی ہے۔ وہ نہایت پروفیشنل انداز میں جو گانا

ریکارڈ کرانا ہے' اس کا الاپ کر رہی ہے۔ اس کا ہاتھ' اس کا چہرہ' اس کا تمام وجود بدل کر ایک نئی کامیاب شخصیت میں ڈھل جاتا ہے۔)

کٹ

سین 8 آؤٹ ڈور دن

(کار سٹوڈیو میں داخل ہوتی ہے۔ یہ سٹوڈیو کوئی بھی فلمی سٹوڈیو ہو سکتا ہے۔)

کٹ

سین 9 ان ڈور دن

(اس وقت ستارہ نے کانوں پر ایئر فون لگا رکھے ہیں او وہ بڑے اعتماد سے ریکارڈنگ بوتھ میں غزل گا رہی ہے۔ شیشے پے میوزک ڈائریکٹر اور آرکسٹرا دکھاتے ہیں۔

پل پل اپنا رنگ بدلنا' چلنا سنگ ہوا کے

غزل جب پہلے انترے پر آتی ہے تو کٹ کر کے ستارہ کے چہرے پر پچھلے گزرے ہوئے واقعات اوور لیپ کرتے ہیں۔ ستارہ کو نظر آتا ہے جیسے آپا لیٹی ہے اور وہ بچہ گود میں اٹھائے بچہ پچکار رہی ہے۔ پھر آپا ڈزالو کرتی ہے۔ نگینہ سلو موشن میں اٹھتی ہے۔ اس کے چہرے پر بڑی گہری بے زاری ہے۔ یکدم عاصم بولتا ہوا اس امیج کو ہٹا دیتا ہے۔

اب اس پر زور سے میوزک ڈائریکٹر کی آواز سپر امپوز ہوتی ہے: "کٹ اٹ!" ستارہ جو اپنے گھر کا ماحول ساتھ لے آئی ہے' شرمندہ ہو کر رکتی ہے۔ میوزک ڈائریکٹر بوتھ کے اندر آتا ہے۔)

فیضی: کیا بات ہوئی میڈم؟ پہلے سرگم لگانی تھی یہاں۔

ستارہ: (شرمندہ ہو کر) میں بھول گئی۔ آئی ایم سوری!

فیضی: جس وقت ماسٹر لطیف یہ تین نوٹ لگاتا ہے (لگا کر سمجھاتا ہے اس کے بعد انترہ

لگانے سے پہلے یہ سرگم ہے...... نی پادھانی سا...... نی پادھانی سا...... پھر کلارنٹ کا پیس ہے۔ اس کے بعد آپ اٹھائیں سرگم......

ستارہ: تھینک یو جی' میں سمجھ گئی۔ انشاءاللہ اب غلطی نہیں ہو گی۔

(میوزک دوبارہ شروع ہوتا ہے۔ ستارہ الاپ کرتی ہے۔ سرگم اٹھاتی ہے۔ فیضی فاصلے سے داد دینے کے انداز میں ہاتھ ہلاتا ہے۔ ستارہ دوسرا شعر گاتی ہے۔)

کٹ

سین 10 ان ڈور دن

(فلمی دنیا کا ایک دفتر۔ اس وقت یہاں ایک پروڈیوسر' ایک شاعر' دو چلم بھرنے والے ایکسٹرا ٹائپ چمچے اور ڈائریکٹر ظہیر بیٹھا ہے۔)

ظہیر: میں تو بس ان کے مزاج سے ڈرتا ہوں۔

شاعر: اب آرٹسٹ کا مزاج ہوتا ہے بھائی میرے! Creative کام کرنے والے ہر آدمی کے اندر ایک الاؤ جلتا رہتا ہے۔ اس کی چنگاریاں پڑتی رہتی ہیں دوسروں پر۔ دوسروں کو برداشت کرنا چاہیے۔

(ایک ایکسٹرا چائے بنا بنا کر پیالیاں پیش کر رہا ہے۔)

پروڈیوسر: بھائی ظہیر جو ٹاپ کا آدمی ہو گا' وہ کچھ بھاروں پر تو پڑے گا۔ اس کو اپنی Importance کا پتہ ہوتا ہے۔ اگر تم ستارہ سے سارے گانے گواؤ تو فلم کی کامیابی کی آدھی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔

ظہیر: آپ کی اور بات ہے سیٹھ صاحب! میں نے ان کے ساتھ کبھی کام نہیں کیا' میں ڈرتا ہوں۔

پروڈیوسر: میری تو بہن بنی ہوئی ہے ستارہ "آخری صبح" میں پہلی مرتبہ میں ہی تو اسے لایا تھا...... اس سے پہلے فلاپ ہو گئی تھی بالکل "راحت اور جگنو" میں...... مجھ کو تو عادت ہے نئے چہرے لانے کی' نئے رائٹر لانے کی۔ اب یہ ویرانہ صاحب بیٹھے

ہیں، پوچھ لیں آپ ان سے۔

ویرانہ: ہم تو مانتے ہیں۔ ورنہ جینوئن شاعر کا کیا کام فلم انڈسٹری میں۔

ایکسٹرا1: اب یہ سلیم آج بہت بڑا ایکٹر ہو گیا ہے۔ بات نہیں سنتا کسی کی۔ سیٹھ صاحب کی کار کا دروازہ کھولا کرتا تھا ہر صبح آکر۔

ایکسٹرا2: بے اصل کے لوگ ہیں۔ احسان وحسان بھلا دیتے ہیں۔

ویرانہ: بشیر! پان لگوا کر لاؤ ذرا۔

پروڈیوسر: (جیب سے پیسے نکال کر) ویرانہ صاحب کے لیے سگریٹ کی ڈبی، لاچی سپاری سادہ پان، زردہ علیحدہ۔

ویرانہ: پیسے میں خود دوں گا سر جی۔

پروڈیوسر: بس بس...... آپ کے ڈیرے پر آئیں گے تو وہاں آپ دیں شوق سے......

ظہیر: پھر جی، میرے بھی کچھ مشکل حل کریں۔ سیٹھ صاحب۔

پروڈیوسر: مثلاً کیا؟

ظہیر: میں سوچتا ہوں چار گانے ستارہ سے لے لوں اور تین گانے دیپک کے ہوں۔

شاعر: نام ہی دیپک ہے بے چارے کا! آواز میں ذرا لو نہیں۔ فلم بیٹھ جائے گی۔

ایکسٹرا1: مجھے بولنے کا حق نہیں ہے جناب پر باکس آفس پر ہٹ ہوتی ہے ستارہ کی ہر فلم۔

شاعر: موسیقی اچھی ہو تو پبلک بہت کچھ معاف کر دیتی ہے گانوں کی وجہ سے۔

ظہیر: لیکن ستارہ کی مزاج داریاں کون سہے گا! بدقسمتی سے میں خود بہت نازک مزاج ہوں۔ میں بھی ٹاپ کا آدمی ہوں آخر!

(اس وقت ستارہ آتی ہے۔)

ستارہ: میں آجاؤں سیٹھ صاحب؟

پروڈیوسر: آئیے آئیے...... آپ ہی کا ذکر ہو رہا تھا ظہیر صاحب سے۔

ستارہ: کیا حال ہے ویرانہ صاحب؟

شاعر: دعا ہے...... کرم ہے اُس کرم نواز کا!

(ستارہ بیٹھتی ہے۔)

پروڈیوسر: ہو گیا گانا؟

پروڈیوسر: کیسا رہا؟

ستارہ: آپ فیضی صاحب سے پوچھ لیجئے!

پروڈیوسر: آپ کی تسلی ہو گئی؟

ستارہ: ہاں جی، میں نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی Batch کمزور تھا البتہ سیٹھ صاحب آپ اس بات پر توجہ نہیں دیتے اور میں بار بار آپ سے کہتی ہوں کہ سولو بجانے والوں کی خاص سُور کھا کریں۔ جہاں کہیں پتہ چلے کہ کوئی کام کا آدمی ہے، اسے اپنے پاس ملازم رکھیں۔ آج کلا انٹ والے نے وہ بھونڈا بجایا ہے اور وہ بے سرے انداز میں اٹھایا ہے کہ آپ دیکھیں گے۔ فیضی صاحب تو شریف آدمی ہیں، پر کام میں رعایت نہیں ہونی چاہیے۔

(یہاں وہ ستارہ نہیں ہے جو گھر پر موجود تھی۔ یہاں وہ اپنے اڈے پر ہے اور پر اعتماد ہے۔)

پروڈیوسر: تو دوبارہ ٹیک کروانی تھی بی بی!

ستارہ: آپ چاہے سو ٹیکیں کروائیں۔ جس قدر وہ کم بخت جانتا تھا، سارا زور لگا دیا اس نے۔

پروڈیوسر: (ایکسٹرا اسے) ذرا ماسٹر فیضی صاحب کو تو بلا لاؤ...... ستارہ! یہ ظہیر صاحب ہیں۔

ستارہ: (بہت مربیانہ انداز میں) جی ہاں، میں دیکھ رہی ہوں۔

ظہیر: میں فلم بنانا چاہتا ہوں۔

ستارہ: پہلی فلم ہے آپ کی؟

شاعر: نہیں بہن میری، "راستے اور فاصلے" ان کی تھی۔

ستارہ: وہ تو فلاپ ہو گئی...... ہے نا؟

ظہیر: جی ہاں! بدقسمتی سے فلاپ ہو گئی وہ تو۔

پروڈیوسر: ہو جاتی ہے، ہو جاتی ہے فلم فلاپ۔ اس میں کون سی بڑی بات ہے۔

ظہیر: اب میرا خیال ہے کہ میں ایک اور فلم بناؤں۔

ستارہ: (لاتعلقی سے) اچھا خیال ہے۔ سیٹھ صاحب! میرا چیک تیار کر دیا آپ نے؟

پروڈیوسر: ہاں جی، ہمیں معلوم ہے آپ چیک کے بغیر نہیں جائیں گی۔

ستارہ: بس جی بے وقوفی سے میں نے گھر شروع کر رکھا ہے اپنا۔ سریا مہنگا ہو گیا ہے۔ لیبر اس قدر دق کرتا ہے۔ کیا بتاؤں سیٹھ صاحب، میں تو اس کوٹھی سے تنگ آ گئی ہوں۔

شاعر: اللہ کرے گا ایسے دس بنگلے اور بنیں گے!

ظہیر: جی تو میری گذارش تھی کہ آپ میری فلم کے گانے گائیں۔

ستارہ: (سنی ان سنی کر کے) میرا کوئی فون تو نہیں آیا ریڈیو سٹیشن سے؟

پروڈیوسر: میرے ہوتے ہوئے تو کوئی نہیں آیا۔

شاعر: ستارہ صاحبہ! میں ظہیر صاحب کی فلم کے گیت لکھ رہا ہوں۔ میں نے سٹوری سنی ہے، آپ یقین کریں بڑا پاور فل ڈرامہ ہے۔ (آہستہ) کچھ مسکا پالش لگائیں ظہیر صاحب۔

ستارہ: نہیں ویرانہ صاحب، مجھے جھوٹی خوشامد سے نفرت ہے۔

پروڈیوسر: بابا تم ظہیر کی بات تو سنو ستارہ بہن۔

ستارہ: اچھا یہ بتائیے Male Lead پر کون گا رہا ہے؟

ظہیر: میں نے استاد کریم سے عرض کی تھی......

ستارہ: ناں بابا، ناں! ہم عطائی لوگ ان کے ساتھ نہیں گا سکتے۔ منہ میں ان کے سیر بھر پان ہوتا ہے، ہاتھ میں سگریٹ کی کالی ڈبیا۔ وہ تو انڈسٹری کے پرنس ہیں۔ میں ان کے ساتھ نہیں گا سکتی۔ غلطی خود کرتے ہیں اور جھڑکیاں سازندوں کو دیتے ہیں۔

(ایکسٹرا پان لے کر آتا ہے۔)

ایکسٹرا: ظہیر صاحب! باہر سر آپ کو عبدالغفار صاحب بلا رہے ہیں۔

ظہیر: میں ابھی حاضر ہوا۔ (جاتا ہے)

پروڈیوسر: خدا کے لیے ترس کرو اس پر ستارہ بہن۔

ستارہ: آپ یہ میری ڈائری دیکھ لیں سیٹھ صاحب...... اگر سن 77 کے جون تک کوئی ڈیٹ آپ کو مل سکے تو ضرور اس کی سفارش کریں۔ آپ خود دیکھ لیں۔

پروڈیوسر: پھر بھائی یہ تو ہمارا دوست ہے۔

ستارہ: ایک گانے کے سات ہزار دے سکے گا۔

پروڈیوسر: نیا آدمی ہے، اس قدر ظلم نہ کرو ستارہ۔

ستارہ: تو رہنے دیں۔ میں نے تو اس پر ترس کھانے کی سوچی تھی۔

(اس وقت فیضی اندر آتا ہے۔)

فیضی: ونڈر فل...... ونڈر فل! میں آپ کو تلاش کر رہا تھا میڈم!

ستارہ: کیوں...... کیا ٹیک میں کچھ نقص نکل آیا ہے۔

فیضی: اوہ جی اللہ سائیں عزت رکھے...... میں ذرا ڈویٹ کی ریہرسل کرانا چاہتا تھا، منصور آیا ہوا ہے۔

ستارہ: (گھڑی دیکھ کر) اب تو ماسٹر جی چاہے منصور آئے یا منصور کا باپ آئے، مجھے تو جانا ہے۔

فیضی: ایویں جی ذری کی ذرا مکھڑا دیکھ لیں۔

ستارہ: ریڈیو سٹیشن پہنچنا ہے مجھے پندرہ منٹ کے اندر اندر۔ اچھا سیٹھ صاحب، آپ کا دوست سات ہزار پر مان جائے تو ٹھیک ہے میں چار گانے گا دوں گی آپ کی خاطر۔ خدا حافظ! (جاتی ہے)

شاعر: آپ کی خاطر نہیں سیٹھ صاحب، سات ہزار کی خاطر۔

ایکسٹرا: ظاہر ہے!

فیضی: ایسی لالچی عورت کو خدا نے کیا آواز دے رکھی ہے، کچھ سمجھ نہیں آتے اوپر والے کے کام!

کٹ

سین 11 ان ڈور دن

(ریڈیو سٹیشن بوتھ میں ستارہ، اناؤنسر سرفراز کے ساتھ بیٹھی ہے۔ پروگرام ریکارڈ ہو رہا

ہے۔ انجینئروں والی سائیڈ اور آرکسٹرا والی سائیڈ بھی ساتھ ساتھ رجسٹر کرائی جاتی ہے۔)

سرفراز: ستارہ صاحبہ! ہمارے سامعین یقیناً بڑی دلچسپی سے اس وقت اپنے اپنے ریڈیو سے لگے بیٹھے ہیں اور بڑے انہماک سے آپ کے ساتھ ہماری باتیں سن رہے ہیں۔

ستارہ: (ہنس کر خوش خلقی کے ساتھ) شاید جی!

سرفراز: اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ آج جس مقام پر ہیں' اور جیسے لوگ آپ کی آواز کے دیوانے ہیں...... یہ مقام حاصل کرنے میں آپ کو جو جدوجہد کرنی پڑی ہے اس کے متعلق ہمیں کچھ بتائیں۔

ستارہ: (ناخن کاٹنے لگتی ہے اور اس کی گھریلو Self - Couscious پرسنیلٹی واپس آجاتی ہے) دراصل صاحب شہرت اور دولت کا کوئی سیٹ اصول نہیں ہے' خاص کر شہرت کا...... کچھ لوگ ہماری انڈسٹری میں ہیں۔ میں انہیں تین چار سال سے دیکھ رہی ہوں۔ وہ مجھ سے زیادہ محنت کرتے ہیں' ان کی آواز بھی مجھ سے اچھی ہے لیکن وہ مشہور نہیں ہیں۔ دراصل شہرت کا کچھ ٹھیک نہیں ہے...... کچھ لوگ ساری عمر اس کے پیچھے بھاگتے ہیں اور انہیں اپنی گلی کا کتا بھی نہیں پہچانتا جبکہ کچھ لوگ اپنے آپ سے چھپتے پھرتے ہیں اور وہ سورج کی روشنی بن جاتے ہیں...... یہاں وہاں سب دروازے کھڑکیاں کھل جاتی ہیں ان پر۔

سرفراز: یہ تو بہت اچھی بات کی آپ نے...... لیکن آپ کا کیا خیال ہے کہ جدوجہد سے کچھ حاصل نہیں ہوتا؟

ستارہ: ہوتا ہے' بہت کچھ حاصل ہوتا ہے جو کچھ انسان کے بس میں ہے' وہ حاصل ہو جاتا ہے۔ شہرت' دولت' محبت' شرافت...... یہ تو آپ میرے ساتھ ایگری کریں گے کہ انسان یہ خزانے بانٹنے پر معمور نہیں ہے۔ یہ نعمتیں کہیں اور سے ملتی ہیں۔

نمائندہ: آپ بہت اچھی اردو بولتی ہیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کی تعلیم کہاں تک ہے؟

ستارہ: جی میں نے بی اے کیا ہے...... فلاسفی اور ہسٹری میرے Subjects تھے۔

نمائندہ: آپ کو یہ کیسے خیال آیا کہ آپ کی اصل لائن بیک گراؤنڈ سنگر کی ہے۔

(جوں جوں یہ انٹرویو بڑھتا ہے' ستارہ کی شخصیت بدلتی جاتی ہے۔ وہ نروس ہوتی ہے اور نظر آتی ہے' جیسے اس کے اوپر کے خول اتر کر اصلی شخصیت نظر آ رہی ہو۔ اس وقت وہ نروس انداز میں ٹانگ ہلا رہی ہے۔)

ستارہ: (لمحہ بھر سوچ کر) سرفراز صاحب! زندگی ساحل کی سیر ہے۔ کچھ لوگ گھونگے چننے کی آرزو میں ساحل پر جاتے ہیں اور صبح کے وقت' عین آفتاب نکلنے سے پہلے انہیں سوئی ہوئی ریت پر ہر طرف موتی بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ کچھ لوگ موتیوں کی تلاش میں جاتے ہیں' کئی بار وہ Skin divers کی طرح کئی کئی Fathom نیچے جاتے ہیں اور ہر سیپی خالی نکلتی ہے۔ زندگی اور سمندر بڑے پراسرار ہیں' وہ انسان کی خواہشوں کے تابع نہیں ہیں۔ میں...... میں دراصل ڈاکٹر بننا چاہتی تھی۔

سرفراز: پھر؟ آپ نے وہ Career کیوں نہ اپنایا؟

ستارہ: اول تو سچی بات یہ ہے کہ مجھے پڑھائی میں اتنی دلچسپی نہ تھی۔ جتنی ایک ڈاکٹری کے طالب علم کو ہونی چاہیے۔ میں نے اتنے نمبر نہ لیے جن سے میڈیکل کالج میں داخلہ ہو سکتا۔ دوئم...... اندر کی آوازیں بہت خراب ہوتی ہیں۔ سرفراز صاحب! کبھی آپ کو اندر سے آوازیں آئی ہیں؟

سرفراز: کیسی آوازیں ستارہ صاحبہ؟

ستارہ: میرے اندر جیسے پہاڑیوں کا ایک سلسلہ ہے گولائی میں۔ اور اس سلسلہ کے درمیان پیالی کی شکل جیسی ایک جھیل ہے۔ یہاں پر کئی قسم کی آوازیں ٹریول کرتی ہیں۔ جھیل کا ساکت پانی ان آوازوں کو بہت نتھرا دیتا ہے۔ پہاڑیاں ان میں ایسی گونج پیدا کر دیتی ہیں کہ بات سمجھ میں نہیں آتی' صرف آواز رہ جاتی ہے۔ ان آوازوں نے مل جل کر مجھے ڈاکٹر نہ بننے دیا۔

سرفراز: آپ نے جو گانے کا پروفیشن اپنے لئے چنا ہے تو کیا آپ بتا سکیں گی کہ اس کے بنیادی محرکات کیا تھے؟

ستارہ: میں جب بی اے فائنل میں تھی تو میرا کمرہ کوٹھے پر تھا۔ میں پڑھائی کے لیے باہر شہ نشین پر بیٹھا کرتی تھی۔ شاید گنگنایا بھی کرتی تھی' گایا بھی کرتی تھی۔ ہمارے پڑوس میں استاد عبداللہ رہا کرتے تھے۔ وہ ایک روز میرے گھر آئے۔ چھڑی ہاتھ میں تھی' راستہ ٹٹولتے آئے اور مجھے اپنی شاگردی میں قبول کر لیا۔ باقی جو کچھ کرامت وغیرہ میرے گانے میں دیکھتے ہیں' سب ان کی کرم نوازی ہے۔ ایسا استاد کسی کو بھی نصیب ہو جاتا تو اس کی قسمت سنور جاتی!

سرفراز: میں نے سنا ہے آپ کے گھر والوں نے آپ کو عاق کر دیا؟

ستارہ: چھوٹا سا قصبہ تھا۔ میرے گھر والے بڑی اونچی ناک والے تھے۔ انہوں نے میرے اس شغل پر پہلے تو بہت اعتراض کئے لیکن جب میں نے فلم میں گانے کا فیصلہ کر لیا تو بڑا ہنگامہ ہوا گھر میں...... اور میں گھر سے نکال دی گئی۔ استاد عبداللہ نے مجھے اپنے گھر میں پناہ دی۔ بیٹی بنا لیا پھر ان ہی کے کنبے کے ساتھ میں یہاں آ گئی۔

سرفراز: یہ تو بڑی دردناک کہانی ہے۔ اب تو وہ لوگ آپ سے ملنا چاہتے ہوں گے' کیوں ستارہ صاحبہ؟

ستارہ: شاید اب وہ لوگ مجھ پر فخر کرتے ہوں لیکن وہ سب غیرت والے تھے۔ اگر میری ماں زندہ ہوتی تو شاید...... غیرت کی پروا نہ کرتی۔ سرفراز صاحب! ماں نہ ہو تو دنیا میں خواہ مخواہ بلانے والا کوئی نہیں رہتا...... غلط بات پر ہاں ہاں کرنے والا ختم ہو جاتا ہے۔

سرفراز: معاف کیجئے' میری باتوں نے تو آپ کو ملول کر دیا۔ غالباً آپ کے Admirers اس وقت رو رہے ہوں گے۔ کیا خیال ہے اگر آپ ان کا دل بھی خوش ہو جائے۔

ستارہ: ضرور!

سرفراز: اچھا لمحہ بھر کی زحمت اور آپ کو دوں گا۔ ذرا آپ استاد فضلی کی شخصیت پر روشنی

ڈالیں کیونکہ وہ اس سارے Sub continent کے بڑے استادوں میں شمار ہوتے ہیں...... علم کا خزانہ ہیں وسر کے بادشاہ' اس کے باوجود نہ تو وہ کبھی ریڈیو پر آئے نہ ٹیلی ویژن پر تشریف لائے بلکہ میں نے سنا ہے کہ انہوں نے ایل پی بنانے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

ستارہ: ان کا کچھ عجیب مزاج ہے' پرندوں جیسا...... سرفراز صاحب! وہ کہا کرتے ہیں آواز اس لیے نہیں ہوتی کہ اسے ٹیپوں میں یا ریکارڈوں میں بند کر دیا جائے۔ یہ ہوا میں بکھرنے کے لیے ہے' کان میں رس گھولنے کے لیے ہے اور بس۔ اس کو وقت پر اس طرح ثبت کرنا جیسے مہر کاغذ پر لگتی ہے' غلط ہے...... ان نیچرل ہے۔

سرفراز: لیکن آپ کے تو درجن بھر ایل پی بنے ہیں۔ اس پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا؟

ستارہ: (ہنس کر) کیونکہ وہ اندر ہی اندر جانتے ہیں کہ نہ میں رہوں گی نہ میرے ایل پی...... کوئی اور لہر آئے گی تو ان کو بہا کر لے جائے گی اپنے ساتھ...... سیدھی اور سچی بات یہ ہے...... میں ہوں تو ستارہ لیکن سیارے کی سی زندگی بسر کر رہی ہوں۔ کچھ دیر روشنی رہے گی پھر......

سرفراز: بس بس ستارہ صاحبہ...... اتنی مایوسی اچھی نہیں۔ کچھ لوگوں کا کام ابد تک قائم رہتا ہے۔

ستارہ: جی ہاں کچھ لوگوں کا...... صرف کچھ لوگوں کا!

سرفراز: (گھبرا کر) کیا آپ سامعین کو اپنا کوئی تازہ گیت سنانا پسند کریں گی!

(پرس کھول کر کاپی نکالتی ہے)

ستارہ: یہ غزل میں نے آج ہی ریکارڈ کرائی ہے۔

سرفراز: کس فلم کے لیے؟

ستارہ: "اب کہاں؟"...... سنئے......

(یکدم بینگ کے ساتھ دوسرے سٹوڈیو میں موسیقی جاری ہوتی ہے۔ ماسٹر فیضی موسیقی ڈائریکٹ کر رہے ہیں۔ ستارہ دوسرا مصرعہ گاتی ہے۔)

آنکھیں خالی ہیں اور گھر کی ساری دیواروں پر
آڑی ترچھی سطریں ہیں یا الٹے سیدھے خاکے

کٹ

سین 12 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(کھلی کشادہ سڑک پر ستارہ کی کار جا رہی ہے۔)

کٹ

سین 13 آؤٹ ڈور شام کا وقت

ایک پرانی ٹوٹی پھوٹی بستی میں کار داخل ہوتی ہے اور ایک معمولی سے گھر کے آگے جا کر رکتی ہے۔ ستارہ اس میں سے اترتی ہے اور دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔ دروازے کے ساتھ ایک چھوٹی سی تختی پر لکھا ہے: محمد لطیف طبلہ نواز آرٹسٹ ریڈیو پاکستان، ٹیلی ویژن، کیمرہ اس تعارفی تختی کو چند ثانیے دکھاتا ہے۔)

کٹ

سین 14 ان ڈور کچھ دیر بعد

(ماسٹر محمد لطیف کا گھر۔ لطیف چارپائی پر لیٹا ہے۔ اس کی موٹی سی بیوی اس کی ٹانگیں دبا رہی ہے۔ دو چار چھوٹے چھوٹے بچے آنگن میں ٹیٹا ٹاپو کھیل رہے ہیں۔ ستارہ چارپائی کے پاس مونڈھے پر بیٹھی ہے۔ لطیف کھانستا ہے۔ پھر فرش پر پرے تھوکتا ہے۔ فوزیہ جو ابھی چھوٹی سی لڑکی ہے کوکا کولا کی بوتل لاتی ہے۔)

لطیف: پی لیں میڈم!

ستارہ: آپ کو پتہ ہے مجھے گلے کی احتیاط کرنی پڑتی ہے ماسٹر جی۔

لطیف: پان کھا لیں بعد میں...... بلو پان بنا جلدی برابر کا۔ ہمارے پاس تو جناب کی خدمت کے لیے اور کیا ہو سکتا ہے۔ فیروزہ، آج چیونٹی کے گھر نارائن آئے ہیں۔ (زور سے) اوئے کیا رولا پار کھا ہے، باہر دفع ہو جاؤ۔

(بچے بھاگ جاتے ہیں۔ فیروزہ بڑی پر تکلف مسکراہٹ پیش کرتی ہے۔)

فیروزہ: یہ آپ کی بڑی تعریف کرتے ہیں میڈم۔

ستارہ: آج جب گانے کی ٹیک شروع ہوئی تو میں نے پوچھا ماسٹر لطیف نہیں آیا۔ پھر اختر نے مجھے بتایا کہ آپ تو بیمار ہیں۔

لطیف: طبلے پر کس نے سنگت کی پھر؟

ستارہ: کوئی نیا لڑکا تھا۔ اچھی ردھم تھی میں لیکن ابھی کچا ہے۔ لے میں رچاؤ پیدا نہیں ہوا۔

لطیف: (فیروزہ سے) اپنے ماجھے کا لڑکا ہو گا فیروزہ۔ فیضی صاحب کی خدمت میں رہتا ہے، دور نکل جائے گا، آپ دیکھیں گے جس پر فیضی صاحب مہربان ہو جائیں، اس کو تو حد سے آگے نکال دیتے ہیں۔

ستارہ: آپ نے کسی ڈاکٹر کو دکھایا لطیف صاحب؟

لطیف: اب جی کسی ڈاکٹر کے پاس جائیں تو ساٹھ ستر روپے کا نسخہ ہو جاتا ہے۔ بلڈ ٹسٹ، ایکس رے، کوئی ایک ٹنٹا ہے۔ اس کی ماں نے ایک دوائی بنا دی ہے، پی رہا ہوں۔ دیکھو شفا ہونی ہو گی تو ہو جائے گی۔ رب سچے کی کرم نوازی، جس پر چاہے کر لے۔

ستارہ: پھر بھی، ڈاکٹر کو تو دکھانا چاہیے ناں جتنی دیر پڑے رہیں گے، روزگار پر اثر پڑے گا۔

لطیف: ہاں جی کیوں نہیں۔ اب پندرہ دن سے نہ کسی فنکشن میں بجایا ہے، نہ سٹوڈیو میں بکنگ ہی ملی ہے۔ ریڈیو کے بھی ہم Casual آدمی ہیں، کوئی ریگولر تو ہیں نہیں۔

فیروزہ: دھڑکا ہی لگا رہتا ہے۔ میڈم جی' افسروں کی مرضی ہے...... جب چاہیں' نکال دیں۔

ستارہ: خیر آپ جیسا آرٹسٹ کہاں ملے گا ریڈیو کو...... اس کی تو آپ فکر نہ کریں۔

لطیف: بڑے سر جی' بڑے! بہت مل جائیں گے مجھ سے اچھے۔

ستارہ: یہ کوئی بی اے' ایم اے نہیں ہے' ماسٹر جی کہ اسے لوگ تھوک کے بھاؤ خرید سکیں۔ طبلہ نوازی کے لیے عمر چاہیے' ٹیلنٹ چاہیے' مشق چاہیے' مزاج چاہیے' آپ اتنی کسرِ نفسی نہ کیا کریں' یہ زمانہ نہیں ہے کسرِ نفسی کا۔ لوگ واقعی کسر لگا دیتے ہیں۔

(بلو پان لاتی ہے)

بلو: لیس میڈم جی۔

(ستارہ نے تھوڑی سی بوتل پی ہے۔ وہ بوتل فرش پر رکھتی ہے اور پان لیتی ہے۔)

ستارہ: شکریہ!

لطیف: میڈم...... اگر آپ فیضی صاحب سے میری ایک سفارش کر دیں تو میں بڑا مشکور ہوں گا۔

ستارہ: جی ماسٹر جی؟

لطیف: بھٹی صاحب فلم بنا رہے ہیں پنجابی کی۔ وہ فیضی صاحب کا میوزک لیں گے' مجھے پتہ چلا ہے۔ اگر فیضی صاحب مجھے اپنے Batch میں رکھ لیں......

ستارہ: اچھا اچھا' ضرور کہوں گی...... دیکھئے ماسٹر جی میں کل نو بجے ڈرائیور بھیجوں گی۔ آپ کار میں بیٹھ کر سیدھے میرے ڈاکٹر کے پاس پہنچیں۔ بہن جی یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

فیروزہ: انشاء اللہ جی میں خود لے جاؤں گی۔

لڑکی: میں بھی چلوں گی ابا۔

لطیف: کیوں وہاں کوئی میلہ لگا ہے ڈاکٹر کی دکان پر...... میں بھی چلوں گی ابا...... باپ مر رہا ہے' ان کو سیروں کی سوجھی ہے۔

(ستارہ چلتی ہے' ساتھ ساتھ فیروزہ بھی جاتی ہے۔)

ستارہ: اچھا ماسٹر جی! خدا آپ کو صحت دے۔ سلام علیکم!

لطیف: (اٹھنے کی کوشش کرتا ہے) وعلیکم سلام۔ میں چلتا ہوں جی آپ کے ساتھ۔

ستارہ: ناں ناں! آپ آرام کریں۔ گرم بستر سے نہ نکلیں۔

لطیف: (رقت کے ساتھ) اللہ نین پر ان سلامت رکھے...... جیاتی لمبی ہو...... جگ جگ جیو میڈم جی...... اللہ ترقی دے...... عزت دے...... دولت دے...... اتنا دے جتنا کھوہ میں پانی!

(اب فیروزہ اور ستارہ گھر کے کنارے پر آن پہنچی ہیں۔ یہاں ٹاٹ کا پردہ لٹک رہا ہے' جو بڑا خستہ ہے۔ ستارہ پرس کھول کر سو روپے کا نوٹ نکالتی ہے اور فیروزہ کے ہاتھ میں دیتی ہے' اس طرح کہ اس کی ہتھیلی کھول کر نوٹ اس میں بند کر کے اوپر اپنا ہاتھ رکھ دیتی ہے۔)

ستارہ: بس اب آپ بولنا نہ پلیز۔ میں کل خود آتی لیکن میری ریکارڈنگ ہے۔ پھر شام کو مہورت ہے۔ فاروق صاحب کی فلم کا۔ آپ غفلت نہ کریں۔ ان کو دکھائیں اور جما کر علاج کریں۔ خدا حافظ۔

(فیروز تشکر سے آہستہ سلام کرتی ہے۔ ستارہ باہر جاتی ہے۔ فیروزہ چپ چاپ کھڑی ہے۔ چند ثانیے بعد وہی بچے دوڑ کر اندر داخل ہوتے ہیں)

بچہ 1: چلی گئی میڈم؟

بچہ 2: چلی گئی اوئے!

لڑکی نمبر 3: پورا کوکا پی کر نہیں گئی۔

بچہ 2: موج اوئے موج...... موج اوئے موج......

(اب تینوں بچے بھاگ کر بوتل پر پل پڑتے ہیں۔ اس چھینا جھپٹی میں بوتل گر جاتی ہے اور کوکا کولا بہہ جاتا ہے۔ اب فیروزہ آتی ہے۔ جو عورت ابھی تک چپ چاپ صبر کی تصویر تھی' ان کو دو تھپڑ مارتی ہوئی بولتی ہے۔)

فیروزہ: نکر میو! دیکھتے نہیں باپ بیمار ہے۔ دو گھونٹ اس کے منہ میں چلا جاتا تو کیا تم مر جاتے۔ کسی کا نہیں سوچتے...... ہمیشہ اپنی فکر رہتی ہے۔ ندیدے' کھچرے' کمبخت' حرامی......

لطیف: نہ ماری جا انہیں فیروزہ......ان کا کیا قصور بھاگوان ‘نہ ماری جا ان لاوارثوں کو......
مت نکال اپنا غصہ ان پر...... مجھے مار بے وقوف...... تیرا قصور وار ادھر لیٹا ہے
چارپائی پر......ان غریبوں کی جان کو کیوں آ گئی تو......
(فیروزہ چارپائی کے ساتھ سر لگا کر زور زور سے رونے لگتی ہے۔)

کٹ

سین 15 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(ستارہ ایک ایسی کوٹھی کے احاطے میں داخل ہوتی ہے جو زیر تعمیر ہے۔ پاڑ بندھے ہیں۔ مزدور کام کر رہے ہیں۔ ستارہ کوٹھی میں ٹھیکیدار کے ساتھ مختلف کمروں کا معائنہ کرتی ہے اور ہدایات دیتی ہے۔)

کٹ

سین 16 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(ستارہ کار میں گھر واپسی پر اس وقت ستارہ کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ بیک گراؤنڈ میں وہی موسیقی بجتی ہے جس کا گانا صبح تیار کیا جا رہا تھا۔)

کٹ

سین 17 آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(کار جا رہی ہے۔ دوسری سائیڈ پر ٹرین اسے کراس کرتی ہے گڑھی شاہو والے موڑ پر جہاں نہر کے دو پل اور دو رویہ سڑک ہے‘ ستارہ کی کار آتی ہے۔ پھاٹک بند ہوتا ہے۔

کار رکتی ہے۔ موسیقی پر ٹرین کی آواز سپر امپوز کیجئے۔ کیمرہ جاتا ہے۔)

ڈزالو

سین 18 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(لاہور میں نہر کا کوئی ایسا موڑ تلاش کر لیجئے جس کا پس منظر فوٹوگرافی کے اعتبار سے اچھا ہو۔ ستارہ کی کار اس موڑ پر آتی ہے۔ کار آہستہ ہوتی ہے۔ یکدم نوجوان سکندر دونوں بازو اٹھائے ہاتھ میں آٹوگراف کی کاپی لئے کار کی طرف بھاگتا ہے۔ کیمرہ کار کے اندر ہے۔ یکدم بریک لگتی ہے۔ سکندر دونوں بازو کار کی بونٹ کی طرف بڑھاتا ہے اور بونٹ پر گرتا ہے۔ ستارہ چیخ مارتی ہے۔ سکندر بونٹ پر گرا ہوا ہے۔ اس کا چہرہ اور بازو مدد کے انداز میں آگے کو پھیلے ہیں۔)

قسط 2

کردار

ستارہ: دورخی خاتون' حساس' افسردہ اور پکی پروفیشنل

گل رخ سکندر: شہرت کا دیوانہ' نوجوان خوبرو

آپاراشدہ: اچھی چیزوں کی شوقین

نگینہ: عمر اٹھارہ کے قریب' مڈل کلاس کی فیشن زدہ

باپ: ماسٹر فضلی' سُر کا عاشق' بے بصر معذور

ماسٹر لطیف: پینتالیس کے لگ بھگ بیمار آدمی

افتخار سلیم: بہت خوبصورت ایکٹر' ہنس مکھ' دل جیت لینے والا

ظہیر: فلم ڈائریکٹر

میوزک ڈائریکٹر: خاور

سین 1 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(ٹائٹل فیڈ ہونے کے بعد ہم پچھلے سکرپٹ کو وہاں سے دوبارہ ٹیلی کاسٹ کرتے ہیں جہاں سے آخری سین میں ستارہ کی کار جا رہی ہے۔ پھر وہ ایک موڑ پر آتی ہے کار آہستہ ہوتی ہے اور نوجوان سکندر بھاگتا ہوا کار کی طرف لپکتا ہے۔ بریک لگتی ہے۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر ونڈ سکرین کی صرف بڑھتا ہے اور بونٹ پر گرتا ہے۔ اندر سے ستارہ چیخ مارتی ہے۔ یہ سارا منظر ہوتا رہتا ہے۔ سامنے ٹیلپ آتا ہے۔ یکدم ستارہ دروازہ کھول کر باہر نکلتی ہے۔ دوسری طرف سے ڈرائیور باہر نکلتا ہے۔ ستارہ انتہائی تکلیف میں سکندر پر جھکتی ہے۔)

ستارہ: آپ کو کہیں چوٹ تو نہیں آئی؟ دیکھئے میں خود آپ کو ہسپتال لے جاؤں گی۔ پلیز بتایئے کہیں کوئی انجری تو نہیں ہوئی۔

(اب وہ ڈرائیور کو خفگی سے دیکھتی ہے اور غصے سے کہتی ہے۔)

لاکھ تمہیں کہا ہے اوور سپیڈ مت کیا کرو موڑ پر دھیان سے رہو لیکن تم کو ذرا پروا نہیں ہوتی۔ اب اٹھاؤ اسے اور اندر ڈالو پچھلی سیٹ پر۔ بے ہوش ہو گیا ہے۔ جو پولیس کیس بنے گا' وہ علیحدہ۔

(اب ڈرائیور سکندر کو نیم بے ہوشی کے عالم میں پچھلی طرف لاتا ہے۔ اور اندر بٹھاتا ہے۔ سکندر آنکھیں بند کئے سیٹ پر دراز ہوتا ہے۔)

ستارہ: ہسپتال چلو!

ڈرائیور: کون سے ہسپتال میڈم؟

ستارہ: کسی بھی ہسپتال' جو قریب ہو۔

(کار چلتی ہے۔ اب سکندر آنکھیں کھولتا ہے۔ اور جیب سے آٹو گراف بک نکالتا ہے۔)

سکندر: اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو اس پر سائن کر دیجئے۔

(ستارہ حیرانی سے اس کی طرف دیکھتی ہے اور آٹو گراف بک پکڑتی ہے۔)

ستارہ: آپ کو چوٹ تو نہیں آئی؟

سکندر: جی نہیں!

ستارہ: لیکن یہ آپ نے کیا کیا...... چلتی گاڑی کے سامنے اس طرح کیوں آئے؟ حادثہ ہو سکتا تھا بہت بڑا۔

سکندر: کل اخبار میں خبر بھی تو شائع ہوتی...... گل رخ سکندر مایۂ ناز گلوکارہ کی کار سے ٹکرا کر زخمی ہو گیا۔ تصویر ہوتی ساتھ میری۔ ایک دن میں مشہور ہو جاتا۔ میں مر جاؤں شوق سے لیکن مشہور ہو جاؤں۔

ستارہ: تم کو اخبار میں چھپنے کا بہت شوق ہے؟

سکندر: کس کو نہیں ہوتا؟

ستارہ: لیکن اتنا بڑا ڈرامہ تم نے کیوں کیا سکندر؟

سکندر: آپ کا آٹوگراف لینے کے لیے!

ستارہ: آٹوگراف تو بڑی آسانی سے مل سکتا تھا!

سکندر: آٹوگراف کے ساتھ کوئی پرسنل واقعہ' کوئی حادثہ شامل نہ ہو تو آٹوگراف قبر پر لکھے ہوئے کتبے کی طرح بے جان ہو جاتا ہے۔ میں کبھی ایسے آٹوگراف نہیں لیتا' آئی ایم سوری...... کسی گیت کا مکھڑا بھی لکھ دیجئے اس پر...... پلیز!

ستارہ: آپ کو میرا کون سا گانا پسند ہے؟

سکندر: سارے گانے پسند ہیں جی۔

ستارہ: پھر بھی کوئی خاص؟

سکندر: اگر ہے دل تو دل لگی بھی چاہیے کہ ہر دیئے کو روشنی بھی چاہیے۔

(ستارہ آٹوگراف دیتی ہے۔)

سکندر: تھینک یو جی۔

ستارہ: کوئی بات نہیں۔

سکندر: اگر جی کوئی فون پر آپ سے بات کرنا چاہے تو...... تو آپ رسیو کریں گی فون کال؟

ستارہ: ہاں' کیوں نہیں!

سکندر: اور......جی کوئی آپ سے ملنا چاہے تو آپ کا فین تو......؟

ستارہ: (مسکرا کر) ہاں یہ ذرا مشکل ہے!

سکندر: اچھا جی' میں نے آپ کا بہت قیمت وقت لے لیا ہے۔ تھینک یو جی...... تھینک یو!

(اب ستارہ کی کار چلتی ہے۔ سکندر دیر تک Wave کرتا رہتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں آٹوگراف بک ہے۔ سامنے والے شیشے میں ستارہ اسے دیکھتی رہتی ہے۔)

کٹ

سین 2 ان ڈور رات

(ڈریسنگ ٹیبل پر ستارہ بیٹھی منہ پر کریم لگا کر روئی سے چہرہ صاف کر رہی ہے۔ نگینہ آتی ہے۔)

نگینہ: باجی جی فون تھا آپ کا!

ستارہ: کون ہے؟

نگینہ: کوئی ینگ سی آواز تھی۔ میں نے ٹال دیا ہے...... پہلے ہی پکڑ کے سارا سارا دن فون کرتے رہتے ہیں الو کے پٹھے۔ ان کا خیال ہے کہ ہمیں سوائے ان کے اور کوئی کام ہی نہیں۔ کیسے گاتی ہیں آپ کی باجی...... کیا کھاتی ہیں آپ کی باجی...... عام لائف میں کیسی ہیں آپ کی باجی؟

(یہ کہتی ہوئی جاتی ہے۔ یکدم ستارہ کے دماغ میں جیسے گھنٹی بجتی ہے۔)

ستارہ: نگینہ!

نگینہ: (واپس آکر) جی باجی؟

ستارہ: کون تھا فون پر؟

نگینہ: کوئی سکندر تھا جی...... پتہ نہیں گل رخ سکندر کہ شاہ رخ سکندر...... عجیب نام ہوتا ہے کسی کسی کا۔ آپ جانتی ہیں اسے؟

ستارہ: (یکدم پکڑے جانے کے انداز میں) نہیں...... نہیں تو۔

نگینہ: شب بخیر باجی۔

ستارہ: شب بخیر!

(نگینہ جاتی ہے۔ ستارہ جو اس وقت بہت ماڈرن نائٹی میں ہے' بتیاں بجھا کر پلنگ پر لیٹتی ہے اور ریڈیو لگاتی ہے۔ ریڈیو پر آواز آتی ہے۔)

اناؤنسر: ابھی آپ نے مہدی حسن کی آواز میں احمد فراز کی غزل سنی۔ اب ہم آپ کو ستارہ جہاں کا گایا ہوا گیت سناتے ہیں۔ یہ گیت انہوں نے فلم "ان کہی بات" کے لیے گایا ہے۔

(ستارہ ریڈیو بند کرتی ہے۔ سوچتی ہے' پھر ریڈیو آن کرتی ہے۔ ریڈیو پر ستارہ کی آواز میں یہ گیت آرہا ہے:

اگر ہے دل تو دل لگی بھی چاہیے
کہ ہر دیئے کو روشنی بھی چاہیے

آہستہ آہستہ آواز دور ہوتی جاتی ہے لیکن بند نہیں ہوتی۔ کیمرہ ستارہ کے چہرے پر آتا ہے۔ وہ سوتی جاتی ہے۔)

ڈزالو

سین 3 آؤٹ ڈور دن

(ایک بڑے سے کھنڈر میں ستارہ اور سکندر سلو موشن میں بھاگ رہے ہیں۔ سکندر' ستارہ کے تعاقب میں ہے۔ گانا سپر امپوز ہوتا ہے۔ گانے کی دو لائنیں ہو چکتی ہیں تو بندوقیں چلنے کی آواز آتی ہے۔)

ڈزالو

سین 4 آؤٹ ڈور دن

(سکرین پر بہت سے غبارے اڑ رہے ہیں' جن کو بندوق کا نشانہ توڑ رہا ہے۔ بندوق کی آواز

کے ساتھ ساتھ یکدم گانا پھر رواں ہوتا ہے:)

ڈزالو

سین 5 ان ڈور دن

(بہت سے لڑکے لڑکیاں ناچ رہے ہیں۔ لیکن ان کی تصویر صرف گھٹنوں تک آتی ہے۔ قسم قسم کی جوتیاں' پاؤں' ٹانگیں کیمرہ سٹڈی کرتا ہے۔ یکدم ایک مرد کا فل بوٹ ایک نازک سی سینڈل والے پاؤں پر آتا ہے۔ کیمرہ زوم کرتا ہے اور بہت بڑے بینگ کے ساتھ ستارہ کی چیخ اس پر سپر امپوز ہوتی ہے۔)

کٹ

سین 6 ان ڈور رات

(ستارہ سو رہی ہے۔ ریڈیو آن ہے۔ گیت میں ایک لمبی چیخ آتی ہے۔ ستارہ ہڑبڑا کر اٹھتی ہے۔ ادھر ادھر دیکھتی ہے۔ پھر ریڈیو پر گیت جاری ہوتا ہے:

اگر ہے دل تو دل لگی بھی چاہیے
کہ ہر دیئے کو روشنی بھی چاہیے

ستارہ ریڈیو بند کرتی ہے۔ فون کی گھنٹی کی آواز آتی ہے۔ ستارہ اٹھ کر جاتی ہے اور فون اٹھاتی ہے۔)

ستارہ: جی؟ جی...... ؟ جی ہاں میرا فون ٹھیک ہے جی۔ تھینک یو...... ہم نے کمپلینٹ نہیں لکھوائی جی...... ہو سکتا ہے کسی اور نے لکھوائی ہو...... تھینک یو!

(وہ فون کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھتی ہے۔ پھر سر ہلا کر جیسے خواب کو شیک آف کرتی ہے۔)

کٹ

سین 7   ان ڈور   دن

(یہ ستارہ کی مشق کا وقت ہے۔ ستارہ کے ہاتھ میں تان پورہ ہے۔ وہ مکمل طور پر سفید لباس میں ملبوس ہے۔ بالوں میں پھولوں کا گجرا ہے۔ باپ نے بھی سادہ لباس اور کندھوں پر چادر پہن رکھی ہے۔ یہاں پر ملہار یا ایمن یا کوئی راگ جو بیراگ سے تعلق رکھتا ہو' باپ پریکٹس کرا رہا ہے۔ پہلے ستارہ تعلق اور انہاک سے گاتی ہے' پھر جیسے اس کا ذہن کہیں اور ہے۔ باپ ایک سرگم کہتا ہے' وہ فالو کرتی ہے۔ ادھے میں جا کر پھر سے سرگم اٹھاتی ہے۔ باپ مدد کرتا ہے' سرگم مکمل کراتا ہے۔ دو مرتبہ اور اس طرح ہوتا ہے باپ ہارمونیم بند کرتا ہے اور لطیف طبلہ نواز کو اشارے سے ٹھیکہ بند کرنے کو کہتا ہے۔)

باپ: بس ماسٹر جی' بی بی اب تھک گئی ہے۔ انشاء اللہ منگل کو سہی' اسی وقت۔

لطیف: انشاء اللہ جی!

ستارہ: اگر بخار ہو ماسٹر جی تو پھر آپ مت آئیں پلیز۔

لطیف: کوئی بات نہیں جی۔ اب تو آرام ہے۔ گھر کے سامنے سے رکشا مل جاتا ہے۔

ستارہ: میں کار بھیج دوں گی' آپ رکشا وکشا مت لیں ماسٹر جی۔

لطیف: اللہ سلامت رکھے...... نین پران چلتے رہیں...... اللہ اتنا دے جتنا کھوہ میں پانی...... عزت آبرو بڑھے!

ستارہ: ماسٹر جی یہ لیں چابی اور اندر سے عاصم کو ساتھ لے کر جائیں۔ اب باہر سردی ہے' بس وغیرہ میں مت جائیں۔

لطیف: جیتی رہیں...... سلامت رہیں...... خوش رہیں! ہم کو تو بس اسی گھر کا سہارا ہے۔

(چلا جاتا ہے۔ ستارہ اپنا سر صوفے کی پشت پر ٹکاتی ہے اور لمبا سانس لیتی ہے۔)

ابا: (اس کے لہجے میں نصیحت نہیں ہے' صرف تجربہ ہے) بیٹے! جب بھی دریا دو حصوں میں بٹ جائے' اس کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔

(ستارہ آنکھ کی جھری سے اس کی طرف دیکھتی ہے۔ پھر سر سے پھولوں کا گجرا اتارتی ہے۔ اب باقی ڈائیلاگ کے دوران وہ گجرے سے ایک ایک پھول کر کے توڑتی جاتی ہے۔ حتیٰ

کہ جب سین ختم ہوتا ہے تو اس کی گود میں نچے ہوئے پھولوں کا ڈھیر ہے۔)

ستارہ: کیا مطلب ابا جی؟

ابا: گانے والا جب بھی گائے' اسے سوائے گانے کے اور کچھ نہیں سوچنا چاہیے۔ دریا دو حصوں میں بٹ جائے تو اس کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔

ستارہ: (لاتعلقی سے) آج کل میرا گلا خراب ہے' اچانک سردی آ جانے کی وجہ سے۔

ابا: ہر آرٹسٹ پر' ہر فن کار پر' ہر گلوکار پر ایک بہت برا وقت آتا ہے۔

ستارہ: (بجھے انداز میں) کون سا برا وقت ابا جی؟

ابا: جب وہ کامیاب ہو جاتا ہے! ایسے سمجھ لو جیسے تربوز کے اوپر اخروٹ ٹکا ہو...... ہلکا سا ہوا کا جھونکا...... ذرا سی لرزش' ذرا سا ہچکولا...... کامیابی کسی کو ٹکنے نہیں دیتی اپنے پر۔

ستارہ: ہاں جی......

ابا: جو شہرت کو اپنی کوشش سے منسوب کرتے ہیں یا جو شہرت کو پائیدار سمجھتے ہیں یا پھر جن کا خیال ہوتا ہے کہ شہرت کو وہ لازوال کر سکتے ہیں' وہ ہمیشہ پھسل جاتے ہیں۔ جیسے چکنے پتے پر بارش کی بوند نہیں ٹھہرتی ہمیشہ کے لیے' ایسے ہی وہ بھی لوگوں کے دلوں سے لڑھک جاتے ہیں بلا اطلاع۔ اچانک۔

ستارہ: یہ سب آپ مجھ سے کیوں کہہ رہے ہیں؟

ابا: کیونکہ شہرت نے نہ صرف تمہیں ہر دل عزیز کیا ہے اور عزت بخشی ہے بلکہ امیر بھی کر دیا ہے...... میری آرزو تھی کہ کاش تمہارا گانا سننے سات سمندر پار سے قدر دان آتے...... تم بڑے بڑے جلسوں میں گایا کرتیں...... شام کو محفل شروع ہوتی اور اس وقت تک لگی رہتی جب تک ستارے پھیکے نہیں پڑ جاتے لیکن...... تم امیر نہ ہوتیں۔

ستارہ: (خفگی کے ساتھ) ابا جی آپ بد دعائیں نہ دیا کریں ہر وقت!

ابا: میں پنڈال میں وہاں بیٹھا رہتا جہاں سب قدردانوں کی جوتیاں ڈھیر ہوتی ہیں' تم ڈائیس پر بیٹھ کر گاتیں...... لوگ تم پر پھول نچھاور کرتے' تمہارے آٹوگراف لیتے لیکن......

ستارہ: میں بھوکوں مرتی...... ہے نا؟ مانگتی پھرتی دوسرے گانے والوں کی طرح؟

ابا: نئیں نئیں نئیں...... خدا نہ کرے!...... لیکن شہرت کے ساتھ اگر دولت بھی مل جائے تو تباہی کا دو آتشہ تیار ہو جاتا ہے۔ بیٹے!

ستارہ: آپ چاہتے کیا ہیں؟

ابا: پتہ نئیں! یہی تو مجھے ساری عمر پتہ نہیں چلا کبھی۔

ستارہ: پھر آپ مجھے نصیحت کیا کر رہے ہیں؟

ابا: کچھ دنوں سے...... میں محسوس کرتا ہوں...... ہم لوگ جو اندھے ہوتے ہیں ستارہ، ہم عجیب ہوتے ہیں۔ ہمارے اندر کا اندھیرا بولنے لگتا ہے...... کوئی بات ایسی ہے جو بدل رہی ہے اس گھر میں۔

ستارہ: موسم بدل رہا ہے...... گرمی چلی گئی ہے۔ شامیں چھوٹی ہو گئی ہیں۔ کپڑوں میں فینائل کی بو ہے، پٹرول کی خوشبو ہے...... چلغوزے، مونگ پھلی کے چھلکے ہیں ہر طرف...... چادریں، کوٹ......

ابا: ہاں...... یہ بھی اور اور اور...... اور بھی بہت کچھ...... اگر کوئی میٹھا پھل دیر تک درخت سے لٹکا رہے تو صرف دو باتیں ہوتی ہیں...... یا وہ ڈالی سے ٹوٹ گرتا ہے یا پھر اس میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں خود بخود!

ستارہ: ابا جی آپ خواہ مخواہ وہموں کا شکار نہ ہوں۔

ابا: (اٹھتے ہوئے) یہ بات بھی ہے...... ویسے ہی بوڑھے آدمی کے تعاقب میں اندھیرا ہوتا ہے...... میں تو اندھا بھی ہوں۔

ستارہ: ابا جی!

ابا: (کچھ فاصلے پر جا کر) ہاں۔

ستارہ: آپ ای سی جی کرانے گئے تھے؟

ابا: کرالوں گا، کرالوں گا۔ تو فکر نہ کیا کر میری صحت کے لیے...... ہماری بیماری بیماری نہیں ہوتی۔ آگے جانے کا بہانہ ہوتی ہے۔ بہانہ رہنا چاہیے...... ضرور رہنا چاہیے۔ (چلا جاتا ہے) بہانے سے بوڑھا خوش رہتا ہے۔

(ستارہ پھول توڑ رہی ہے۔ کیمرہ آہستہ آہستہ اس کی آغوش پر مرکوز ہوتا ہے۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور رات

(ایک خوبصورت چائنیز ہوٹل میں ستارہ آتی ہے۔ اس کے ساتھ ایک پینتیس برس کا آدمی ہے۔ وہ دونوں ایک ٹیبل چنتے ہیں۔ بیرا مینو لا کر دیتا ہے اور چلا جاتا ہے۔)

افتخار: کیا پسند کرو گی...... چکن کارن سوپ، چوپ سوئی، فرائیڈ پران؟

ستارہ: جو تمہارا جی چاہے!

افتخار: اچھا سپرنگ چکن تو کھاؤ گی؟

ستارہ: جو تمہارا جی چاہے افتخار!

افتخار: تمہیں دلچسپی نہیں ہے مینو میں؟

ستارہ: نہیں!

(افتخار میز پر مینو رکھتا ہے۔)

افتخار: تارا!

ستارہ: ہوں۔

افتخار: تم کہاں ہو؟

ستارہ: یہیں ہوں۔

افتخار: یہ پچھلے دنوں سے تمہیں ہوا کیا ہے؟

ستارہ: کیا ہوا ہے مجھے!

افتخار: کتنے گانے گائے ہیں تم نے پچھلے ہفتے؟

ستارہ: بائیس!

افتخار: Arnt you over doing?

ستارہ: (آہ بھر کر) بس یہ دلدل ہے افتخار...... ایک قدم اندر چلا جائے تو پھر دھنستا چلا

جاتا ہے آدمی۔

افتخار: Be Fair to your self آخر یہ محنت کس کے لیے ہے؟ Do you wish to kill your self.

ستارہ: نہیں۔ بس میں کچھ Help نہیں کر سکتی۔ افتخار! کبھی کبھی خدا کی قسم Honestly میں اور کام اٹھانا نہیں چاہتی...... کبھی کبھی اتنی کمزور دھنیں ہوتی ہیں' ایسا ناکارہ آرکسٹرا ہوتا ہے' کبھی کبھی چربہ گانے بھی گانے پڑتے ہیں اور طبیعت ان پر مائل نہیں ہوتی...... لیکن انکار نہیں کیا جاسکتا۔

افتخار: کیوں؟...... کیوں انکار نہیں کیا جاسکتا؟ Why....but why?

ستارہ: کبھی میوزک ڈائریکٹر کے ساتھ پرانی میل ملاقات ہوتی ہے' کبھی پروڈیوسر صاحب کے ساتھ احترام کا رشتہ ہوتا ہے' کبھی بس...... یونہی بلاوجہ شکل دیکھ کر' ہاتھوں کے Gestures دیکھ کر ترس آجاتا ہے۔

افتخار: When will you grow up?

ستارہ: کبھی کبھی مجھے خواہ مخواہ ترس آجاتا ہے' اچانک جیسے پہاڑوں پر بارش نہیں آتی...... مجھے ایسے لگتا ہے کہ جو شخص میرے سامنے ہے' وہ بہت تنہا ہے...... اسے میری مدد چاہیے...... وہ میرے بغیر اپنا راستہ تلاش نہیں کر سکے گا۔

افتخار: مجھ پر تو تمہیں کبھی ترس نہیں آیا!

ستارہ: ترس نہ آیا ہوتا تو ہم یوں دوست بن جاتے۔

(بیرا آتا ہے۔)

افتخار: ایک چکن کارن سوپ...... ایک ایک فرائیڈ رائس اور یہ A-69 بیف اینڈ چلیز اور ایک چوپ سوئی!

ستارہ: بس...... اتنا سارا کون کھائے گا فتی؟

افتخار: میں...... مادام میں!

بیرا: جی ایک چکن کارن' ایک ایگ فرائی' ایک بیف چلی اور ایک چوپ سوئی!

افتخار: اور ایک سپرنگ چکن......

بیرا: بس جی؟

افتخار: بس......

(اس وقت سکندر ہوٹل میں داخل ہوتا ہے۔ کیمرہ اس کی انٹری کو رجسٹر کراتا ہے۔ اس نے ستارہ کو دیکھ لیا ہے لیکن ستارہ بجھے ہوئے موڈ میں ہے۔ وہ ایک کانٹا اٹھا کر اس سے میز پوش پر لکیریں کھینچ رہی ہے۔)

افتخار: تمہیں ریسٹ کی ضرورت ہے۔ ہفتہ پندرہ دن کے لیے لاہور چھوڑ جاؤ۔

ستارہ: شاید!

افتخار: وہاں پہاڑوں میں گھومنا پھرنا سارا سارا دن...... بڑا مزہ آئے گا۔

ستارہ: ہاں...... ہو سکتا ہے!

افتخار: دیکھو تارا جب تک انسان اپنا لائف سٹائل تبدیل نہ کر لے تب تک کچھ نہیں بدلتا۔

ستارہ: لائف سٹائل سے تمہاری کیا مراد ہے؟

افتخار: اب کوئی شخص ہے مثال کے طور پر...... وہ سات بجے سوتا ہے' صبح چار بجے اٹھتا ہے' مسواک استعمال کرتا ہے' تاش کھیلتا ہے' سری پائے نہاری کچنار گوشت پسند کرتا ہے' عورتوں سے تعلقات نہیں بڑھاتا بلکہ صرف تاک جھانک کرتا ہے' دوستوں سے ہمیشہ گھر پر ملتا ہے...... یہ اس کا لائف سٹائل ہے۔

ستارہ: ہاں...... لیکن میرا لائف سٹائل تو دوسروں کے رحم و کرم پر ہے۔

افتخار: Grow up .... grow up...... اپنی زندگی کا پیٹرن خود بناؤ جو کام تمہیں پسند ہیں' وہ کرو۔ جو دوست تمہیں درکار ہیں' انہیں رکھو...... Leave the Rest جب تم اٹھنا چاہتی ہو' اٹھو۔ سونا چاہتی ہو' سو جاؤ۔

ستارہ: بہت مشکل ہے افتخار' بہت مشکل ہے۔ انسان دوسروں کے ساتھ رہ کر' ان کو خوش کرنے کی آرزو دل میں پال کر...... اس نقطۂ نظر کے ساتھ کہ دوسروں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے' اپنا لائف سٹائل نہیں بنا سکتا۔

افتخار: تو پھر مرو...... مر جاؤ۔ قطرہ قطرہ زہر پینے کی کیا ضرورت ہے' ایک دم زہر کھاؤ دو چار تولے اور Finished !

(بیرا آکر چکن کارن سوپ لگاتا ہے۔)

ستارہ: انسان اپنے ماحول میں اس طرح رہتا ہے افتخار جیسے کشمش پانی میں رہتی ہے...... آہستہ آہستہ ساری مٹھاس پانی میں چلی جاتی ہے اور کشمش پانی سے پھول کر کپا ہو جاتی ہے لیکن میٹھی نہیں رہتی۔

بیرا: (پاس آکر) سر آپ کو وہ آٹھ نمبر ٹیبل پر بلا رہے ہیں۔

افتخار: (آٹھ نمبر میز کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلاتا ہے) شو بزنس کی یہ بڑی بک بک ہے...... آدمی کو کہیں بھی Privacy نہیں ملتی' ہر جگہ وہ پبلک پراپرٹی ہوتا ہے۔

ستارہ: اپنا لائف سٹائل تبدیل کروا فتی!

افتخار: (ہنس کر) ون اپ ستارہ...... واپسی پر بدلہ لوں گا۔

(اٹھ کر جاتا ہے۔ ستارہ آہستہ آہستہ سوپ پیتی ہے۔ سکندر پاس آتا ہے۔)

سکندر: سلام علیکم جی۔

(سکندر کا رویہ ہیرو ورشپ کرنے والوں کا سا ہے۔)

ستارہ: (قدرے خوشی کے ساتھ) وعلیکم السلام! آیئے بیٹھئے۔

سکندر: میں دیر سے آپ کو دیکھ رہا تھا...... لیکن ہمت نہیں پڑتی تھی۔

ستارہ: کیوں؟

سکندر: مشہور لوگ ہم جیسے لوگوں کو ذرا لفٹ نہیں دیتے۔

ستارہ: (ہنس کر) اگر آپ جیسے لوگ بھی نہ ہوں تو باقی کیا رہا ہے!

سکندر: کیا جی؟

ستارہ: کام نے ویسے ہی ہمارے لئے کچھ باقی نہیں چھوڑا ہوتا...... اگر آپ جیسے پیارے لوگ سڑکوں پر' ریستورانوں میں' سینما گھروں میں نہ ملیں تو ہم لوگ تو پتہ نہیں پستول سے نکلی ہوئی گولی کی طرح کہاں جا لگیں!

سکندر: (ابرو اٹھا کر چند ثانیے اس کو دیکھتا ہے' جیسے اس کی بات پر یقین نہ ہو) آپ کو......

برا نہیں لگا۔ سچ؟

ستارہ: کس بات کا؟

سکندر: میں یوں آ گیا ہوں دوبارہ اچانک' بلا اطلاع' بن بلائے!

ستارہ: بن بلائے آنے کا شکریہ...... نوازش' مہربانی!

سکندر: یہ آپ کے ساتھ سلیم صاحب ہیں ناں؟ مشہور ایکٹر افتخار سلیم۔

ستارہ: (اثبات میں سر ہلاتی ہے) کھایئے!

سکندر: کھانے کا آرڈر میں دے آیا ہوں۔ شکریہ...... افتخار صاحب کی فلم خوب ہٹ گئی ہے۔ اچھا رول کیا ہے انہوں نے "الٹے بانس" میں۔

ستارہ: اسے خوب کنٹریکٹ مل رہے ہیں۔

سکندر: ویسے عام لائف میں نہ زیادہ خوبصورت ہیں نہ گلیمرس! ہے ناں؟

ستارہ: (ہنس کر) اپنے پسندیدہ آرٹسٹوں کو کبھی قریب سے نہیں دیکھنا چاہیے۔

سکندر: (قدرے لجاجت کے ساتھ) لیکن آپ تو مجھے عام لائف میں زیادہ اچھی لگی ہیں۔

ستارہ: (حیرانی سے) کیا مطلب؟

سکندر: رسالوں میں آپ کی تصویریں اتنی اچھی نہیں آتیں جتنی آپ خود ہیں۔ دراصل تصویر میں آپ کا یہ Complexion نہیں آتا ناں......

ستارہ: شکریہ!

سکندر: کیسے لگتا ہے آپ کو؟

ستارہ: کیا؟

سکندر: جب ہم جیسے لوگ سڑکوں پر' ریستورانوں میں' ہوٹلوں میں' کلبوں میں یوں بے بس ہو کر آپ کی تعریف کرتے ہیں؟ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں ہ آپ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں...... جہاں جاتے ہیں' کچھ نہ کچھ آنکھیں ضرور فرش راہ رہتی ہوں گی۔ ہے ناں؟

(لمحہ بھر کے لیے ستارہ غور سے اسے دیکھتی ہے' پھر لمبی آہ بھرتی ہے۔)

ستارہ: واہ واہ بڑی عجیب چیز ہے سکندر...... جس قدر بڑھتی ہے' اسی قدر اپنے اوپر اعتماد ختم

ہوتا جاتا ہے۔ پھر اس بے اعتمادی کو بحال کرنے کے لیے اور تحسین کی' اور تعریف کی ضرورت ہوتی ہے۔ بے اعتمادی کا کنواں گہرا ہوتا جاتا ہے اور تعریف کی بالٹیاں' تحسین کے مٹکے' واہ وا کے ڈول سب پتہ نہیں کہاں جا کر غرق ہو جاتے ہیں۔

(اس وقت افتخار آتا ہے۔)

افتخار: "الٹے بانس" نے تو مجھے مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ میں تو بریلی ہی واپس چلا جاؤں تو اچھا۔ (ہاتھ بڑھا کر) میرا اصلی نام افتخار ہے' فلمی نام سلیم۔ میں "الٹے بانس" کا ہیرو ہوں۔

سکندر: میرا پورا نام گل رخ سکندر۔ پچھلے سال میں نے لاء کیا تھا' لیکن ابھی تک پریکٹس شروع نہیں کی......

افتخار: تو کیا کر رہے ہیں آپ......ان دنوں؟

سکندر: گانا سیکھ رہا ہوں......گانا گانے والوں کی ہیرو ورشپ کر رہا ہوں۔

ستارہ: (یکدم خوشی کے ساتھ) تو ابھی تک آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں سکندر؟ تعجب ہے' آپ گا لیتے ہیں!

سکندر: میں آپ کے سارے گانے گا سکتا ہوں میڈم۔

ستارہ: کسی وقت آیئے ڈیفنس...... سنیں گے آپ کا گانا۔

سکندر: انشاء اللہ جی...... اچھا جی اجازت دیجئے۔ میں نے آپ کا سوپ ٹھنڈا کر دیا...... سلام علیکم جی......

ستارہ/افتخار: وعلیکم سلام......!

افتخار: اب اس کو یہ امید دلانے کی کیا ضرورت تھی کہ تم اس کا گانا سنو گی؟ اس طرح تم اپنے آپ کو زیادہ Burden کرتی ہو احمق!

ستارہ: غلطی ہو گئی...... چلو یہ کون سا آ ہی جائے گا۔

افتخار: کل کو یہ الو کا پٹھا Actually آ گیا تو......؟

ستارہ: بڑا معصوم سا آدمی ہے۔

افتخار: تمہیں Face reading آتی ہے؟

ستارہ: نہیں!

افتخار: تو پھر اسے معصوم کیوں سمجھا؟

ستارہ: مجھے تم بھی معصوم لگتے ہو۔

افتخار: یہ بھی تمہاری غلطی ہے...... کیونکہ میں اچھا خاصہ Cunning اور لومڑی جیسا آدمی ہوں۔

ستارہ: ہاں وہ تو تم ہو...... لیکن اس کے باوجود تم معصوم ہو۔

افتخار: خدا کے لیے ساری دنیا کی ماں بننا چھوڑ دو! ماں کو بڑے دکھ جھیلنا پڑتے ہیں' اولاد کے لیے...... بہت کچھ درگزر کرنا پڑتا ہے...... بہت کچھ سہہ جانا پڑتا ہے۔ تمہاری عمر عورت بننے کی ہے۔ عورت بنو! لائف سٹائل تبدیل کروا اپنا۔ ہیئر سٹائل بدلو۔ کوئی کام کا مرد تلاش کرو۔ اس لمبے چہرے کو جس پر تکان کے آثار ہیں' کوئی پسند نہیں کرے گا۔ ایک Exploiter کا چہرہ بناؤ۔ کم بخت ایکٹرسوں میں سارا وقت گزرتا ہے تیرا' کچھ سیکھ ان سے احمق۔

ستارہ: وہ بھی اندر سے مردار چھپکلیاں ہوتی ہیں سب کی سب۔

افتخار: اچھا تمہارا میرا یہ آخری ڈنر ہے...... خدا کے لیے خوشی' اشتہا اور رغبت سے کھاؤ......اور چہرہ خوش بناؤ...... فوراً' فوراً!

ستارہ: اللہ پتہ نہیں تم میرے ساتھ کتنے آخری ڈنر کھا چکے ہو!

(ستارہ مسکراتی ہے۔ افتخار ڈائریکٹروں کی طرح ہاتھ اٹھا کر اسے اپنے فریم میں رکھتا ہے۔)

افتخار: شاٹ او کے!

کٹ

سین 9 ان ڈور دن

(ڈائریکٹر ظہیر اور ایک میوزک ڈائریکٹر ستارہ کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہیں۔ سامنے چائے لگی ہے۔)

ستارہ: ظہیر صاحب! آپ کی بڑی مہربانی ہے لیکن میں آپ کی فلم کے لیے خدا قسم سائن نہیں کر سکتی۔ میرے پاس پہلے ہی بہت کام ہے۔

ظہیر: پہلے آپ نے کہا تھا کہ آپ کو صرف یہ اعتراض ہے کہ Male lead پر استاد کریم نہ لگائیں۔ اب میں نے ان کا ٹنٹا ختم کر دیا ہے۔ جو سائی انہیں دی تھی' وہ بھی ہاتھ سے جانے دی۔

ستارہ: آپ خود میری ڈائری دیکھ لیں...... کوئی ڈیٹ خالی نہیں اگلے تین مہینوں تک۔

میوزک: اب میڈم ہم تو بڑی امید لے کر آئے ہیں' آپ ہمیں ناامید کر کے نہ بھیجیں۔ میوزک میں تو جان ہوتی ہے۔ ساری فلم کی...... فلم کے میوزک کا گہرا تعلق ہے باکس آفس سے۔

ظہیر: آپ مجھ سے سٹوری کی لائن بھی سن لیں چاہے' انشاء اللہ آپ کو پسند آئے گی کہانی گانے بھی سارے ایسی سچوئیشنوں میں ہیں کہ نیچرل لگتے ہیں...... لیکن شرط یہ ہے کہ گلا آپ کا ہو۔ ماسٹر جی ذرا وہ غزل تو سنائیں' میڈم کو۔

ستارہ: میں غزل سن کر کیا کروں گی ظہیر صاحب' میرے پاس وقت نہیں ہے۔

میوزک: آپ سنیں تو سہی میڈم جی...... میاں کی ٹوڈی میں باندھی ہے غزل!

(صوفے سے اٹھ کر نیچے فرش پر بیٹھتا ہے۔ ہارمونیم اٹھا کر غزل کا پہلا شعر گاتا ہے۔)

میوزک: ذرا یہاں آئیں میڈم' ایک منٹ کے لیے۔

(ستارہ بادل نخواستہ اٹھتی ہے۔)

میوزک: ذرا کہیں تو میرے پیچھے پیچھے!

کل ہم نے سپنا دیکھا ہے
جو اپنا ہو نہیں سکتا ہے
اس شخص کو اپنا دیکھا ہے

(ستارہ جو اکتائی ہوئی ہے ان مصرعوں کو سن کر جیسے یکدم دلچسپی لیتی ہے۔ ماسٹر دوبارہ اس کی دھن بجا کر کاپی ستارہ کے آگے رکھتا ہے۔ وہ آواز لگاتی ہے۔)

ستارہ: کل ہم نے سپنا دیکھا ہے

جو اپنا ہو نہیں سکتا ہے
اس شخص کو اپنا دیکھا ہے

میوزک: واہ وا...... سبحان اللہ! بس جی' پیر پکڑ لیں آپ میڈم کے۔ بس ہو گئی بات پکی جی۔ لڈو منگوائیں جی' لڈو!

ستارہ: آپ کمال کرتے ہیں۔ ماسٹر خاور صاحب! کوئی بات بھی ہو۔

ظہیر: دیکھیں جی ہم آپ کو گھر پر کسی فرصت کے وقت ریہرسل کرا جائیں گے۔ صرف آپ ریکارڈنگ کا وقت نکالیں۔ سارے کام میں' باقی آپ کا وقت ضائع نہیں ہو گا۔

میوزک: بس جی میں تو یہیں بیٹھا رہوں گا دھرنا مار کر جب تک یہ مانیں گی نہیں۔ کوئی بات ہے...... کیا جان بھر دی ہے' روح پھونک دی ہے...... (گا کر) کل ہم نے سپنا دیکھا ہے۔

ظہیر: اچھا جی چلیں۔ آپ سوچ لیں دو دن' چار دن...... صاف انکار نہ کریں......

ستارہ: اچھا جی مجھے مہلت دیں۔

ظہیر: میں آپ کو جمعرات کے روز فون کروں گا۔

ستارہ: جمعرات کو نہیں ظہیر صاحب' جمعہ کو۔

میوزک: (دھن ہارمونیم پر بجا کر) یاد رکھیں میڈم نی کومل لگے گا (گا کر) کل ہم نے سپنا دیکھا ہے۔

ظہیر: اچھا جی اجازت دیں...... چائے کے لیے بہت بہت شکریہ!

میوزک: مجھ پر ترس رکھنا میڈم...... مجھے پہلا چانس ملا ہے۔ میوزک ڈائریکٹ کرنے کا۔

ستارہ: سلام علیکم......

ظہیر/میوزک: وعلیکم سلام!

(دونوں چلے جاتے ہیں۔ ستارہ چند لمحے چپ چاپ کھڑی ہے۔ پھر صوفے سے اتر کر قالین پر بیٹھتی ہے اور ہارمونیم بجاتی ہے۔ ایک دو بار دھن غلط آتی ہے' پھر درست سر گم نکل آتی ہے گاتی ہے۔)

ستارہ: کل ہم نے سپنا دیکھا ہے

جو اپنا ہو نہیں سکتا ہے

اس شخص کو اپنا دیکھا ہے

کٹ

سین 10 ان ڈور صبح کا وقت

(ستارہ کل ہم نے سپنا دیکھا ہے گنگنا رہی ہے ساتھ ہی ساتھ وہ تیار بھی ہو رہی ہے۔ فون بجتا ہے۔ وہ جا کر اٹھاتی ہے۔)

ستارہ: ہیلو...... ؟ اچھا عاشی! (کچھ دیر سنتی ہے) بھئی میں نے آنا تھا مہورت پر بائے گاڈ لیکن ریکارڈنگ پر دیر لگ گئی۔ فرہاد صاحب کو کیا حق پہنچتا ہے ناراض ہونے کا! میں نے اس گدھے آدمی سے کب وعدہ کیا تھا؟ عاشی ڈیئر' ایک منٹ کے لیے ساری بات سنو! تم کو پتہ ہے ناں ماسٹر گنگو ہی کا...... تین ٹیکیں ہوئی ہیں۔ سارا گانا فرسٹ کلاس گیا۔ تینوں بار ایک غلطی نہیں ہوئی...... لیکن گنگو ہی صاحب تو جھاگیں اڑا رہے تھے منہ سے...... بے چارے کلارنٹ والے کو تو کان سے پکڑ لیا۔ (کچھ سنتے ہوئے) ذرا فلم انڈسٹری میں ان کی عزت کیا ہے' توبہ اس قدر ڈکٹیٹر بنے رہتے ہیں...... بیٹھے بیٹھے تو عین ریکارڈنگ کے وقت Bridge بدل لیتے ہیں۔ (وقفہ) ناں میری جان' میں تیری ہر فلم کے مہورت پر آؤں گی آئندہ...... سچ وعدہ! (ہنس کر) بشرطیکہ گنگو ہی صاحب کی ریکارڈنگ نہ ہوئی تو...... خدا حافظ...... خدا حافظ جی۔

(اس وقت آپا داخل ہوتی ہے۔ اس نے سر کو تازہ تازہ تیل لگایا ہے اور وہ اپنے سر کو مساج کر رہی ہے۔)

ستارہ: آیئے جی...... آیئے آپا جی...... پیاریو......

آپا: کہیں جا رہی ہو ستارہ؟

ستارہ: ہاں جی' ریڈیو سٹیشن پر پروگرام ہے آج۔

آپا: کبھی گھر بھی بیٹھا کرو۔ ہم تو تمہیں دیکھنے کو ترس گئے۔

ستارہ: کیا کروں! میرا اپنا بڑا دل کرتا ہے...... ہلکا ہلکا بخار ہو' زکام ہو...... لحاف میں پڑی رہوں دن بھر...... سارے گھر والے کبھی یخنی پلائیں کبھی جوس لائیں...... خاطریں ہوں' خدمتیں ہوں۔

آپا: ہائے ہائے خدا نہ کرے! ویسے ہی ہم سب خدمت کو حاضر ہیں۔

ستارہ: کچھ منگوانا تو نہیں انار کلی سے؟

آپا: وہ فون آیا تھا اس کا...... حرام زادے کا۔

ستارہ: پھر؟

آپا: تمہارے بہنوئی مفت خورے نے گھر دیکھ لیا ہے اور کیا!

ستارہ: کیا کہتے ہیں بھائی جان؟

آپا: ٹیوب ویل لگوا رہے ہیں زمینوں پر۔ مجھے کہا ہے کہ بیس ہزار اور چاہئیں۔ یہاں میں نے اس کی ماں کا بینک کھول رکھا ہے ناں!

ستارہ: (کچھ سوچ کر) بھائی جان کو سوچنا چاہیے کہ ہم نے بھی کوٹھی شروع کر رکھی ہے۔

آپا: سوچنے والے دن وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ مُخ تک خود غرض ہے نکھد آدمی...... مُچّا بدمعاش!

ستارہ: ہائے توبہ آپا' کیسی باتیں کرتی ہیں آپ!

آپا: کچھ بیوی بچے کا حق بھی ہوتا ہے کہ نہیں؟

ستارہ: آپ ان کے ساتھ جا کر رہیں آپا جی...... پھر وہ آپ کا حق پہچاننے لگیں گے۔

آپا: وہاں اس کی ماں رہنے بھی دے ساتھ...... ہم کو تو سارا دن چھچھڑوں کا پانی ہی پلانا ہے اس بڈھی جھاٹو نے۔ خود سارا دن لسیاں پی پی کر گھیاڑی بنی جاتی ہے بیٹے کی کمائی پر۔

ستارہ: اچھا تو زمینیں آپ کے لیے ہی بن رہی ہے ناں...... جو کچھ مصیبت نیاز بھائی جھیل رہے ہیں آپا جی' اس کا پھل تو آپ ہی کھائیں گی۔

آپا: سارے گھرانے کے مردوں نے دو دو تین تین بڈھیاں کر رکھی ہیں' نیاز کوئی پیچھے

رہے گا۔ اس کا ذرا ہاتھ سخالا ہو جانے دو تم ستارہ، مجھے فٹ چھٹی مل جائے گی۔
اس لیے تو میں اس کے ساتھ نہیں رہتی۔ چاہ ہی رہنے دو میری اسے!

ستارہ: اب فون آئے تو بتا دیں آپ بھائی جان کو کہ ادھر ہمیں خود مصیبت بڑی ہوئی ہے۔ آج کل میں چھتیں پڑنے والی ہیں۔ سیمنٹ سریا ویسے نہیں مل رہا۔ سب ایڈوانس مانگتے ہیں۔

آپا: بتادوں گی، بتادوں گی...... پھر وہ کوئی اڑنگا دے گا۔ سب سکیمیں اس کی ماں سمجھاتی ہے، لومڑی ہے لومڑی...... پتے باز کہیں کی! (ڈریسنگ ٹیبل پر جھک کر) یہ نیا شیڈ لیا ہے لپ سٹک کا......

ستارہ: کون سا؟

آپا: یہ براؤن رنگ......؟

ستارہ: ہاں جی...... بڑی مشکل سے یہ شیڈ ملا ہے۔

آپا: میں لے لوں یہ لپ سٹک...... میرے چوکلیٹ غرارے کے ساتھ ٹھیک رہے گی۔

ستارہ: ابھی میں نے استعمال نہیں کی آپا جی۔

آپا: تم جاتو رہی ہو باہر...... وہاں سے خرید لانا ایک اور!

(آپا لپ سٹک لے کر جاتی ہے، ستارہ ادھر دیکھتی رہ جاتی ہے۔ آپا پھر آتی ہے۔)

آپا: تھینک یو!

(یہ کہہ کر چلی جاتی ہے۔ ستارہ پھر حیرانی سے ادھر دیکھتی ہے......)

کٹ

سین 11 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ ریڈیو پاکستان سے باہر نکلتی ہے۔ سیڑھیاں اترتی ہے اور ریڈیو سٹیشن کے سامنے پارک کی ہوئی کاروں میں سے ایک میں بیٹھتی ہے۔ بیک کر کے گاڑی موڑتی ہے۔ دریں اثنا ریڈیو سٹیشن کے اندر سے سکندر باہر نکلتا ہے۔ جس وقت ستارہ کار موڑ کر باہر نکلنے والی

ہے، اسے سکندر نظر آتا ہے۔ وہ Wave کرتی ہے۔ سکندر بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ہلاتا ہے۔ پھر ذرا آگے جا کر ستارہ کار روکتی ہے۔ سکندر بھاگ کر پاس پہنچتا ہے اور ڈرائیور والی سیٹ کی طرف آ کر شیشے میں کہنی رکھ کر ستارہ سے باتیں کرتا ہے۔)

سکندر: سلام علیکم سر جی......!

ستارہ: وعلیکم! یہاں کیا کر رہے ہیں آپ؟

سکندر: آڈیشن دینے آیا تھا!

ستارہ: پھر...... آواز Approve ہو گئی؟

سکندر: آج جمال راحت صاحب نہیں آئے...... سنا ہے ان کی بیوی بیمار ہے۔

ستارہ: یعنی آڈیشن کینسل ہو گئی آج۔

سکندر: یہ میرا تیسرا ہفتہ ہے ریڈیو سٹیشن پر۔ ہر ہفتے میں وائس ٹسٹ کے لیے آتا ہوں اور ہر ہفتے کچھ نہ کچھ ہو جاتا ہے...... آپ...... آپ کا تو کوئی پروگرام ہو گا نا؟

ستارہ: ایک غنائیہ تھا۔ مجھے تو وقت نہیں تھا لیکن عرفی صاحب بے چارے بڑے اچھے آدمی ہیں۔ ان سے پرانے مراسم ہیں...... انہوں نے غنائیہ لکھا ہے...... مروت میں آنا پڑا۔

سکندر: (لمبی آہ بھر کر) کیا خوش قسمتی ہے!

ستارہ: کیا مطلب؟

سکندر: ایک ہم ہیں کہ وائس ٹسٹ کو ترستے ہیں، ایک وہ ہیں کہ جن کے پیچھے لوگ بھاگتے ہیں۔

ستارہ: رہنے دو سکندر اب!

سکندر: آپ مجھے لفٹ دے سکیں گی پلیز؟

ستارہ: کہاں تک؟

سکندر: آپ کہاں جا رہی ہیں؟

ستارہ: میں تو ملتان روڈ پر جاؤں گی۔

سکندر: ٹھیک ہے جی، پھر میں پیدل چلا جاؤں گا۔

ستارہ: پر آپ بتائیں تو سہی آپ کو جانا کہاں ہے؟

سکندر: نہر کے پل تک!

ستارہ: (دروازہ کھول کر) آیئے...... آئیں!

سکندر: آپ کے لیے آؤٹ آف دی وے ہو جائے گا!

ستارہ: آئیں آئیں کبھی کبھی آؤٹ آف دی وے بھی ہو جانا چاہیے لائف سٹائل میں......

(سکندر اس کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ وہ کار روانہ کرتی ہے۔)

کٹ

سین 12 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(سکندر اور ستارہ ایک بینچ پر بیٹھے ہیں۔ پاس ہی ایک بڑی سی جھاڑی ہے۔ اور سامنے بجلی کا کھمبا لگا ہے۔ یہ جگہ جناح باغ کا ایک گوشہ لگتا ہے۔)

سکندر: گھر...... کیسا گھر؟ گھر ماں کے ساتھ ہوتا ہے میڈم۔ ماں سوتیلی ہو تو پھر گھر قبرستان بن جاتا ہے۔

ستارہ: پھر؟

سکندر: جب میں رات کو گھر سے بھاگا تو میری جیب میں ایک رومال اور دو روپے تھے۔ وہ دو روپے میں نے ابا کی جیب سے چرائے تھے۔

ستارہ: اس کے بعد؟

سکندر: اس کے بعد بہت لمبا سفر ہے...... کبھی ایک رشتہ دار کے، کبھی دوسرے کے...... کبھی منتیں، کبھی جھوٹ، کبھی خوشامد...... کبھی ہیرا پھیری، کبھی سیدھی چالاکی...... کبھی منہ زوریاں، دھمکیاں، فساد۔

ستارہ: (دکھ سے) پھر بھی تمہاری ہمت ہے کہ تم نے لاء کر لیا۔

سکندو: لاء؟...... لاء میرے سامنے کیا ہے۔ میں اب ساری دنیا کو تسخیر کر سکتا ہوں۔ کبھی

کبھی میرے اندر اس قدر غصہ، اس قدر کمینگی، اس قدر بھڑکی لگ جاتی ہے کہ میرا جی چاہتا ہے ساری کائنات کو ہاتھ میں لے کر اس طرح دباؤں، اس طرح دباؤں کہ اس کا برادہ بن جائے...... (مٹھی بھینچتا ہے) یوں!

ستارہ: عجیب اتفاق ہے...... میری ماں بھی سوتیلی تھی...... لیکن مجھے لگتا ہے کہ جیسے مجھے زندگی میں جو کچھ ملا، سب اس کی دعاؤں سے ملا!

سکندر: سوتیلی ماں اچھی نہیں ہوتی!

ستارہ: تجربات کا، لوگوں کا، حادثات کا کچھ طے نہیں ہے سکندر۔ وہی تجربہ جو ایک شخص کو کندن بناتا ہے، کسی دوسرے کو چکنا چور کر دیتا ہے۔ مونگ پھلی کے چھلکوں کی طرح۔

سکندر: میرے دل میں غم و غصے کی جو آگ ہے، وہ ہر لحظہ دہکتی رہتی ہے۔ اس کی آنچ کبھی کم نہیں ہوتی...... یہ کبھی راکھ میں نہیں بدل سکتی۔

ستارہ: میرے ابا بہت سخت تھے اور میری سوتیلی ماں عمر میں ان سے بہت چھوٹی تھی...... وہ سارا دن چھچھوندر کی طرح دیواروں کے ساتھ ساتھ لگ کر چلا کرتی تھی...... اسے اباجی سے بہت ڈر لگتا تھا، میری طرح......

سکندر: میرے سامنے اس کا نام نہ لیں آپ پلیز۔

ستارہ: جس رات میں گھر سے بھاگی ہوں، اس رات میں بہت خوف زدہ تھی...... چھوٹی ماں سے بھی زیادہ...... اسے جیسے معلوم تھا کہ میں بھاگ جاؤں گی...... رات کو وہ میرے پاس آئی۔ کوئی گیارہ بجے کا وقت تھا۔ وہ...... ایسے ہی دن تھے...... ہلکی ہلکی سردی کے، پت جھڑ کی ہواؤں کے۔

سکندر: میری سوتیلی ماں کو پتہ چل جاتا تو وہ بھاگنے سے پہلے مجھے قتل کر دیتی۔

ستارہ: چھوٹی ماں میرے پاس آئی اور میری رضائی میں پائنتی بیٹھ گئی......

سکندر: آپ نے اسے اپنے بستر میں گھسنے کیوں دیا؟

ستارہ: کیونکہ وہ مجھ سے بھی زیادہ ڈری ہوئی تھی۔ کہنے لگی "تارا اگر...... اگر کبھی بھاگنے کو جی چاہے کسی کا...... تو وہ کیا کرے؟"...... "بھاگ جائے......!" میں نے جواب دیا۔

پھر وہ دیر تک نہیں بولی' چپ چاپ بیٹھی رہی۔ وہ آنسوؤں کے بہت قریب تھی۔

سکندر: چالاک حسینہ' بہانے خور!

ستارہ: پھر اس نے مجھے کندن کا ایک بڑا خوبصورت ہار دیا اور بولی "یہ تیرے لیے ہے۔" میں تو سچی ڈر گئی۔ میں نے کہا "چھوٹی ماں کس لیے"...... تو وہ بولی "کبھی کبھی اچانک دولہن بننا پڑتا ہے۔ پھر اگر مائیکہ گھر کا کچھ بھی ساتھ نہ ہو تو دل بجھ جاتا ہے۔"

سکندر: اور......اور آپ اس کی باتوں میں آ گئیں؟

ستارہ: وہ خود میری باتوں میں آ گئی تھی شاید!

سکندر: آپ ایسے ہی Shock کرنے کے لیے الٹی باتیں کرتی تھیں۔

ستارہ: میرے ساتھ بہت کچھ الٹا ہوا ہے...... عام روش سے ہٹ کر' عام حادثات سے پرے۔ دیکھو سکندر! کبھی کبھی جو کچھ ہو رہا ہوتا ہے' دراصل وہ اصل نہیں ہوتا بلکہ ایک غلاف ہوتا ہے...... ایک پردہ ہوتا ہے۔ آدمی اپنی جاہلیت کی وجہ سے' اپنے موٹے دماغ کی وجہ سے' اپنی پچھلی سوچوں کی وجہ سے' اس حجاب کو' اس پردے کو ہٹا نہیں سکتا اور اسی لیے...... اسی لیے کئی بار جو فیصلے اسے کرنے چاہئیں' وہ نہیں ہو پاتے۔

سکندر: آپ کامیاب ہو گئیں اس لیے آپ کے تجربات پر سونے کا پترا چڑھ گیا ہے۔ جو آدمی بھی اپنے پروفیشن میں کامیاب ہو جاتا ہے اس کی سوچ آپ جیسی ہو جاتی ہے۔

ستارہ: تم پروفیشن کی کامیابی کو بہت بڑی چیز سمجھتے ہو؟

سکندر: اصل چیز ہی یہ ہے! آپ جو بھی سمجھیں' کہیں لیکن دراصل وہی آدمی کامیاب شمار ہوتا ہے جو اپنے پروفیشن کی بلندیوں کو چھو لیتا ہے۔

ستارہ: جب تم سپریم کورٹ کے جج بن جاؤ گے تو تم بہت مطمئن' خوش اور قانع ہو گے؟...... بولو!

سکندر: میں سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بننا نہیں چاہتا۔

ستارہ: پھر......؟ پھر کیا Ambition ہے تمہاری؟

سکندر: آپ کی طرح مشہور ہو جاؤں! گھر گھر ریڈیو پر میرے گیت بجیں' میرے لانگ

پلے بکیں...... راتوں رات میں پاکستان کا ایک مشہور آدمی بن جاؤں!

ستارہ: اور اگر ایسے ہو گیا تو پھر؟

سکندر: تو پھر میں دنیا کا خوش ترین' خوش قسمت ترین آدمی ہوں گا۔ (یہ گیت لکھوائیے جس میں مسرت کی Definition ہو۔ یکدم ایک مصرعہ گا کر بند کرتا ہے یہ آپ کا گیت ہے...... یاد ہے آپ کو؟

(ستارہ نفی میں سر ہلاتی ہے۔)

کٹ

سین 13 ان ڈور رات

(پلنگ پر لیٹے ہوئے ستارہ فون پر کہتی ہے۔)

ستارہ: ظہیر صاحب! بس میری ایک شرط ہے...... اگر Male Lead پر آپ میری پسند کی وائس لیں تو میں آپ کے گانے گا دوں گی' بلکہ مفت گا دوں گی...... جی...... جی سن رہی ہوں......

کٹ

قسط3

کردار

ستارہ: دو حصوں میں بٹی ہوئی پرسنلیٹی۔

سکندر: شہرت کو حاصل کرنے کے لیے حدیں پھلانگ جانے والا۔

ظہیر: فلم ڈائریکٹر۔

افتخار: اچھے دل اور جسم کا مالک۔

عاصم: نوجوان' کاہل مزاج' ہمدردی کا متلاشی۔

باپ: نابینا استاد فضلی۔

لطیف: طبلہ نواز۔

عامر جنجوعہ: ستارہ کے مکان کا آرکیٹیکٹ۔

فیروز: عمر تیس سال کے لگ بھگ' آوارہ صفت' معمولی لباس اور شکل کا مالک لالچی۔

سین 1 ان ڈور دن

(ریکارڈنگ بوتھ کے اندر ستارہ اور سکندر موجود ہیں۔ دونوں کا ڈویٹ ریکارڈ ہو رہا ہے۔ ستارہ کے لیے یہ کام معمولی ہے۔ لیکن سکندر کی یہ پہلی کامیابی ہے۔ وہ نروس بھی ہے اور مسرور بھی۔ گانے کے دوران وہ محبت اور شکر گزاری کے ساتھ ستارہ کی طرف دیکھتا ہے۔ سکندر پہلے انترے پر پسینے میں شرابور ہوتا ہے۔ ستارہ اس کا ماتھا اپنے رومال سے پونچھتی ہے۔ یہ Gesture عاشق کا نہیں ہے بلکہ جیسے سینئر آرٹسٹ نئے آنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں' اس طرح ستارہ اس کے ماتھے کو صاف کرتی ہے۔ جب سکندر اکیلے میں مکھڑا اٹھاتا ہے تو ستارہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہے۔ اسی دوران شیشے سے سامنے آرکسٹرا بھی دکھایا جاتا ہے۔ ایک طرف ڈائریکٹر ظہیر بیٹھا پائپ پی رہا ہے۔ اس کے پاس ایکٹریس عاشی بیٹھی میک اپ درست کرتی رہتی ہے' جیسے سیٹ پر آئی ہو۔

(غزل اسلم کولسری)

ساتھ جب ہم سفر تھا کوئی
راستہ مختصر تھا کوئی
(دل میں بستا تھا اور)
گفتگو میں اثر نہیں ہے
خامشی میں اثر تھا کوئی
دور جا کر بھی پاس رہنا
مہربان کس قدر تھا کوئی

ڈزالو

سین 2 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ اپنی کار میں کوٹھی دیکھنے جاتی ہے۔ پچھلے گانے کا انسٹرومنٹل میوزک اس سین پر

اوور لیپ ہوتا ہے۔ کن ٹن یوٹی بخشتا ہے۔ ستارہ بنتی ہوئی کوٹھی کا معائنہ کرتی ہے۔ اسے دو چار سینوں میں کٹس دے کر فلمالیجئے۔)

کٹ

سین 3 ان ڈور دن

(فلمی سٹوڈیو کا ایک منظر۔ ظہیر صاحب کی فلم کا مہورت ہو رہا ہے۔ اس وقت نہایت فلمی قسم کا سیٹ لگا ہے۔ عاشی سیٹ پر ہے۔ کچھ مہمان بیٹھے ہیں۔ کیمرہ مین مستعد ہیں۔ ظہیر صاحب بڑی تیزی کے ساتھ عاشی سے ہو کر کیمرہ مین تک آتے ہیں۔ ڈائریکٹر آف فوٹوگرافی لائٹنگ کرا رہا ہے۔ اس بھیڑ بھاڑ میں سکندر اور ستارہ آتے ہیں۔ سکندر Self-conscious ہے لیکن ستارہ کے لیے یہ معمول ہے۔ دونوں آکر مہمانوں کے ساتھ فرنٹ Row میں بیٹھتے ہیں۔ اب ظہیر صاحب سیٹ پر آتے ہیں اور چھوٹی سی تقریر کرتے ہیں۔)

مہورت کے لیے، بہت سے مہمان، کیمرہ، کواڑ کا سیٹ، ایکٹرس عاشی سب جمع ہیں۔ ظہیر اشارے سے سب کو چپ کراتا ہے۔

ظہیر: دوستو! یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آج آپ سب میری فلم "کواڑ" کی مہورت میں شامل ہونے کے لیے آئے ہیں۔ ویسے تو اس فلم کو بنانے کا خواب میں ایک عرصے سے دیکھ رہا تھا لیکن خوش قسمتی سے میری آرزو کے کواڑ اس روز کھلے جب میڈم ستارہ نے میری فلم کے لیے گانے دینے کا فیصلہ کیا۔ ان کے وعدے کے ساتھ ہی مجھے فلم ساز آغا جمشید صاحب مل گئے، میڈم عاشی کے ساتھ کنٹریکٹ ہو گیا اور ساتھ ہی میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے سکندر جیسی فریش آواز مل گئی۔ سکندر صاحب، ادھر آئیے پلیز!

(کیمرہ علیحدہ علیحدہ ستارہ، کاظمی، عاشی اور سکندر پر جاتا ہے۔ لوگ تالیاں بجاتے ہیں۔)

کیمرہ سکندر اور ستارہ پر آتا ہے۔ سکندر چائے پینے میں ذرا مشغول ہے۔ ستارہ اسے اٹھنے کا اشارہ کرتی ہے۔ وہ اٹھ کر ظہیر تک جاتا ہے۔ ظہیر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کر کے کہتا ہے۔)

ظہیر: سکندر کی آواز میں وہ سارے خواب ہیں جو ہم فلمی ہیرو کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ سکندر صاحب بہت جلد ترقی کریں گے۔ اب میں ستارہ صاحبہ اور سکندر صاحب کے ڈوئیٹ سے اس فلم کی رسم مہورت ادا کرتا ہوں۔ آغا صاحب آئیے...... آئیے پلیز!

(اب ایک معمر آدمی جس نے گلے میں بہت سے ہار پہن رکھے ہیں، سامنے آتے ہیں، گلے سے ہاتھ اتار کر وہ ظہیر کو دیتے ہیں، پھر کلیپ ہاتھ میں لیتے ہیں۔ ظہیر آواز دیتا ہے۔)

ظہیر: کوائٹ! (اس کا اسسٹنٹ بھی کہتا ہے) کوائٹ!!

(سارے میں خاموشی ہوتی ہے۔)

سٹارٹ کیمرہ...... سٹارٹ ساؤنڈ...... ٹیک ون!

(اب آغا صاحب، ٹیک ون دکھا کر ایک طرف ہوتے ہیں۔ موسیقی چلتی ہے۔ عاشی جو مغلیہ قسم کی آرچ میں کھڑی ہے، آگے آتی ہے۔ وہی ڈوئیٹ جو ہم پچھلے سین میں دیکھ چکے ہیں، اس کا مکھڑا دہرایا ہوتا ہے۔ کیمرہ عاشی کو چھوڑ کر سکندر اور ستارہ پر آتا ہے۔ سکندر کے ماتھے پر پسینے کے قطرے ہیں۔ ستارہ اپنا بیگ کھول کر اسے رومال دیتی ہے۔ سکندر اپنا منہ پونچھتا ہے۔ کیمرہ ماحول اور سیٹ پر جاتا ہے۔ اب شہزادوں کے سے لباس میں ملبوس ہیرو سیٹ پر آتا ہے۔ گانے کا صرف ایک انترہ فلمایا جاتا ہے۔ ڈائریکٹر اونچی آواز میں "کٹ اٹ" کہتا ہے۔)

کٹ

سین 4 ان ڈور رات

(افتخار اور ستارہ ہوٹل میں بیٹھے ہیں۔ اس وقت افتخار نے کلف شدہ سفید سرویٹ کی

ایک پونی بنا رکھی ہے۔ وہ یہ پونی ستارہ کے سر پر مارتا ہے۔)

افتخار: ہوش...... ہوش...... عقل!

ستارہ: پتا نہیں میں تمہیں کیوں ملتی ہوں...... حالانکہ تم میں اور مجھ میں کچھ کامن نہیں ہے۔

افتخار: میں تم سے اس لیے ملتا ہوں کہ تم جینئین آرٹسٹ ہو اور مجھے...... وقت نے، مواقعوں نے، قسمت نے کامیاب کر دیا ہے۔ میں تمہاری قدر کرتا ہوں، لیکن تمہیں کم عقل سمجھتا ہوں۔ مجھے لگتا ہے جیسے تمہیں میرے جیسے آدمی کی ضرورت ہے...... میری پروٹیکشن کی ضرورت ہے۔

ستارہ: (جو اپنے آپ میں نہیں ہے) کچھ لوگ جب تمہاری طرف دیکھتے ہیں افتخار تو ان کی آنکھوں میں جانے کیا ہوتا ہے...... وہ جس طرح چاہیں، جیسے چاہیں، جو چاہیں تم سے منوا سکتے ہیں۔

افتخار: سنو ستارہ...... دیکھو بی بی! تم اور میں دو کف لنکس ہیں۔ تم میں اصلی موتی لگا ہے، مجھ میں کلچر کیا ہوا موتی لگا ہے، لیکن ہم نے لوگوں کے دلوں کو ایک سا نتھی کر رکھا ہے۔ سنو جان من! کف لنک کو آدھی آستین کے بازو پر فٹ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ چھوٹے کف لنک کو پتا ہے اور تمہیں معلوم نہیں۔

ستارہ: پتا نہیں تم کیسی باتیں کرتے ہوئے افتخار...... اور پتا نہیں میں تمہیں کیوں ملنے آجاتی ہوں، حالانکہ ہم دونوں ایک زبان بولتے ہیں، پر ہم ایک دوسرے کی بات نہیں سمجھتے۔

افتخار: آرٹسٹ اور پاگل میں صرف یہ فرق ہے کہ آرٹسٹ پاگل خانے میں نہیں ہوتا۔ تم ساری عمر آدھی آستین پر کف لنک لگانے کی فکر میں رہتی ہو...... یہ تمہاری ٹریجڈی ہے۔ اور میں نیک نیتی سے تمہیں بچانا چاہتا ہوں، پاگل خانے سے۔

ستارہ: کچھ آنکھیں ایسی ہوتی ہیں جو بوسہ دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ جب بھی وہ آپ پر پڑتی ہیں، لگتا ہے جیسے......

افتخار: شٹ اپ......!

ستارہ: مجھے یوں لگتا ہے میں کسی خواب میں داخل ہو گئی ہوں۔

افتخار: خواب میں داخل ہونا اچھا ہے، لیکن خواب کو حقیقت بنانے کی آرزو کرنا حماقت ہے۔

(محبت سے اس کا ہاتھ پکڑ کر) I don't mind if you fall in love لیکن بدقسمتی سے آرٹسٹ لوگ عام آدمیوں کی طرح نہیں ہوتے۔ ان کی نیند، ان کا کھانا پینا، ملنا ملانا، دوستی، غصہ، رنج سب عام آدمیوں سے مختلف ہوتا ہے۔ ان کے ہر تجربے سے ایک نئی جان جنم لیتی ہے۔ ان کے تجربات پھوکے فائر نہیں ہوتے۔ تمہاری بے وقوفی کی یہ دلیل ہے کہ تم عام عورت بن کر زندہ رہنا چاہتی ہو۔ جبکہ تمہارے لیے ہر تجربہ ایک نئی تخلیق کا باعث ہونا چاہیے۔

ستارہ: ہاں میں ایک عام عورت کی طرح محبت کرنا چاہتی ہوں...... عام عورت کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں۔

افتخار: جب تم عام عورت کی زندگی بسر کرو گی تو تمہارے اندر کی آرٹسٹ مر جائے گی۔ لیکن آرٹسٹ کی موت سے نیا ققنس پیدا کرنا ہوتا ہے، جو عام عورت کی موت کا باعث بنتا ہے۔ اس طرح یہ چکر چلتا رہتا ہے۔ تم میں کبھی عام عورت مر جائے گی، کبھی آرٹسٹ کی موت واقع ہو گی...... کور چشم لڑکی جانتی ہے ققنس کیا ہوتا ہے؟

(ستارہ نفی میں سر ہلاتی ہے)

افتخار: تیرے جیسا خوش گلو پرندہ جو اصل میں کہیں نہیں ہوتا...... خیالی پرندہ...... کیا کھائے گی آج؟

ستارہ: تیرا بھیجا!

افتخار: شکر الحمد للہ، میں تو سمجھا تھا، مکمل فوتیدگی ہو گئی...... بیرا!

(بیرا آتا ہے۔)

ایک چکن کارن، ایک چوپ سوئی، ایک سپرنگ چکن اور ایک فرائیڈ بیف!

ستارہ: اتنا سارا!!

افتخار: میری اوجڑی اونٹ جتنی ہے، فکر نہ کرو۔

ستارہ: افتخار، تم بڑے اچھے ہو!

افتخار: شبہ تو مجھے بھی ہوتا رہتا ہے۔

ستارہ: چھوٹی سی عمر میں اتنے بڑے سٹار بن گئے لیکن تم فرعون نہیں بنے۔

افتخار: بنا ہوں یار...... کبھی میرے پروڈیوسروں سے مل کر پوچھو۔

ستارہ: کیا وجہ ہے؟...... تم کیسے سمجھوتہ کر لیتے ہو زندگی سے؟

افتخار: تم میں دراصل Sense of humour کی کمی ہے۔ اس میں تمہارا قصور نہیں ہے۔ اگر تم آنسوؤں سے اس قدر قریب نہ رہو تو۔ تمہاری آواز میں بانسری کا دکھ کیسے پیدا ہوا!

ستارہ: تم بڑے پیارے آدمی ہو خدا قسم!

افتخار: زیادہ ریشہ خطمی نہ ہو بلو ورنہ بل تمہیں ادا کرنا پڑے گا۔

ستارہ: میں تم سے مشورہ کرنے آئی تھی۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ بتاؤ ناں!

افتخار: تم کو ہر وقت صرف اس بات کی احتیاط کرنی چاہیے کہ تمہاری زندگی جو تم اس گوشت پوست کے ساتھ بسر کر رہی ہو، اس Reality کو اپنے خوابوں کو...... جو تمہارے اس (سر کو ہاتھ لگا کر) نو انچ کے ڈبے میں خواہ مخواہ ابھرتے رہتے ہیں...... الگ الگ ڈیپارٹمنٹس میں رکھو۔ کہیں روح اور جسم کے اتصال کی مت سوچنا...... یہ لمبا رگڑا ہوتا ہے۔ آرٹسٹ کے لیے...... سنا گدھی! میں بکے جاؤں گا، یہ سنے گی کب......؟ سن بے وقوف! کسی قصائی اور پھول بیچنے والی کی اولاد...... کسی گھڑی روح اور جسم کو بلینڈر میں ڈال کر سوئچ مت دبا دینا، اندر کا ققنس مر جائے گا تیرا...... پھر ردی بیچنے والے تجھے سائیکل پر رکھ کر لے جائیں گے۔ بوری میں بند کر کے......

ستارہ: (ہنس کر) دعا کرو مجھے تم سے محبت ہو جائے افتخار!

افتخار: ہاں ہو سکتا ہے، اگر میں کوشش کروں۔

ستارہ: تو کرتے کیوں نہیں؟

افتخار: مجھے تم پر رحم آتا ہے...... اور جس پر رحم آتا ہو، اس سے محبت نہیں کرنی چاہیے۔

ستارہ: افتخار! خدا قسم اگر اس بار مجھے کسی سے محبت ہوئی تو میں سب کچھ چھوڑ دوں گی...... گانا وانا...... سب!

افتخار: اور کیا کرو گی؟

ستارہ: صرف اس کی پوجا!

(افتخار اس کے سر پر رویٹ کی پونی مارتا ہے۔)

افتخار: پوجا بڑی خطرناک چیز ہے تارا...... اس میں کئی مشکل مقام آتے ہیں۔

ستارہ: مثلاً؟

افتخار: پوجا کروانے والا آخر ہیومن ہوتا ہے، اس کی ٹانگیں سو سکتی ہیں۔ وہ کب تک آلتی پالتی مار کر بیٹھا رہے!

ستارہ: چپ کرو...... بکواسی بلے!

افتخار: اچھا اب تم بھی مجھے مت بلانا۔

(میز سے گلدان اٹھا کر ستارہ کے چہرے کے اردگرد آرتی اتارنے کے انداز میں پھراتا ہے۔)

کٹ

سین 5 ان ڈور دن

(کھانے کا کمرہ ستارہ اور اس کا آرکیٹیکٹ جنجوعہ مکان کا نقشہ میز پر رکھے بیٹھے ہیں۔)

جنجوعہ: نہیں میڈم، فلش ڈور لگ رہے ہیں سب جگہ۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوپر ٹیک کی شیٹ لگ جائے گی۔ آپ بے فکر رہیں۔

ستارہ: یہ میں نے آپ کی مرضی پر چھوڑا جنجوعہ صاحب، لیکن میں کل گئی تھی سائٹ پر۔ میں کہہ کے آئی تھی کہ اوپر والی ریلنگ بدل دیجیے، گئی ہوں تو ٹھیکے دار پھر وہی ریلنگ لگوا رہا تھا۔

جنجوعہ: I will see to it. I wll see to it. Don't worry yourself.

ستارہ: (نقشے پر انگلی رکھ کر) اور یہاں پینٹری میں تھری فیز کا ایک بھی پلگ آپ نے نہیں لگوایا‘ یعنی جو الیکٹرانک goods ہیں‘ وہ کہاں لگیں گے؟

جنجوعہ: لاؤنج میں ٹیلی ویژن کے لیے ایک تھری فیز کا پلگ ہے‘ ایک پینٹری میں ریفریجریٹر کے لیے۔

ستارہ: پینٹری میں تھری فیز کا ایک بھی پلگ نہیں لگا جنجوعہ صاحب‘ میں خود دیکھ کر آ رہی ہوں۔

جنجوعہ: میں کیسے مان لوں!

ستارہ: آپ ابھی جا کر دیکھ لیں...... آپ خود انٹرسٹ لیتے نہیں ہیں‘ سچی جنجوعہ صاحب۔

جنجوعہ: کیسی باتیں کرتی ہیں آپ میڈم صاحبہ!

ستارہ: آپ کو دراصل کام بہت مل گیا ہے۔ ہم غریبوں کے Interest اب آپ watch نہیں کرتے۔ کہیں آپ سینما بنا رہے ہیں۔ کہیں ہوٹل تعمیر کروا رہے ہیں۔

جنجوعہ: آپ کی کوٹھی بھی میڈم لاہور میں دیکھنے کی چیز ہے۔

(اس وقت عاصم آتا ہے۔ اس نے جینز شرٹ پہن رکھی ہے)

عاصم: باجی جی ذرا چابی دیں کار کی۔

ستارہ: کیا کرنی ہے چابی کار کی؟

جنجوعہ: میں مال پر جا رہا ہوں‘ لفٹ چاہیے ہو تو چلو۔

عاصم: نہیں‘ تھینک یو...... مجھے تو بس لبرٹی تک جانا ہے۔

جنجوعہ: اچھا جی...... آپ ذرا Locks ضرور بھجوا دیں آج منگوا کر...... مین ڈور کا بھی اور باقی ڈورز کے بھی۔

ستارہ: ان شاءاللہ جی!

جنجوعہ: (اٹھتے ہوئے) اچھا میڈم خدا حافظ...... ڈورز کے لیے Locks اور پردوں کی

ریلنگز بھولنا‘ نہیں کاریگر بیٹھا رہے گا ورنہ......

ستارہ: آپ فکر نہ کریں۔

جنجوعہ: خدا حافظ۔

ستارہ: خدا حافظ!!

(آرکیٹیکٹ جاتا۔ اب اندھا باپ آتا ہے۔)

عاصم: چابی باجی!

باپ: اسے چابی مت دینا ستارہ۔

ستارہ: کیوں ابا جی؟

باپ: بس...... میں جو کہہ رہا ہوں۔

عاصم: ابا جی! آپ مجھے اس قدر ناپسند کرتے ہیں تو ایک بار کہہ کیوں نہیں دیتے! میں یہاں سے چلا جاؤں کہیں...... منہ کالا کروں کہیں اور جا کر۔

ستارہ: بس بس‘ بس عاصم!

عاصم: آپ انصاف کریں باجی جی۔ خدا کے لیے! میں جو کچھ بھی کروں‘ انہیں اچھا نہیں لگتا۔ آپ ایمان سے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں ابا جی‘ آپ کو اچھا لگتا ہے؟

(نفی میں سر ہلاتا ہے۔)

عاصم: دیکھا دیکھا‘ دیکھا آپ نے باجی جی...... یعنی اب تک یہ غصہ پال رہے ہیں۔ میرے خلاف۔ (جیب سے رومال نکال کر) کوئی کبھی بی اے میں فیل نہ ہو جائے۔ اللہ میاں جی!

باپ: بی اے میں فیل ہونا اصل وجہ نہیں ہے۔ عاصم‘ وجہ صرف اتنی ہے کہ...... تمہیں ستارہ سے ہمدردی نہیں ہے۔

عاصم: یہ ہماری بدقسمتی ہے ابا جی کہ آپ کو ہماری ہمدردی نظر نہیں آتی۔

باپ: فیل ہونا دو قسم کا ہے...... ایک فیل ہونا وہ ہے عاصم جب آدمی سب کچھ کرنے کرانے کے بعد تقدیراً فیل ہو جاتا ہے‘ ایک فیل ہونا وہ ہے جب آدمی خود اپنی بدنیتی سے پاس ہونا نہیں چاہتا۔

عاصم: اچھا جی آپ سچے ،ہم جھوٹے!

باپ: کتنی آسانی سے تمہیں چھٹی مل جاتی ہے...... کتنے مزے سے تم ہتھیار ڈال کر بڑی بک بک سے نکل جاتے ہو۔

عاصم: اچھا جی آپ چاہتے ہیں کیا ابا جی؟

باپ: میں چاہتا ہوں کہ تم کوئی چھوٹا موٹا کاروبار شروع کرو۔

عاصم: باجی چاہتی ہیں کہ میں بی اے کا امتحان دوں ' آپا چاہتی ہیں کہ پاسپورٹ بنوا کر سعودی عرب چلا جاؤں ' نگینہ یہ چاہتی ہے کہ میں ہیئر سٹائل بدل کر ایکٹر بن جاؤں ' آپ چاہتے ہیں کہ میں بغیر پیسے کے کوئی کاروبار شروع کر لوں...... پہلے آپ سب مل کر فیصلہ کر لیجئے ' پھر جو اکثریت کی رائے ہوگی ' میں وہی کروں گا۔

(اس دوران ستارہ اشارے کرتی ہے کہ "خاموش رہو"۔)

ابا: تم نے سب کی مرضی گنوائی ہے ' صرف اپنی مرضی نہیں بتائی۔

عاصم: میرا جی چاہتا ہے کہ ٹنڈ کروا کے ' ہاتھ میں سوٹا لے کر ' لمبا سیاہ کرتا پہن کر شاہ دولے شاہ کے چوہوں میں شامل ہو جاؤں۔

ستارہ: ہائے خدا نہ کرے!

ابا: تمہاری نیت صاف ہوتی تو راستہ یہ بھی برا نہ تھا۔

ستارہ: جانے دیں ابا جی!

ابا: مجھے تو پہلے ہی کچھ پتا نہیں چلتا ستارہ کہ سمت کون سی ہے......؟ ہر راستہ ' ہر سمت ' ہر کھلا دروازہ آخر کار اندھیرے پر ختم ہوتا ہے۔

عاصم: جب آپ کے سارے ہتھیار کند ہو جاتے ہیں۔ ابا جی تو آپ اپنی بے بسی کی بندوق سے فائر کرتے ہیں...... سارے ماں باپوں کا یہی حال ہے...... لیکن آپ کی بندوق دونالی ہے۔ کبھی خطا نہیں جاتا آپ کا نشانہ!

ستارہ: تم چپ نہیں کرو گے عاصم!

عاصم: کروں گا......اگر مجھے چابی دے دیں۔

باپ: اسے چابی مت دینا ستارہ۔

(ستارہ عاصم کو اشارے سے سمجھاتی ہے کہ چابی اس کے پرس میں ہے ' پرس الماری میں ہے۔ عاصم برتنوں والی الماری کھول کر پرس نکالتا ہے اور چابی لے کر چلا جاتا ہے)

باپ: چلا گیا؟

ستارہ: جی چلا گیا!

باپ: چابی کا پتہ دے دیا اسے؟

ستارہ: (آہستہ) جی ابا جی!

باپ: کبھی کبھی تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ ستارہ کہ تو نے شاگردی کا حق ادا کر دیا۔ تو میری اصلی بیٹی نہیں پھر بھی تو میری بونگی اولاد کی اتنی طرف داری کرتی ہے...... لیکن کبھی کبھی رنج بھی ہوتا ہے کہ...... کہ شاید تو زیادتی کر رہی ہے انہیں بگاڑ کر۔

ستارہ: قدرتی بات ہے ابا جی!

باپ: ستارہ!

ستارہ: جی ابا جی۔

باپ: کبھی خواب دیکھتی ہے تو؟

ستارہ: بہت......!

باپ: بھلا آج تو نے کیا خواب دیکھا تھا......؟

کٹ

سین 6 ان ڈور رات

(ستارہ اپنے بیڈ روم میں پلنگ پر نائٹی پہنے اوندھی لیٹی ہے اور فون کر رہی ہے۔)

(اس فون کے دوران دوسری جانب فون پر عاشق ہے اسے بھی بار بار تصویر میں دکھایا جاتا ہے۔)

ستارہ: نہیں بابا...... آج چھٹی تھی' میں کسی ریکارڈنگ پر نہیں گئی۔ ہاں......ہاں...... میں نے خود اخبار میں پڑھا ہے۔ کمینی عاشی' تیرا اسکینڈل اخباروں میں چھپ رہا ہے اور مجھے خبر ای نئیں...... چل بے ایمان! تیری اور اس کی تصویر بھی چھپی تھی (سوچ کر) تصویر کے نیچے لکھا تھا "عاشی اور جمال کواڑ کے سیٹ پر......زندگی کے نئے موڑ پر" سچی' اچھا...... ابھی رسالہ میرے پاس تھا......hold on......(اٹھ کر ایک رسالہ سائیڈ کی میز پر سے تلاش کر کے لاتی ہے۔)

(رسالے پر عاشی اور جمال کی تصویر......کواڑ کا سیٹ)

یہ تیری اور اس مچھل جمال کی تصویر ہے' کواڑ والے سیٹ کی اور اوپر بڑا لکھا ہے...... "جمال کا دل عاشی کے قدموں میں" (ہنستی ہے) لے ڈرنے کی کیا بات ہے اس میں۔ مجھے جمال جیسا آدمی ملے تو میں تو...... نیاز دوں گیارہویں والے کی ہر مہینے...... سچی! (دکھ سے) نئیں یار سکینڈل سے کیا بنتا ہے...... کسی سکینڈل سے دل تھوڑی آباد ہو جاتا ہے......بس ٹھیک ہے......اچھا So long!

(فون کا چونگا رکھتی ہے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر وہ فضا میں دیکھتی رہتی ہے۔ پھر اٹھ کر کھڑکی کے سامنے جا کر کھڑی ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ بہت ہلکی پھلکی گھنٹیاں بجتی ہیں۔ اس کے ساتھ کہیں کہیں بانسری کا کوئی نوٹ بجتا ہے۔ پھر وہ بالکل سرگوشی کرنے کے انداز میں گاتی ہے۔)

ستارہ: کاگا سب تن کھائیو چن چن کھائیو ماس
یہ نیناں مت کھائیو موہے پیا ملن کی آس

(اس پر فون کی آواز آتی ہے۔ وہ بھاگ کر فون اٹھاتی ہے۔)

ستارہ: ہیلو!......کون؟ اچھا افتخار......
Now what is it?...... کیا کیا؟ ارے نئیں بھائی...... تم کیوں شہر کی فکر میں دبلے ہو رہے ہو......؟ فریب؟ میں کسی کا فریب نہیں کھاؤں گی افتخار......

(دوسری طرف افتخار کو فون پکڑے دکھاتے ہیں)

(لیٹ جاتی ہے' جیسے غور سے سن رہی ہو۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔

غور سے سننے کا وقفہ) افتخار! ہم آرٹسٹ لوگ کسی کا فریب نہیں کھاتے' ہم تو خود اپنے آپ کو فریب دینے کے اس قدر عادی ہوتے ہیں۔ ہمیں موت نہیں مارتی' ہم خود اپنے آپ کو ختم کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ (وقفہ) افتخار! ہمارا کوئی دشمن نہیں ہوتا جان من...... ہم لوگ خود اپنے دشمن ہوتے ہیں۔ اگر سارے زمانے کی خدائی ہماری جھولی میں ڈال دی جائے تو بھی ہم آوارہ رہیں گے' سرگرداں رہیں گے...... جیسے ہرن اپنے ہی مشک نافے پر مست ہو کر صحراؤں میں پھرتا ہے......اٹھ کر دیکھوں؟ (اٹھتی ہے کھڑکی تک جاتی ہے۔ باہر دیکھتی ہے' پھر فون اٹھا کر) ہاں...... چاند ہے...... آسمان پر...... لیکن سردی ہے۔ میں......؟ (آنسوؤں سے بھرے لہجے میں) افتخار تم خیر خواہ ہو میرے...... سچ بتاؤں! جس طرح چاندنی رات میں کوئی جوان سال چیتا چٹانوں پر چڑھتا ہے......ایسے ہی...... بالکل ایسے ہی راتوں کے پچھلے پہر ایک خیال میرے دل کے جنگل میں روندو نکلتا ہے۔ ایک عام زندگی عام عورت کا خیال۔ (آنسو اس کی گالوں پر بہتے ہیں) اچھا...... اچھا...... تھینک یو...... ٹھیک ہے...... میرے پلنگ سے چاند ویسے بھی اوجھل ہے...... تھینک یو...... شکریہ......! (فون رکھتی ہے)

(اب وہ بالکل Matter of fact ہو چکی ہے۔ لیٹتی ہے اور وہی دوہا جو شروع میں گنگنا رہی تھی گنگناتی ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے وہ فون اٹھاتی ہے۔)

جی جی...... نہیں جی...... نئیں جنجوعہ صاحب' وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔ امیر آدمی ہے یا غریب آدمی ہے' اس بات سے سروکار نہیں ہے۔ سر...... بات ہے کہ میں اس کی Payment نہیں کروں گی...... ناں جی آدھی Payment کو کہہ رہے ہیں' میں کس چیز کی Payment کروں۔ جنجوعہ صاحب' آپ انصاف کریں ناں! جتنی وائرنگ اس نے کی' وہ ساری دوبارہ کروانی پڑی۔ اس بات کی Payment؟ نہیں جی' آئی ایم سوری۔ میں ایک Dishonest آدمی کو ایک ٹکا نہیں دے سکتی۔ نو' تھینک یو سر......ایک Penny نہیں...... شب بخیر!

(فون رکھتی ہے۔ پھر جا کر کھڑکی بند کرتی ہے۔ ایک گولی بوتل سے نکال کر پانی

گلاس میں ڈالتی ہے۔ گولی نگلتی ہے۔ سر جھٹکتی ہے۔ مسکراتی ہے' گویا اپنے آپ کو سمجھا رہی ہو۔)

کٹ

سین 7 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(فلمی دنیا کا ایک فنکشن۔ اس سین کا حسن اسی میں ہے کہ فلمی دنیا کی کسی پارٹی میں ستارہ اور سکندر کی شمولیت دکھائی جائے۔ ستارہ اور سکندر سٹوڈیو میں کار پر آتے ہیں۔ ستارہ کار ڈرائیو کر رہی ہے۔ دونوں اترتے ہیں۔)

کٹ

(اسی سین سے منسلک ستارہ اور سکندر مشہور ایکٹروں کے مجمع میں۔)

کٹ

(دونوں کھانے میں مشغول ہیں۔ ساتھ ساتھ وہ ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں۔ سکندر باتیں کرتا ہے۔ ستارہ ہنستی ہے۔ سکندر بڑے self-conscious انداز سے باتیں کرتا ہے' جیسے کوئی اپنے مربی کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور دن

(اندھا باپ تان پورہ لے کر بیٹھا ہے۔ پاس ماسٹر لطیف طبلہ بجا رہا ہے۔ سامنے ستارہ اور

سکندر بیٹھے ہیں۔ پکا گانا پریکٹس کر رہے ہیں۔ اس گانے میں ٹھمری کا رنگ ہونا چاہیے۔ سکندر دو ایک مرتبہ رکتا ہے۔ اٹکتا ہے' لیکن ستارہ اس کی ہمت بڑھاتی ہے۔ اس ٹھمری کے بولوں میں کچھ ایسا رنگ ہونا چاہیے:

پیا نام کا دیا جلا ہے ساری رات

گانا کچھ دیر جاری رہتا ہے۔ پھر اندھا باپ تان پورہ رکھتا ہے اور سکندر سے کہتا ہے)

باپ: بیٹا سر پورا لگایا کرو۔ کم سرا ہونا ایسے ہی ہے جیسے آگ تو ہو لیکن گرمی نہ ہو......

(سکندر شرمندہ ہو کر اپنے ناخن کاٹتا ہے۔)

ستارہ: ابا جی میں ذرا سکندر کو پورچ تک چھوڑ آؤں۔

سکندر: سلام علیکم جی۔

(سکندر اور ستارہ دونوں جاتے ہیں۔ لطیف اپنی واسکٹ کی جیبوں میں کچھ تلاش کرتا ہے۔ پھر جیب سے ایک پڑیا نکال کر باپ کو پیش کرتا ہے۔)

باپ: مجھے بھی ساتھ لے جاتے لطیف!

لطیف: اوہ جی سائیں لے جاتا' ضرور لے جاتا لیکن آخری وقت فیروزہ ضد کرنے لگی بلکہ بچوں کو بھی ساتھ لے جاؤ۔

باپ: اچھا اچھا...... یہ تو اچھا کیا...... بچے اچھی کتاب پڑھیں' اچھی صحبت میں رہیں...... اتنی فکر ہی ماں باپ کو کرنی چاہیے...... باقی سب کچھ کا اللہ مالک ہے۔

لطیف: کوئی قوالی ہوئی جی رات وہاں...... ایک ٹولی نے جندرے توڑ دیئے سرکار والوں کے' دو آدمیوں کو تو حال پڑ گیا۔

باپ: (آہ بھر کر) اپنے اپنے حصے کی توفیق ہے ماسٹر جی۔

لطیف: یہ کون ہے...... یہ لونڈا؟

باپ: ستارہ کے ساتھ ایک فلم میں گانے گا رہا ہے۔ شاید کواڑ نام ہے۔

لطیف: گانا تو اس کا ماٹھا ہے' جناب لیکن پیشانی اس کی چمک دار ہے...... نام پیدا کرے گا۔

باپ: ہاں' لگتا ہے!

لطیف: حضور اب یہ بھی کوئی طے نہیں کہ شہرت کس کو ملتی ہے! اپنے استاد فقیہ محمد کا

بیٹا...... نے کو وہ پہچانے' سر کا وہ بادشاہ' آواز میں وہ سوز کہ پرندے سنیں تو گھروں کو لوٹ جانا بھولیں سرکار۔ جناب میری آج کل ورق کوٹنے والوں کے ہاں ملازم ہے۔ سارا دن (ورق کوٹنے کا اشارہ) جو اللہ سچے کو منظور......! (آہستہ) بی بی اس کی مدد کر رہی ہے؟

باپ: ہاں...... کر رہی ہے۔

لطیف: ورنہ ایسوں کو کون پوچھتا ہے' انڈسٹری میں۔ بڑی رحم دل ہے بی بی! (آہستہ) کوئی پیسہ ویسہ تو نہیں دے رکھا اسے؟

باپ: پتا نہیں۔

لطیف: اس حد تک تو ٹھیک ہے ناں کہ انسان دوستی ہو لیکن انڈسٹری میں لین دین نہیں چلتا جناب۔ ادھار شودھار سے بچنا چاہیے۔

باپ: ستارہ کی مرضی ہے!

لطیف: میں حکیم صاحب کی بیٹھک پر آج جاؤں گا۔ آپ کے لیے معجون لے آؤں؟

باپ: ابھی تو پہلی ختم نہیں ہوئی۔ (جیب سے پیسے نکال کر) تھوڑی سی ملٹھی لے آنا ستارہ کے لیے۔

لطیف: ناں جی' اتنی سی چیز کے لیے پیسے نہ دیں' مجھے۔ اس چوکھٹ کے بڑے احسان ہیں مجھ پر...... اچھا سائیں' خدا حافظ! اللہ برکتیں دے...... خوش رکھے...... نین پران سلامت رکھے......

(جاتا ہے۔ ادھر سے ستارہ آتی ہے۔ وہ گنگنا رہی ہے "پیا نام کا دیا جلا ہے ساری رات"...... جانا چاہتی ہے باپ آواز دیتا ہے۔)

باپ: ستارہ!

ستارہ: جی اباجی۔

باپ: یہ تان پورہ رکھ دے بیٹی۔

(ستارہ تان پورہ اٹھا کر کونے میں رکھتی ہے۔)

باپ: تو نے سرگمیں لگانی چھوڑ دی ہیں ستارہ۔

ستارہ: (ذرا گھبرا کر) اباجی آپ کا کیا خیال ہے۔ میں کیا کرتی رہتی ہوں۔ ایوریج لگائیں تو کم از کم دو گانے روز ریکارڈ کراتی ہوں۔ پھر آپ کے ساتھ پریکٹس کرتی ہوں۔ رات کو سونے سے پہلے گھنٹہ' دو گھنٹہ موسیقی سنتی ہوں۔ خدا قسم مجھے تو کبھی کبھی ہفتہ ہفتہ بال شیمپو کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ میرے تو ناخن ٹوٹ جاتے ہیں' انہیں کاٹنے کا وقت نہیں ملتا۔

باپ: تو آج کل رہتی کہاں یا ستارہ؟

ستارہ: یہاں...... یا پھر سٹوڈیو...... اور کہاں؟

باپ: (دکھ سے) اچھا...... مجھے بہت فکر رہتا ہے تیرا!

ستارہ: آپ میری فکر نہ کیا کریں اباجی' میں ٹھیک ہوں بالکل۔

باپ: تو ضرور ٹھیک ہو گی' لیکن تیری آواز ٹھیک نہیں ہے۔ تیری آواز میں خوف ہے' مایوسی ہے' یہ اچھی نشانیاں نہیں ہیں۔

ستارہ: کس بات کی نشانیاں ہیں؟

باپ: کسی خاص بات کی نشانیاں نہیں ہیں۔ ہمارے استاد...... مستور خاں اللہ انہیں غریق رحمت کرے...... بڑے بھولے آدمی تھے...... ہمیشہ صبح کے وقت ریاضت کراتے تھے۔ کہا کرتے تھے...... بے وقوف! صبح کے ریاض میں اللہ کا نور بھی شامل ہوتا رہتا ہے۔ پرندوں کی آوازیں بھی ہوتی ہیں' سورج کی کرنیں بھی ہوتی ہیں' تو نے صبح کیوں اٹھنا چھوڑ دیا ستارہ؟

ستارہ: رات کو میں سٹوڈیو سے پورے بارہ بجے لوٹی تھی۔

باپ: جب تجھے یقین ہو جائے ستارہ کہ...... کہ اب تو نے کافی کما لیا ہے تو...... یہ بیک گراؤنڈ گانا چھوڑ دینا...... اچھا......!

ستارہ: اباجی' کیا کبھی کسی شخص کو یہ یقین ہوا ہے کہ اس نے کافی کما لیا ہے؟

باپ: ہاں' کچھ لوگوں کو ہو جاتا ہو گا۔ مجھے یقین ہے۔

ستارہ: آپ نے' اباجی آپ نے مجھے اس لائن میں دھکیلا۔ یاد ہے ناں آپ کو...... آپ کو شوق تھا کہ میرے لانگ پلے بنیں' میرے ریکارڈوں کی رائلٹی ریڈیو سے آئے'

ٹیلی ویژن پر میرے پروگرام ہوں، ہر فلم میں میرے گانے ہوں۔

باپ: ہاں مجھے شوق تھا......

ستارہ: پھر؟ دلدل میں انسان اپنی خوشی سے پھنس تو سکتا ہے، نکل نہیں سکتا۔

باپ: ہاں ہاں، سب میرا قصور ہے۔ میں نے تمہیں ترغیب دلائی...... تم نے صرف موسیقی کے شوق میں اپنا گھر چھوڑا تھا۔ میں نے اپنی سوئی ہوئی خواہشوں کو تجھ میں پورا کرنا چاہا۔

ستارہ: اب میں جاؤں ابا جی؟

باپ: بہت دنوں سے تو نے مجھے بتایا نہیں!

ستارہ: کیا ابا جی؟

باپ: کیا خواب دیکھا تھا آج تو نے؟

(واپس آکر بیٹھی ہے۔)

ستارہ: سناؤں؟

باپ: ہاں سنا...... لیکن پہلے مجھے تانپورہ پکڑا دے...... شاباش......!

ستارہ: اچھا جی۔

(ستارہ باپ کو تانپورہ دیتی ہے۔ پھر چھوٹی سی بن کر پاس بیٹھتی ہے۔)

ستارہ: رات ابا جی میں نے عجیب خواب دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک سات منزلہ مکان ہے اور میں اوپر کی منزل پر رہتی ہوں۔ اس منزل کی ساری دیواریں شیشے کی ہیں۔ جب اوپر سے دیکھو تو سڑک پر جانے والی ٹریفک چھوٹی چھوٹی ماچسوں کی آمدورفت لگتی ہے۔

(اب ستارہ کا باپ تانپورہ کے سر چھیڑتا ہے اور آہستہ آہستہ آنس کی شکل میں انہیں بجاتا رہتا ہے۔)

میں صوفے پر بیٹھی بالوں میں Curler لگا رہی تھی۔ ابا جی خواب میں تو ایک چھوٹا سا چوہا میری ڈریسنگ ٹیبل پر آگیا۔ وہ اس قدر ڈرا ہوا تھا، اس قدر معصوم تھا، اس قدر بھولا بھالا تھا کہ میں محبت سے اس کی طرف ہاتھ بھی نہ بڑھا سکی۔ وہ

کہنے لگا کہ...... کہ میں پناہ چاہتا ہوں...... میں نے اسے بتایا ابا جی کہ میرا گھر شیشے کا ہے، اگر میرے گھر والوں نے اسے نہ بھی دیکھا تو دوسرے اسے دیکھ لیں گے اور وہ مارا جائے گا۔ پھر وہ میرے پرس میں گھس گیا...... جیسا خوابوں میں ہوتا ہے ناں...... آدمی خود ہی پانی ہوتا ہے، خود ہی پینے والا بن جاتا ہے، خود ہی ہرن کو شکار کرنے والا شکاری، اور خود ہی ہرن بھی ہوتا ہے۔ وہ چوہا بھی میں ہوں، پرس بھی میں ہوں، اٹھانے والی بھی میں ہوں، چھپانے والی بھی میں ہوں اور مار ڈالنے والی بھی میں ہی ہوں۔

(آنسو اس کی گالوں پر گرتے ہیں۔ ماسٹر راگ میں پیا نام کا دیا گاتا ہے)

کٹ

سین 9 ان ڈور دن

(مائیکروفون ہاتھ میں لیے سکندر ایک فنکشن پر گا رہا تھا۔ سامنے Audience بیٹھی ہے۔ اس میں ستارہ بھی لوگوں کے ساتھ موجود ہے۔ سکندر بہت لہک لہک کر گا رہا ہے۔ اب اس میں بہت اعتماد پیدا ہو چکا ہے۔)

کٹ

سین 10 آؤٹ ڈور دن

(نہر کے کنارے سکندر اور ستارہ بیٹھے ہیں۔ دونوں کنکر اٹھا اٹھا کر پانی میں پھینکتے ہیں۔)

کٹ

سین 11 ان ڈور رات

(ستارہ ایک لمبے صوفے پر بیٹھی ہے۔ قریب ہی صوفے سے پشت لگائے سکندر نیچے بیٹھا سگریٹ پی رہا ہے۔ ستارہ کے ہاتھ میں کروشیا ہے' جس سے وہ لیس بنا رہی ہے۔)

سکندر: آپ یہ ساری باتیں مذاق سمجھتی ہیں؟

ستارہ: نہیں!

سکندر: پھر آپ اس قدر لاتعلقی سے' اس قدر ٹھنڈے پن سے' یہ لیس کیسے بن سکتی ہیں؟

ستارہ: اس لیے سکندر کہ میں بہت چھوٹی تھی جب قسمت نے' حالات نے' زندگی نے مجھے گہرے سمندر میں گرا دیا۔ جب میں نے اپنا گھر چھوڑا میں سترہ سال کی تھی۔ اب میں 27 سال کی ہوں۔ میرے پیچھے دس سال کا طوفانی تجربہ ہے...... گانے کا' محبت کا' زندگی کا' مایوسی کا' قیامت کا!

سکندر: آپ کو کسی کے جذبے کی اس لیے قدر نہیں کہ...... کہ آپ کو دن میں ان گنت آنکھیں پرستش سے دیکھتی ہیں۔

ستارہ: کچھ لوگ اتنی تیزی سے جیتے ہیں کہ دس سال کے اندر اندر بالکل بوڑھے ہو جاتے ہیں۔

سکندر: آپ مجھ پر ہنس رہی ہیں!

ستارہ: اگر تم مجھ جیسی زندگی بسر کرو گے تو تیس کے ہو کر ستر برس کے لگو گے۔

سکندر: آپ سن تو رہی ہیں...... لیکن آپ پر میری باتیں رجسٹر نہیں کر رہیں۔

ستارہ: سکندر! خدا کے لیے ایک بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہم لوگ...... ہم آرٹسٹ برادری...... ہم جو لوگ ہیں' ہمارے اندر صرف ایک پودا اگتا ہے...... تنہائی کا۔ ہم روز اسے کاٹتے ہیں اور ہر صبح یہ پہلے سے بھی زیادہ قد آور' پہلے سے بھی زیادہ چھتنار ابن کر کھڑا ہوتا ہے۔

سکندر: صرف آپ آرٹسٹ نہیں ہیں' میں بھی ہوں۔

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) یقیناً تم آرٹسٹ ہو لیکن تم نے اپنوں کو تیاگ کر یہ راستہ

اختیار نہیں کیا تم نے اتنی بڑی قیمت ادا نہیں کی سکندر' ہم جیسے لوگ اپنے آپ کو بہلانے کی کوشش میں کئی جتن کرتے ہیں...... رسوائی کے ست رنگے گیند سے کھیلتے ہیں' چرس پیتے ہیں' شراب اندر انڈیلتے ہیں' جیسے لوگ ڈی ڈی ٹی ڈال کر اندر کے کیڑے مکوڑے ختم کرتے ہیں' ہم عشق کی پچکاری سے تنہائی کے پودے کو ختم کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ پودا ہر سمت میں اگتا ہے اور اس کی نشوونما کبھی کم نہیں ہوتی۔

(اس کی ٹانگ ہلا کر سکندر کہتا ہے۔)

سکندر: آپ سوچ رہی ہیں کہ...... یہ آدمی...... شاید آپ کی شہرت اور دولت کی سیڑھی لگا کر اوپر چڑھنا چاہتا ہے۔

ستارہ: اگر سیڑھی لگا کر وہ بہت دور بھی نکل گیا سکندر...... تو اوپر سے ہر منظر ماچس کی ڈبیوں کی طرح چھوٹا اور غیر اہم ہو جائے گا۔

سکندر: (ہاتھ جوڑ کر) میری بات تو سنیں!

ستارہ: ہم لوگ بہت Shy ہوتے ہیں...... چلو ٹاپک بدلو...... آج ریکارڈنگ پر گئے تھے؟

سکندر: نہیں۔

ستارہ: ابھی سے؟

سکندر: فائدہ!

ستارہ: کیوں؟

سکندر: آپ نے ساتھ جانے سے انکار کیوں کیا؟

ستارہ: اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا نہیں سیکھو گے؟

سکندر: (نفی میں سر ہلاتا ہے۔)

ستارہ: سکندر! میں نے آج تک کسی کو اپنے اندر جھانکنے کی اجازت نہیں دی۔ میرے پاس کئی ماسک ہیں۔ میں دن میں کئی مرتبہ انہیں بدلتی ہوں۔ دیکھو' میری طرف دیکھو۔

سکندر: جی۔

(ان دونوں کو چھوڑ کر کیمرہ کچھ لمحوں کے لیے ماسٹر کو تان پورا بجاتے دکھاتا ہے۔)

ستارہ: یہ بوڑھا آدمی جو مجھے درس موسیقی دیتا ہے' میرا باپ نہیں ہے۔

سکندر: جی؟

ستارہ: یہ میرا سسر ہے۔ تم کو میری قربت کا اس قدر شوق ہے تو تم کو اس آگ کے قریب بیٹھنے کی پوری سزا ملے گی۔ میں اپنے گھر سے موسیقی کے عشق میں نہیں نکلی تھی۔

سکندر: پھر؟

ستارہ: یہ لوگ ہمارے پڑوس میں رہتے تھے اور بدنام تھے...... کیونکہ ہمارے محلے میں پرانی تہذیب' پرانی قدروں کے لوگ رہتے تھے' لیکن میرے اندر تنہائی کا پودا ہر صبح پہلے سے زیادہ سرسبز ہو کر نکلتا تھا' اس لیے میں ان کے گھر آنے جانے لگی۔

سکندر: یہ واقعی عجیب بات ہے۔ ہر آرٹسٹ کی زندگی نرالی ہوتی ہے۔

سوپرامپوز

(ایک چھوٹے سے کمرے میں ستارہ بیٹھی ہے۔ اس کی چھوٹی ماں دوپٹہ کھول کر کندان کا ہار نکالتی ہے اور اس کے گلے میں ڈالتی ہے۔ آواز سوپرامپوز کیجیے۔)

ستارہ: میری چھوٹی ماں نے مجھے چپ چپ بہت سمجھایا' لیکن جس رات میں گھر سے نکلی ہوں' اس روز اس نے مجھے منع نہیں کیا۔ سنو سکندر! استاد جی کے بیٹے نے زہر کھا لیا تھا اور اگر میں ہسپتال نہ پہنچتی تو شاید وہ مر جاتا۔

سکندر: اس کے بعد آپ واپس نہیں گئیں؟

(تارا دولہن بنی ہوئی ہے اس کے قریب فیروز دولہا کے روپ میں' صرف اس کا کلوزاپ آتا ہے آواز سوپرامپوز کیجئے۔)

ستارہ: نہیں' اس کے بعد میں گھر واپس نہیں جا سکی۔ میں نے چھوٹی ماں کا دیا ہوا کندن کا ہار پہنا اور دلہن بن گئی...... تنہائی کا پودا پہلے پہل تو مرجھایا' اس پر پت جھڑ آئی' لیکن مرا نہیں' پھر تنہائی کے پودے میں کونپلیں آنے لگیں' اس کی ڈالیاں سیدھی ہو گئیں۔

(فیڈ آؤٹ دولہن۔)

سکندر: آپ کو کچھ وقت مجھے بھی دینا ہوگا۔ میری بات بھی سننی ہوگی۔

ستار: سنیں گے' سنیں گے...... لیکن پہلے میں تمہیں بتاؤں گی کہ پھر کیا ہوا۔ میں گانے لگی۔ اباجی سے تعلیم حاصل کرنے لگی...... اب میرے سامنے فیصلہ تھا...... پتا نہیں انسان کو ہمیشہ کیوں فیصلے کرنے پڑتے ہیں!

سکندر: آپ کو کیا پتا فیصلے کیا چیز ہیں...... آپ کو کیا علم......

ستارہ: پہلے زمانے میں فرض اور محبت میں جنگ ہوا کرتی تھی جو پلڑا بھی جیت جاتا' Self-respect باقی رہتی۔ اب جنگ ہمیشہ Ambition اور محبت میں ہوتی ہے...... اور ہمیشہ ترقی' کامیابی' Ambition جیت جاتی ہے اور جانتے ہو آج کے ماڈرن آدمی کے لیے باقی کیا بچتا ہے...... Guilt' پچھتاوے' افسوس!

سکندر: آپ اتنی Morbid باتیں کیوں کرتی ہیں؟ آپ کو میں نے کبھی خوش نہیں دیکھا تارا۔

ستارہ: اس لیے کہ فیصلہ میں نے خود کیا ہے۔ میں چاہتی تو اپنے گھر کو جنت بنا سکتی تھی' لیکن میں نے Ambition کا راستہ چنا۔ میں نے گیت گائے' لانگ پلے بنوائے...... نام پیدا کیا' شہرت حاصل کی...... اور اس راستے پر...... جہاں نام ہو' دولت ہو' کامیابی ہو...... آدمی کسی کا ہاتھ دیر تک پکڑے رہ نہیں سکتا۔

(اب سکندر وارفتگی کے ساتھ اس کے پیروں پر ہاتھ رکھ دیتا ہے۔)

سکندر: لیکن اگر آپ میرا ہاتھ نہ پکڑیں گی تو میں آپ کا پاؤں قیامت تک نہیں چھوڑوں گا۔

ستارہ: تم نے اعتراف محبت کر کے سب کچھ Spoil کر دیا ہے سکندر...... کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اوس پر چلنے سے شبنم باقی نہیں رہتی...... پھولوں کو چھونے سے پولن جھڑ جاتا ہے۔

سکندر: آپ سنگ دل نہیں ہیں...... مجھے معلوم ہے!

ستارہ: میرا پاؤں چھوڑ دو سکندر...... کاش تم مجھے ساری عمر اسی کیفیت میں رہنے دیتے جس میں میں تمہیں ملنے کے بعد رہتی ہوں...... کاش تم نے مجھے ساری عمر اپنے

آپ سے محبت کرنے دی ہوتی......وہ محبت جو تمہاری سوتیلی ماں نہ کر سکی‘ جو تمہارا سگا بھائی تمہیں نہ دے سکا‘ جو تمہاری محبوبہ کے دل میں جاگی اور دروازے بند پا کر لوٹ گئی۔ کاش تم نے اعتراف محبت سے سب کچھ Spoil نہ کیا ہوتا!

سکندر: میں گونگی محبت سے نفرت کرتا ہوں۔ مجھے جیتی جاگتی محبت چاہیے۔

(ستارہ کی صرف آواز آتی ہے۔)

فیڈ ان

(ستارہ کے ساتھ ایک معمولی سا آدمی صوفے پر بیٹھا ہے۔ یہ ستارہ کا شوہر ہے۔ دونوں آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ستارہ پرس میں سے کچھ رقم نکال کر اسے دیتی ہے وہ چھین لیتا ہے اور سارے پیسے نکال کر پرس اس پر دے مارتا ہے اور چلا جاتا ہے۔)

ستارہ: کاش تم نے محبت کو دورویہ سڑک بنانے کی کوشش نہ کی ہوتی سکندر! جب کوئی شخص محبت کرتا ہے‘ کیے جاتا ہے‘ اور اس محبت کا بدلہ کبھی نہیں ملتا‘ تو تمام تر اندھیرے کے باوجود ایک قسم کی امید اس کے ساتھ رہتی ہے۔ جب اعتراف محبت کی سڑک کو دورویہ بناتا ہے تو امید کی بتی بجھ کر توقع کا سپاہی چوک میں آن کھڑا ہوتا ہے۔ پھر اپنی محبت اور چاہے جانے والے کی محبت کا مقابلہ ہونے لگتا ہے...... سیٹیاں بجتی ہیں‘ اشارے ملتے ہیں‘ امید صرف اتنی روشنی رکھتی ہے کہ راہ دکھائی دیتی رہے‘ توقع ایسا الاؤ سلگاتی ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ کاش تم نے اعتراف محبت سے سب کچھ Spoil نہ کیا ہوتا سکندر! کاش! سکندر انسان کسی بیمار آدمی کے ساتھ ساری عمر تیماردار بن کر نہیں رہ سکتا...... میں ٹھیک نہیں ہوں سکندر! میں اپنے گھر جا نہیں سکتی......اور یہ گھر میرا نہیں...... پھر......

سکندر: میں چلا جاؤں؟ میں چلا جاؤ‘ بتایئے؟ مجھ پر آپ کے بہت احسان ہیں‘ میں آپ کو تکلیف نہیں دے سکتا۔ میں اتنی دور نکل جاؤں گا کہ پھر...... آپ کو مجھے دیکھنے کی تکلیف کبھی نہیں ہو گی۔

ستارہ: بیٹھے رہو۔ (ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں میں کنگھی کرنے لگتی ہے) تمہیں کیا معلوم تم نے کیا کر دیا ہے......

سکندر: آپ کو بھی معلوم نہیں آپ نے کیا کر دیا ہے۔

آواز سوپر امپوز

(ستارہ سو رہی ہے ساتھ والے تکیہ پر اس کا شوہر سو رہا ہے۔ وہ چپکے سے اٹھتا ہے‘ سرہانے سے پرس کو اٹھاتا ہے اور چلا جاتا ہے۔)

ستارہ: جب میرا شوہر مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلا گیا تو میرا خیال تھا کہ قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ لیکن اس شہرت نے‘ اس دولت نے‘ اس کامیابی نے تو مجھے ٹھیک سے اس کا سوگ بھی منانے نہ دیا......

سکندر: اب آج جو آپ سوگ منا رہی ہیں!

ستارہ: بتاؤں گی تمہیں‘ بہت کچھ بتاؤں گی لیکن آج نہیں۔

سکندر: ستارہ!

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) مجھ پر کچھ دنوں سے ایسی کیفیت طاری تھی سکندر کہ مجھے ہوا کا جھونکا مار کر گرا سکتا تھا‘ تم نے اپنی پوری قوت کیوں لگائی۔ ظالم! ہم لوگ تو خود اپنے دشمن ہوتے ہیں‘ پھر تم نے کیوں اعتراف محبت سے اپنا آپ میرا دشمن کیا؟

(سکندر اور ستارہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا ہے۔)

سکندر: ستارہ...... ستارہ! ہوش میں آؤ ستارہ!

ستارہ: عام محبت کے تعاقب میں اتنا کچھ ہوتا ہے‘ ہم تو پھر آرٹسٹ لوگ ہیں۔ ہمارے پیچھے تو خدا جانے کیسی کیسی آندھیاں چلتی ہیں......؟ کیا کیا کچھ نہ ہو گا ہمارے پیچھے۔

(سکندر اسے محبت سے سینے کے ساتھ لگاتا ہے۔ عقب میں آواز O.Lap کیجئے:)

پیا نام کا دیا جلا ہے ساری رات

کٹ

قسط 4

کردار

ستارہ: بڑی مشہور گلوکارہ' بڑی اداس عورت۔

سکندر: مستقبل کی شہرت کی آرزو میں جینے والا۔

افتخار: خوبصورت خوبرو ایکٹر۔

باپ: اندھیروں میں سب کچھ دیکھنے والا۔

آپا: (راشدہ) سخت زبان مفاد پرست۔ جھلی۔

نگینہ: نوجوان لڑکی۔ ایکٹرس صفت۔

عاصم: باتوں کا دھنی' محنت نہ کرنے والا۔

میوزک ڈائریکٹر: (یہ فیضی نہیں بلکہ ایک نیا آدمی ہے۔)

ڈائریکٹر ہارون: (یہ ظہیر نہیں ہے بلکہ ایک موٹا بھدا عینکو ڈائریکٹر ہے۔)

خاتون:

سین 1 آؤٹ ڈور دن

(یہ سین بڑی احتیاط کے ساتھ بنانے کی ضرورت ہے' کیونکہ اس میں فلمی دنیا کا گلیمر اور عام زندگیوں پر اس کا اثر واضح ہونا چاہیے۔ ستارہ' افتخار' سکندر' عاشی اور کچھ گلیمرس لوگ جنہیں فلمی ستارے لگنا چاہیے' کرکٹ کھیل رہے ہیں۔ اس کی شوٹنگ جناح باغ میں کی جا سکتی ہے' جہاں عموماً میچ ہوا کرتے ہیں۔ ایڈیٹنگ کے وقت اس شوٹنگ کے کٹے ہوئے حصے کے ساتھ کسی کرکٹ میچ کے ایسے حصے انسرٹ کیے جائیں جن سے ظاہر ہو کہ پبلک اس میچ کو دیکھ رہی ہے اور خوب شور و غوغا مچا ہوا ہے۔ افتخار' سکندر اور ستارہ پیش پیش رہیں۔ عاشی بھی کلوزاپ میں دکھائی جائے۔ ستارہ نے سادہ شلوار قمیص پہن رکھی ہے۔ اور سر پر کرکٹ کی ٹوپی ہے۔ اسے سکندر اپنے اوور میں کلین بولڈ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ میدان سے جاتی ہے' اور اس کی جگہ عاشی بیٹنگ کے لیے آتی ہے۔ سکندر عاشی کو بال کراتا ہے۔ عاشی زور سے ہٹ مارتی ہے۔ سارا کورٹ ناظرین کی آوازوں سے گونجتا ہے۔)

کٹ

سین 2 ان ڈور رات

(ستارہ کے پلنگ پر اخبار پڑا ہے۔ اس پر موٹی موٹی سرخی لگی ہے "فلمی دنیا کا کرکٹ میچ' سکندر نے پہلے ہی اوور میں ستارہ کو کلین بولڈ کر دیا۔" اخبار پر ستارہ' سکندر' عاشی اور افتخار کی تصویریں لگی ہیں۔ اخبار کو بالکل کھلا ہونا چاہیے' جیسے یہ سنڈے ایڈیشن کا درمیان والا صفحہ ہو اور بے شمار تصویریں اور خبریں اسی فلمی کرکٹ میچ کی اس صفحے پر کور کی گئی ہوں۔ آپا بچہ اٹھائے اندر آتی ہے۔ غسل خانے کے دروازے تک جاتی ہے۔ دروازہ کھٹکھٹاتی ہے' پھر دروازے کے ساتھ منہ لگا کر کہتی ہے۔)

آپا: ستارہ! بی بی سٹوڈیو سے آدمی آئے ہیں۔

ستارہ: (اندر سے) آئی آپا...... آ رہی ہوں۔

(اب آپا اخبار تک آتی ہے۔ خبریں دیکھتی ہے' پھر اخبار اٹھا کر ساتھ لے جاتی ہے۔)

کٹ

سین 3 ان ڈور رات

(فلمی دنیا کا ایک ڈنر' عاشی اور افتخار بھی موجود ہیں۔ سکندر اور ستارہ ساتھ ساتھ ہیں۔ باقی لوگ بھی کھانا ڈالنے میں مشغول ہیں۔ دو چھوٹی سی لڑکیاں اپنی آٹو گراف لے کر آتی ہیں اور ستارہ کے سامنے کرتی ہیں۔ ستارہ اپنی پلیٹ رکھ کر)

ستارہ: بھئی بچو! کھانا تو کھا لینے دیتے؟

ایک لڑکی: سوری جی! اب آپ سائن کر ہی دیجیے۔

(سائن کرتی ہے)

دوسری لڑکی: میرے بھی جی!

ستارہ: (مسکرا کر یہ آٹو گراف لیتی ہے) لائیے جناب!

(سائن کرتی ہے)

دونوں لڑکیاں: تھینک یو میڈم۔

ستارہ: اور ان کے سائن نہیں کروانے' سکندر صاحب کے؟

پہلی لڑکی: ہاں جی' ضرور۔

ستارہ: ان کے گانے سنے ہیں نا ریڈیو پر؟

دوسری لڑکی: یہ ایکٹ کرتے ہیں؟

ستارہ: نہیں بھئی' میری طرح کرتے ہیں' بیک گراؤنڈ سنگر' دوگانا تو ان کا ہٹ ہو گیا ہے۔
رنگ نہ دیکھے پیار کے سارا جیون ہار کے

پہلی لڑکی: جی پلیز سائن کر دیں۔

سکندر: میرا گانا نہیں' آپ کا گانا ہٹ ہوا ہے۔ (ستارہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔)

دوسری لڑکی: میرے بھی سائن کر دیجیے۔

(سکندر پہلی آٹو گراف کے صفحے کو الٹ پلٹ کرتا ہے' لیکن اس نے دستخط نہیں کیے۔)

ستارہ: جس صفحے پر میں نے سائن کیا ہے' اس کے سامنے سائن کرو۔

سکندر: (محبت سے اسے دیکھ کر) یہاں تو کسی بڑے آرٹسٹ کو سائن کرنا چاہیے۔

(اب پیچھے سے افتخار آتا ہے' اس کی پلیٹ بھری ہوئی ہے۔)

افتخار: کیوں بچوں کو ٹھگ رہی ہے! بچو اس سے بچ کے رہنا' بڑی کمینی ہے یہ۔

(بچیاں جلدی سے سکندر کے ہاتھ سے آٹو گراف لے لیتی ہیں۔ سکندر کا ہاتھ خالی رہ جاتا ہے اور وہ حیران ہے۔)

دونوں لڑکیاں: سر جی پلیز سائن کر دیں۔ (افتخار سے)

افتخار: کریں گے' کریں گے ان شاء اللہ...... اگر تم دونوں ایک ایک شامی کباب چرا کر میرے لیے لاؤ گی۔

(دونوں لڑکیاں جاتی ہیں۔)

(افتخار میز پر آٹو گراف رکھ کر سائن کرنے لگتا ہے۔)

ستارہ: ٹھہرنا افتخار' یہ پہلے صفحے پر سکندر سائن کریں گے۔

سکندر: کیا فرق پڑتا ہے...... آپ ان کو سائن کرنے دیں۔

(سکندر چلا جاتا ہے۔ افتخار حیرانی سے دیکھتا ہے۔)

افتخار: کیا ہوا...... یہ Angry young man کیوں چلا گیا؟ سبحان اللہ! کیا Entry ہوتی ہے اس کی' کیا Exit ہوتا ہے...... مغلیہ فلم کا ہیرو لگتا ہے...... حرام زادہ!

ستارہ: اس لیے کہ وہ سائن کرنے لگا تھا اور تم نے نہایت چغد پن سے اس کے ہاتھ سے آٹو گراف پکڑ لیں۔ تم بہت Cruel ہو خدا قسم۔

افتخار: بائی دی وے میں نے اس کے ہاتھ سے آٹو گراف نہیں لیے' دوسرے میں سینئر آرٹسٹ ہوں۔ اگر میں نے ایسا کیا بھی ہے تو اسے مائنڈ نہیں کرنا چاہیے۔

(ستارہ نظروں کو گھما پھرا کر ادھر ادھر دیکھتی ہے۔)

ستارہ: یہ سکندر چلا کہاں گیا؟

(جانے لگتی ہے۔ افتخار اس کا بازو پکڑتا ہے۔)

افتخار: سنو ستارہ! میں تمہارے سکینڈل میں دلچسپی نہیں رکھتا' صرف تم میں دلچسپی لیتا ہوں۔ جب عورت تمہاری طرح مرد کا تعاقب کرتی ہے تو پھر مرد کی اپنی تلاش ختم ہو جاتی ہے۔ سکندر کو جانے دو...... وہ خود آئے گا' دوگنی فورس کے ساتھ۔

ستارہ: وہ بہت حساس ہے۔ تمہیں معلوم نہیں اس کا دل بہت جلدی بجھ جاتا ہے۔

(جلدی سے سکندر کی تلاش میں جاتی ہے۔ اب دونوں لڑکیاں ایک ایک کباب ہاتھ میں لے کر آتی ہیں۔)

افتخار: شاباش...... شاباش...... گڈ گرلز! ہمارے ملک کے کتنے ذہین بچے ہیں' آرٹسٹس کی کتنی قدر کرتے ہیں۔ گڈ گرلز!

(اپنی پلیٹ اٹھا کر ان کے سامنے کرتا ہے۔ دونوں لڑکیاں اپنا اپنا کباب اس میں رکھتی ہیں۔)

افتخار: اچھا تو پہلا کباب کس نے رکھا تھا؟

پہلی لڑکی: میں نے جی۔

افتخار: کیا نام ہے تمہارا؟

پہلی لڑکی: عائشہ جی۔

افتخار: تو پہلی باری عائشہ کی ہوئی۔ (دوسری کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر) اور پہلی بار ہم پریکٹس کریں گے اور دوسری آٹوگراف پر اچھا نام لکھیں گے۔ ہے نا بھئی!

دوسری لڑکی: اور کباب لاؤں جی؟

افتخار: نہیں بھئی' تھوڑی دیر میں فرنی چرائیں گے ہیں نا؟

(آٹوگراف پر سائن کرتا ہے۔)

کٹ

سین 4 ان ڈور رات

(وہی مہمان جو پہلے دعوت میں دکھائے گئے ہیں' اب ہال میں بیٹھے ہیں۔ یہ بڑی Informal قسم کی محفل ہے۔ ایک طرف افتخار اور وہی دو بچیاں جو پچھلے سین میں تمہیں' اکٹھے بیٹھے ہیں۔ ستارہ گانے کی تیاری میں ہے۔ ایک خاتون جو صاحب خانہ نظر آتی ہے' ہاتھ میں ٹرے لیے مہمانوں میں پھر رہی ہے۔)

خاتون: دیکھئے بھئی میں کوئی تقریر کرنا نہیں چاہتی اور مجھے شکریہ بھی اچھی طرح ادا کرنا نہیں آتا' لیکن میں بہت مشکور ہوں کہ میری باجی ستارہ نے میری عرضی مان لی ہے اور اب وہ گانا سنائیں گی۔ پلیز آپ سب خاموشی سے سنیں...... (فاصلے سے) تھینک یو باجی جی! قہوہ ضرور پییں لیکن شور نہ ڈالیں' پلیز۔

(ستارہ کے پیچھے لطیف طبلہ نواز' سارنگی اور ہارمونیم والا بیٹھا ہے۔ ستارہ پریشان ہے' لیکن مسکرانے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔ ہارمونیم والا چند سر اٹھاتا ہے' پھر ستارہ کے کان میں کہتا ہے۔)

ہارمونیم والا: سر دیکھ لیں میڈم!

(ستارہ ہاتھ سے ہارمونیم پر اس کالے کو چھوتی ہے' جہاں سے اس نے سر اٹھانا ہے۔ ہارمونیم والا گیت کی سرگم اٹھاتا ہے۔ طبلے والا Beat بجاتا ہے۔ ستارہ اٹھتی ہے اور افتخار کے پاس آتی ہے۔ جھک کر بڑے راز سے بات کرتی ہے۔)

ستارہ: تم نے سکندر کو کہیں دیکھا ہے؟

افتخار: ہاں' دیکھا ہے۔

ستارہ: کہاں؟

افتخار: جہنم میں...... بیٹھا شیطان کے چیلوں کے ساتھ گاجریں کھا رہا تھا اور جنسی Jokes سن رہا تھا' الو کا پٹھا

ستارہ: وہ گیا کہاں؟

افتخار: تم آرام سے بیٹھ کر گاؤ۔ (بچیوں کو دیکھ کر) اور اپنے Fans کو مایوس نہ کرو۔ (راز سے) پروڈیوسر اتنے نازک مزاج نہیں ہوتے۔ (خاتون خانہ کی طرف اشارہ کرکے) لیکن ان کی بیویاں بہت نازک مزاج ہوتی ہیں۔ بے وقوف۔

ستارہ: تم مجھے کسی طرح ان لوگوں سے معافی نہیں لے دیتے...... مجھے یوں لگتا ہے جیسے میری آواز بیٹھ گئی ہے۔ اچانک...... میں پہلے جیسا نہیں گاؤں گی آج کے بعد۔

افتخار: تو پھر پہلے سے اچھا گاؤ گی!

ستارہ: سچ' میرے اندر سب کچھ بدل رہا ہے...... آواز...... روح...... دل......

افتخار: تمہاری جیسی آرٹسٹ کو تو روز محشر بھی گانا پڑے گا۔ دیکھ لینا' اس روز بھی چھٹی نہیں ملے گی۔ حساب کتاب کے بعد ورائٹی پروگرام میں پہلی باری تمہاری ہو گی۔ ان شاءاللہ۔

ستارہ: پتا نہیں وہ گیا کہاں؟ خدا قسم میرا گلا بیٹھا جا رہا ہے۔

افتخار: Hang it...... آرام سے جا کر بیٹھو اور گاؤ ورنہ صبح سارے اخباروں میں اپنے خلاف خبریں پڑھ لینا۔

ستارہ: تم پتا نہیں کس دن میرے کام آؤ گے...... اسے تلاش نہیں کر سکتے؟

افتخار: میں زندگی میں ہیروئن کا باپ نہیں بننا چاہتا جو گاؤں سے آکر ہیرو کو تلاش کیا کرتا ہے Go now at once!

(ستارہ واپس آتی ہے۔ اب سازندے گانے کا مکھڑا بجا رہے ہیں۔ اس وقت ستارہ اپنے خیالوں میں گم ہے۔ خاتون خانہ قہوہ پاس کرتی رہتی ہے۔ محفل میں آہستہ آہستہ باتیں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ افتخار دونوں بچیوں کو پاس لیے بیٹھا ہے۔ پھر وہ ایک بچی کے کان میں کچھ کہتا ہے۔ وہ اٹھ کر افتخار کے لیے قہوہ لاتی ہے۔ ایک جانب دو عورتیں بیٹھی ہیں۔ ایک عورت دوسری کے بندوں کی تعریف کرتی ہے۔ پھر دوسری اسے بڑے جوش اور نخوت کے ساتھ بندے اتار کر دیتی ہے اور پہلی عورت اسے اپنے کانوں میں پہن کر دیکھتی ہے۔ ایک آدمی گانا شروع ہوتے ہی آنکھیں بند کر لیتا ہے اور اس کی آنکھوں کے کوئے میں آنسو ابھرتے ہیں...... یعنی اس محفل میں جتنے بھی لوگ ہیں' زندگی کی طرح مختلف النوع ہیں' اور گانے کے دوران ان کی Study سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گانا کس طرح مختلف لوگوں پر مختلف قسم کے اثرات چھوڑتا ہے...... کچھ کم پانی میں رہنے والے پتھروں کی طرح بالکل نہیں بھیگتے' کچھ بہہ جاتے ہیں' کچھ گیلی ریت کی طرح بھیگ تو جاتے ہیں لیکن جلد خشک بھی ہو جاتے ہیں۔ ستارہ گاتی ہے:)

(دوہا گاتی ہے۔)

چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا روئے
دو پاٹن کے بیچ میں ثابت رہا نہ کوئے

کٹ

سین 5 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ اپنی کار میں ایک گنجان علاقے میں جا رہی ہے۔)

کٹ

سین 6 ان ڈور دن

(سٹوڈیو ایک میوزک ڈائریکٹر Batch کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ ستارہ بوتھ کے اندر ہیڈ فون لگائے کھڑی ہے۔ ایک بینگ کے ساتھ موسیقی شروع ہوتی ہے اور ستارہ گانے کا مکھڑا اٹھاتی ہے۔)

(اس گیت یاد وہ ہے کا صرف ایک بول تیار کروائیے۔ ستارہ یہ گا کر بوتھ سے باہر آتی ہے۔ Batch برج بجا رہا ہے۔ ستارہ باہر نکل کر کہتی ہے۔)

ستارہ: ماسٹر جی ڈوئیٹ اکیلے ریکارڈ کروالیں گے آپ؟ خوامخواہ زبردستی ہے آپ کی۔ سکندر صاحب تو آئے نہیں ابھی۔

میوزک ڈائریکٹر: او میڈم جی آپ فکر نہ کریں۔ کار گئی ہوئی ہے لینے سکندر صاحب کو۔ آپ ذرا پریکٹس کر لیں اتنی دیر۔

ستارہ: کہاں گئی ہے کار؟

ماسٹر لطیف: بی بی گیا ہے وہ پھجا ٹکسالی۔ اسے معلوم ہے سکندر کا گھر۔

ستارہ: آج تک سکندر نے کسی کو اپنا گھر دکھایا نہیں' پھجے کو کیسے معلوم ہو گیا؟ مجھے تک معلوم نہیں اس کا گھر۔

لطیف: بی بی وہ گیا تھا ایک دن سکندر صاحب کے ساتھ۔

میوزک ڈائریکٹر: میڈم آپ ادھر توجہ کریں۔

(Batch کو اشارہ کرتا ہے۔ مرلی بجتی ہے۔)

یہاں آپ اٹھائیں۔

ستارہ: اچھا بابا میں اٹھالوں گی...... لیکن میں اکیلے تو ڈویٹ نہیں گاسکتی ماسٹر جی۔

(اس وقت پھجا آتا ہے اور آکر ماسٹر لطیف کے کان میں کچھ کہتا ہے۔)

لطیف: سکندر صاحب تو نہیں ملے جی......

ڈائریکٹر: اب یہ آرٹسٹ لوگ پرواہ ہی نہیں کرتے...... ایک شفٹ کیسے ملتی ہے‘ Batch کیسے اکٹھا ہوتا ہے۔ ذرا سختی سے بول دیں تو آرٹسٹ ناراض ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں تو فلم بنانا جوتوں کا ہار پہننا ہے جی۔ ایک تو ان آرٹسٹوں نے ہار دیا مجھے۔

ستارہ: تمہیں سکندر کا گھر معلوم ہے ماسٹر جی؟

لطیف: ہاں جی۔

ڈائریکٹر: پبلک ہمیشہ Blame کرتی ہے...... ہمارے پیچھے پڑی رہتی ہے۔

ستارہ: (طنز سے) اور آپ ہمیشہ آرٹسٹوں کو Blame کرتے ہیں۔ ان کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ وہ بھی انسان ہیں‘ ان کی بھی کچھ انسانی مجبوریاں ہیں۔

ڈائریکٹر: یہ نئے آرٹسٹوں کا حال ہے۔ ان چرکٹوں کو پتا نہیں فلمی دنیا میں چانس کتنی مشکل سے ملتا ہے! پھر روتے ہیں۔

ستارہ: اچھا آپ ایک دفعہ مجھے ٹرائی کرنے دیں...... آیئے لطیف صاحب‘ ہم انہیں تلاش کرکے لاتے ہیں۔

میوزک: میڈم اب آپ غائب نہ ہو جائیں۔ آج جمعرات ہے‘ ناغہ نہیں ہونا چاہی۔ آپ ٹکی رہیں‘ وہ آتے ہی ہوں گے۔

ستارہ: اگر سکندر صاحب آجائیں تو آپ ان کے ساتھ ریہرسل کریں‘ میں آدھ گھنٹے میں آجاؤں گی۔ آپ میرے ساتھ آئیں ماسٹر جی۔ یہ بس جانا آنا کرنا ہے۔ آیئے!

لطیف: چلو جناب!

ڈائریکٹر: ہاں چلو جناب...... ارے گھگھو‘ کہاں چلا جارہا ہے‘ میری اجازت کے بغیر؟ میڈم تجھے پیسے دیں گی آج کی Take کے؟

لطیف: آپ کی اور میڈم کی کوئی دو اجازتیں ہیں۔ بادشاہو...... نوٹ کا ایک پاسہ ہو یا دوسرا پاسہ! سلام علکم جی‘ ابھی آتے ہیں ہم تلاش کرکے۔ (وائلین بجانے والے سے)

سگریٹ! (وائلین بجانے والا سگریٹ دیتا ہے‘ پھر کلارنٹ والے سے) ماچس!

ستارہ: چلو ماسٹر جی دیر ہوتی ہے۔ شفٹ کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔ خوامخواہ ان کو نقصان ہوگا۔ (جاتی ہے۔)

میوزک: (چلاکر) میڈم جی اگر سکندر نہ ملے تو بھی واپس آجانا ادھر ہی کو...... کہیں اور نہ نکل جانا خیر سے......

ستارہ: (فاصلے سے) مجھے اپنی ذمہ داری کا بڑا احساس ہے۔ آپ زیادہ ہیجلے نہ بنا کریں ڈائریکٹر صاحب کے۔ سب نے کما کر کھانا ہے ماسٹر جی۔

میوزک: کیوں نہیں‘ کیوں نہیں!

(ستارہ اور لطیف جاتے ہیں۔ Batch بینگ بجاتا ہے۔ ڈائریکٹر سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔)

کٹ

سین 7 آؤٹ ڈور دن

(ٹکسالی کی جانب ستارہ اور ماسٹر لطیف کار میں۔ دونوں کار سے اتر کر گلی میں جاتے ہیں۔)

کٹ

سین 8 آؤٹ ڈور دن

(ایک مکان پر دونوں آتے ہیں۔ دروازے پر تالا پڑا ہے۔ لطیف دروازے پر تال بجاتا ہے۔ ستارہ خفگی سے دیکھتی ہے۔ پھر مکان کے اوپر دیکھتی ہے اور بغلی سیڑھیوں سے اوپر کی طرف جاتی ہے۔)

کٹ

سین 9　ان ڈور　کچھ دیر بعد

(ایک عورت چارپائی پر بیٹھی تولیے سے بال پونچھ رہی ہے۔ چارپائی کے پائے کے ساتھ ایک چھوٹی سی لڑکی گوٹے کناری کا کرتا شلوار پہنے کھڑی ہے۔ عورت نے بھی شادی میں جانے والے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ستارہ اوپر آتی ہے۔)

ستارہ: میں آجاؤں جی...... پلیز!

عورت: کون ہے بھئی؟

ستارہ: میں ہوں جی...... یہ جو......جی یہ جو آپ کے نیچے والے مکان میں رہتے ہیں، آپ کے کرائے دار ہیں؟

عورت: ہمارے تو پانچ کرائے دار ہیں۔ آپ کس کو پوچھ رہی ہیں؟

ستارہ: وہ جی جو لمبے سے ہیں...... فلموں میں گانے گاتے ہیں...... بڑے مشہور آدمی ہیں۔

عورت: مشہور تو کوئی نہیں، پر ہاں گانے گاتے ہیں فلموں میں۔ بہہ جاؤ ادھر پلنگ پر۔ کیا ہوا سکندر کو؟

ستارہ: وہ آپ کے کرائے دار ہیں؟

عورت: دیکھیں ناں مجھے تو اچھی طراں پتہ نہیں کچھ، شیخ کو پتا ہو گا۔
(بچی کو جھڑک کر) ناک میں انگلی مت ڈال۔ بات یہ ہے کہ یہ ہے ریفوجی پراپرٹی اور اس بلڈنگ کے تین مالک ہیں۔ مقدمہ چلا پورے گیارہ سال۔ اب یہ درمیان والی منزل تو پوری مل گئی ہے ہم کو اور باقی بلڈنگ میں ان کا بھی Share ہے، باقی دو حصے داروں کا۔ آپ بیٹھیں ناں...... کہاں سے آئی ہیں آپ؟

ستارہ: شاہ جمال سے...... بس جی میں ٹھیک ہوں۔

عورت: کوئی رشتہ داری ہے سکندر صاحب سے؟

ستارہ: بس جی رشتہ داری ہی سمجھ لیجئے۔ ان کے مکان میں تالا پڑا ہے۔ آپ کو معلوم؟ کہاں گئے ہیں وہ؟

عورت: دیکھیں ناں جی مجھے کیسے پتا ہو سکتا ہے۔ میں اوپر والی منزل میں رہتی ہوں۔

صاحب کو پتا ہو گا، ان کی بڑی واقفیت ہے...... اتنی واقفیت ہے شیخ صاحب کی، سارے محلے والے ان کی عزت کرتے ہیں۔ لوگ تو اصرار کر رہے تھے کہ شیخ صاحب، آپ ٹکٹ لے کر الیکشن کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ میں نے منع کیا۔ ہم کو سیاست سے کیا لینا ہے؟ ہم بھئی سیدھے سادے لوگ......

ستارہ: محلے میں کوئی ایسا گھر ہے جہاں سکندر کا آنا جانا ہو...... کہیں سے پتا چل سکے گا؟

عورت: آج کیا پتا چلے گا! دیکھیں ناں پراچوں کے گھر شادی ہے۔ بلکہ مجھے تو خود بڑی دیر ہو گئی ہے۔ یہ کاکا سویا ہوا تھا۔ میں تو خود تیار ہو کر وہاں جا رہی ہوں۔ بھلا کیا وقت ہوا ہے اس وقت؟

ستارہ: پورے بارہ!

عورت: شیخ صاحب نے تاکید کی تھی کہ میں وقت پر پہنچ جاؤں۔

ستارہ: اچھا جی سلام علیکم!

عورت: وعلیکم السلام...... آپ کچھ چائے پانی پی لیتیں، تھوڑی دیر بیٹھ ہی جاتیں، دیکھیں ناں کیسے وقت آئی ہیں آپ بھی۔ اور اوپر سے شادی کا وقت ہو رہا ہے۔

ستارہ: میں پھر کبھی آؤں گی۔

عورت: یہ تو بتائیں سکندر کی ذات کیا ہے؟ شیخ صاحب کو تو پتا ہو گا، لیکن پھر بھی؟

ستارہ: (بھونچکی رہ کر) اچھا جی سلام علیکم!

عورت: وعلیکم السلام...... (بچی سے) نہ ڈالی جا انگلیاں اپنی ناسوں میں۔

کٹ

سین 10　آؤٹ ڈور　دن

(ماسٹر لطیف دروازے پر طبلے کے ہاتھ بجا رہا ہے۔ اوپر سے ستارہ اترتی ہے۔)

کٹ

سین 11 آؤٹ ڈور دن

(ماسٹر لطیف اور ستارہ دونوں پان والے کی دکان پر جاتے ہیں۔ پوچھ گچھ کرتے ہیں۔ پان والا لاعلمی ظاہر کرتا ہے۔)

کٹ

سین 12 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ اور ماسٹر لطیف گلی میں جا رہے ہیں۔ ایک نوجوان گزرتا ہے۔ ستارہ اس سے باتیں کرتی ہے' جیسے سکندر کے متعلق پوچھ رہی ہو۔)

کٹ

سین 13 ان ڈور رات

(ستارہ پلنگ پر چپ چاپ بیٹھی ہے۔ اس کے چہرے پر حیرانی ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ وہ فون کا چونگا اٹھا کر رکھتی ہے۔ اس وقت باپ ہاتھ میں ٹرے لے کر داخل ہوتا ہے۔)

ستارہ: ہائے ابا جی' یہ آپ کیا کر رہے ہیں!

باپ: کھانا ہے تیرے لیے!

ستارہ: (اٹھ کر ٹرے پکڑتی ہے) میں کہہ جو آئی تھی کہ مجھے بھوک نہیں ہے۔

باپ: کیوں نہیں ہے تجھے بھوک؟

ستارہ: کبھی کبھی ابا جی بھوک نہیں بھی لگتی...... نہیں بھی رہتی۔

باپ: تجھے ہوتا کیا جا رہا ہے ستارہ! تو...... تو مجھ سے اتنی دور کیوں ہوتی جا رہی ہے۔

ستارہ: کہاں ہوں دور...... یہ دیکھئے...... آدھ فٹ پر کھڑی ہوں آپ سے۔

باپ: ہاں کھڑی تو قریب ہی ہے لیکن ہے بہت دور......

ستارہ: آپ سارا وقت فاصلے نہ ناپتے رہا کریں ابا جی۔ اندر ہی اندر۔

باپ: کوئی ہارون صاحب ہیں...... ان کا فون آیا تھا دن میں کئی بار۔

ستارہ: (برا سا منہ بناتی ہے۔)

باپ: وہ کہتے ہیں تو ریکارڈنگ پر نہیں پہنچی آج۔

ستارہ: پہنچی تھی ابا جی...... میں تو پہنچی تھی لیکن جس کو میرے ساتھ گانا تھا' وہ غائب تھا۔

باپ: تیرے ساتھ کس کو گانا تھا تارا؟

ستارہ: ہے جی ایک بونگا آدمی...... چار قدم آگے چلتا ہے تو دس قدم پیچھے بھاگ جاتا ہے۔ گھوڑے کو پانی تک بھی لاؤ اور اسے پانی پلاؤ بھی خود ہی!

(اس وقت افتخار داخل ہوتا ہے۔)

افتخار: جناب میں پونے گھنٹے سے فون کر رہا ہوں۔ یہاں بیل ہوتی ہے اور مجال ہے کوئی اٹھائے...... (فون کا چونگا دیکھ کر) تو یہ بات ہے! سلام علیکم ابا جی۔

باپ: وعلیکم السلام...... لے افتخار' اب اسے تو سمجھا۔ یہ کھانے میں بہت بے احتیاطی کرتی ہے۔ اس طرح آواز پر اثر پڑتا ہے۔

افتخار: اوہ جی یہ کس کام میں بے احتیاطی نہیں کرتی! اس کی کھوپڑی نئی لگوانی پڑے گی' پھر اس کے کام درست ہوں گے۔

باپ: کچھ اور تو نہیں چاہیے؟

ستارہ: نہیں' شکریہ ابا جی...... تھینک یو!

(باپ جاتا ہے...... جاتے ہوئے)

باپ: پتا نہیں اسے کیا ہوتا جا رہا ہے!

(باپ چلا جاتا ہے تو افتخار چبا چبا کر کہتا ہے:)

افتخار: اس کو فلو ہوتا جارہ ہے عشق کا اور کیا......! یہ تو کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟ چلو کھاؤ...... کم آن! ڈھونس اس بے چارے بڈھے کو دے رہی ہے۔ شیم شیم......

(اب یہ دونوں درمیان میں ٹرے رکھ کر پلنگ پر بیٹھ جاتے ہیں۔ ساتھ ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ ستارہ کا دل کھانے میں نہیں ہے۔ کئی مرتبہ افتخار اسے کچھ آفر کرتا ہے' لیکن

جب وہ انکار کرتی ہے تو پھر خود وہی چیز کھا جاتا ہے۔)

ستارہ: پیغام مل گیا تھا میرا؟

افتخار: مل گیا تھا...... لیکن افسوس اس وقت میں سر پر تاج لگا کر مغلیہ خاندان کا چشم و چراغ بنا ہوا تھا۔ اس وقت میں تم جیسی کنیز کے پاس نہیں آ سکتا تھا۔

ستارہ: افتخار! میں نے آج شہر کا کونہ کونہ چھان مارا ہے، لیکن وہ کہیں ہو بھی۔

افتخار: اچھا ہوا...... جان چھوٹ گئی!

ستارہ: کیا بکواس کرتے ہو!

افتخار: دیکھو ستارہ! کچھ لوگ ہمیشہ Self-pity میں مبتلا ہو کر اپنی importance بڑھاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے زخموں کو خود چھیلتے ہیں، اپنے آنسوؤں کو اتنا پبلک بناتے ہیں، اپنے دکھوں کا ایسے مظاہرہ کرتے ہیں جیسے جلوس نکلتا ہے۔

ستارہ: تم نہیں جانتے سکندر بڑا احساس ہے۔

افتخار: دیکھو ستارہ! تم اور وہ ایک لائن کے آدمی ہو۔ تم دونوں میں محبت نہیں ہو سکتی، رقابت ہو سکتی ہے...... Love-hate relation ہو سکتا ہے۔

ستارہ: مجھے نصیحت نہیں چاہیے! مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔

افتخار: میں صرف اس پوزیشن میں ہوں کہ تمہیں نصیحت کر سکوں۔

ستارہ: تو بس پھر دفع ہو جاؤ!

افتخار: گجریلا تو کھا لینے دو، میری فیورٹ چیز ہے۔

ستارہ: تم اسے تلاش نہیں کر سکتے؟

افتخار: کر سکتا ہوں...... لیکن ایک بار تم نے اسے تلاش کر لیا تو پھر وہ بار بار گم ہو جایا کرے گا۔ خدا کے لیے ستارہ، اس نوجوان کو Spoil کر کے Prodigal son نہ بنا دینا!

ستارہ: مجھے ڈر لگتا ہے!

افتخار: کیسا ڈر؟

ستارہ: کہیں...... کہیں...... میرا...... مجھے لگتا ہے میرا گلا بند ہو رہا ہے۔

افتخار: اسے کچھ نہیں ہوا، تم اپنی رومانٹک طبیعت سے مجبور ہو۔ تم چاہتی ہو کہ تمہاری خاطر کوئی آدمی زہر کھا لے، تم اسے تلاش کرتی پھرو اور وہ کسی ہسپتال کے سامنے ڈاکٹروں کی بے توجہی کا شکار ہو کر دم توڑ دے...... اس کے ہونٹوں پر آخری نام تمہارا ہو۔

ستارہ: خدا نہ کرے!

افتخار: ہر بھوکا آدمی Masochistic ہوتا ہے جانِ من۔ تمہیں دولت ملی، شہرت ملی...... لیکن پیار نہیں ملا۔ میں تمہیں صحت مند پیار دینا چاہتا ہوں، لیکن چونکہ تم اذیت پسند ہو اس لیے تم چاقو سے کسی کا نام اپنی بانہہ پر کھود کر اسے پکنے دو گی اور جب پک کر اس پر کھرنڈ آ جائے گا تو پھر اسے نوچ دو گی...... نام ہمیشہ رستا رہے گا اور تم ہمیشہ خوش رہو گی That's what you are۔

ستارہ: افتخار میں...... میں بہت پریشان ہوں۔

افتخار: جب کوئی آدمی کھانا کھا رہا ہو تو اسے پریشانی کی باتیں نہیں سناتے۔ اس طرح معدے میں Acids جمع ہو جاتے ہیں۔

ستارہ: تمہیں مجھ سے کوئی دلچسپی ہے؟

افتخار: ہے، بہت ہے، لیکن اس دلچسپی سے نہ تمہیں کچھ فائدہ ہے نہ مجھے۔

ستارہ: (زور سے افتخار کی کمر پر مکا مارتی ہے۔) دیوث کھاتا ہی جائے گا کہ میری بات بھی سنے گا۔

افتخار: (نقلی رو کر) ہائے ماں جی مر گیا...... اچھا جی خدا حافظ! میں کھانا کھانے تو ٹھہر سکتا ہوں، مار کھانے کے لیے نہیں رک سکتا۔

ستارہ: (ہاتھ جوڑ کر) افتخار! خدا کے لیے اسے تلاش کر دو ورنہ میں...... میں مر جاؤں گی۔

افتخار: (محبت سے اس کے ہاتھ پکڑ کر) بڑی ضدی عورت ہے۔ کسی روز خدا کے پیچھے نہ پڑ جانا...... خدا کے لیے، ورنہ اسے بھی اتر کر کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا تمہارے لیے۔

کٹ

سین14 آؤٹ ڈور دن

(افتخار پولیس سٹیشن میں داخل ہوتا ہے۔)

کٹ

سین15 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ ہسپتال کے مختلف مقامات پر)

کٹ

سین16 ان ڈور رات

(سکرین پر دو حصوں میں افتخار اور ستارہ فون پر باتیں کرتے ہیں' جیسے افتخار اسے یہ خبر دیتا ہے کہ وہاں پل کے نیچے اس نے سکندر جیسا آدمی بیٹھا دیکھا ہے۔ ستارہ خوشی سے تالیاں بجاتی ہے۔)

کٹ

سین17 آؤٹ ڈور دن

(یہ سین وہیں سے فلمایئے جہاں پہلے سین میں سکندر نے ستارہ کی کار موڑ پر روکی تھی......ایک بار پھر ستارہ کی کار جا کر وہیں رکتی ہے۔ ستارہ ادھر ادھر دیکھتی ہے۔)

کٹ

سین18 آؤٹ ڈور دن

(پل کے نیچے نالے کے پاس سکندر بیٹھا سگریٹ پی رہا ہے۔ ستارہ اس کے پاس جاتی ہے۔ پھر اس کے پاس بیٹھتی ہے اور اس کے کندھے کے ساتھ سر لگاتی ہے۔ سکندر لاتعلقی سے سگریٹ پیتا رہتا ہے۔)

کٹ

سین19 آؤٹ ڈور رات

(سکندر اور ستارہ دونوں اسی سڑک پر آتے ہیں جہاں سکندر کا مکان ہے۔ گھر کے سامنے پہنچ کر ستارہ اس سے چابی مانگتی ہے۔ سکندر روٹھے ہوئے بچے کی مانند منہ بنا کر چابی تلاش کرتا ہے۔ پھر اسے ستارہ کو دیتا ہے۔ ستارہ تالا کھولتی ہے۔)

کٹ

سین20 ان ڈور کچھ دیر بعد

(اب ہم سکندر کے گھر میں موجود ہیں۔ یہ انتہائی بے سروسامان والا ایک کمرے کا گھر ہے۔ اندر گھس کر سکندر ایک ستون کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور سگریٹ سلگاتا ہے۔ دراصل سکندر ازلی محبوب ہے جو غالباً ابھی تک anal Stange میں سے نہیں نکلا۔ وہ ابھی تک کسی کو محبت دینے کے قابل نہیں ہوا...... ستارہ دیوار کے ساتھ لگی ہوئی چارپائی کو بچھاتی ہے اور پھر اس پر بیٹھتی ہے۔)

ستارہ: لیکن ایسی چھوٹی بات کو اتنی اہمیت دینے کی وجہ کیا ہے سکندر؟

سکندر: میں تمہارا چمچہ بن کر...... تمہاری سیڑھی لگا کر...... تمہارے پیچھے پیچھے چل کر کسی بلندی کو چھونا نہیں چاہتا......نو' تھینک یو!

ستارہ: (دکھ سے) شروع شروع میں سب کے ساتھ یونہی ہوتا ہے۔

سکندر: نئی لائن میں پہل پہلے سارا نمک اپنی پلکوں سے چننا پڑتا ہے۔

سکندر: (ہاتھ جوڑ کر) معاف کیجئے' میں اپنی Self-respect کا سودا نہیں کر سکتا۔ کسی قیمت پر۔

ستارہ: کوئی نہ کوئی تو آخر انڈسٹری میں Introduce کرتا ہے سکندر۔ پہلے پہل کسی نہ کسی کی سفارش تو لگانی پڑتی ہے' پھر آہستہ آہستہ ٹیلنٹ ہو تو سب راستے صاف ہو

جاتے ہیں۔

سکندر: معاف کیجئے، آپ بھی جانتی ہیں اور مجھے بھی معلوم ہے کہ مجھ میں ٹیلنٹ نہیں ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ شامل باجہ ہو سکتا ہوں۔ Batch کے ساتھ۔

ستارہ: تم اپنے ٹیلنٹ کے متعلق فیصلہ کرنے والے کون ہوتے ہو سکندر؟ کس میں ٹیلنٹ ہے، کس میں نہیں ہے...... اس کا فیصلہ ہمیشہ پبلک کرتی ہے۔

سکندر: تو کیا تھا ناں ان بچیوں نے فیصلہ...... آپ ان کے فیصلے کو مان کیوں نہیں لیتیں!

ستارہ: دیکھو سکندر خدا کے لیے...... شروع شروع میں سب کو مصیبتیں جھیلنا پڑتی ہیں۔ تمہیں کیا پتا جب میں نے گانا شروع کیا ہے تو کتنی ذلتیں سہنا پڑیں...... کتنے برآمدوں میں کتنے کتنے گھنٹے بیٹھی ہوں میں...... بیس بیس روپے کی Payment کے لیے کیا کیا منتیں نہیں کی میں نے۔

سکندر: آپ بڑی شیر ہیں جی، آپ برداشت کر سکتی ہیں یہ سب کچھ۔ میں پہلے ہی کھوکھلا ہو چکا ہوں۔

ستارہ: بس اباجی اور میں، نہ جان نہ پہچان! سٹوڈیوز کے چکر...... کوئی Audition لے کر کہہ دیتا، سائیں جی آپ کی بیٹی کم سری ہے...... کوئی سنے بغیر ہی کہہ دیتا، بادشاہو اسے کوئی اور کام سکھائیں۔ یہ تو کھگھی ہے، بولنے سے ہی پتا چل رہا ہے...... کوئی بہت مہربانی کرتا تو کہتا، کورس میں لگا لیں گے آپ کو جی لیکن Conveyance کے پیسے نہیں ملیں گے۔

سکندر: خدا کے لیے آپ مجھے بخشیں! میں یہ کیریئر (Career) بنانا نہیں چاہتا۔ مجھے گانے کا کوئی شوق نہیں۔ میں چھوٹی بات سے بڑا سبق حاصل کرنے والا وکیل آدمی ہوں۔ آپ مجھے میرے حال پر چھوڑیں۔ سارے ملک میں آپ کا طوطی بولتا ہے...... آپ آرام کے دن گزاریں، لوگوں کی مدد کرنا چھوڑیں، خدا کے لیے۔

ستارہ: توبہ کرو سکندر اب تو تم ضرور گاؤ گے...... اتنا گاؤ گے، اتنا گاؤ گے کہ ساری انڈسٹری کو صرف تمہارا نام یاد رہ جائے گا۔

(بہت آہستہ یہ شعر پڑھتی ہے:)

ادھر بھی دیکھ ستاروں کو ڈھانپنے والے
بجھا کے اپنا دیا نام تیرا چمکایا

سکندر: آپ کو کیا خبر لعنت کیسی ہوتی ہے میڈم جی! ایک لعنت ہو تو عرض کروں...... غریبی ہو ناں تو پھر ٹیلنٹ کو کوئی نہیں پوچھتا۔ آپ لڑکی تھیں ناں، پھر آپ کی شکل و صورت تھی، اس لیے آپ کو ادھر آنے کا چانس مل گیا۔ ایکٹر، یہ موسیقار، رائٹر جب غریب ہوتا ہے تو پھر چانس نہیں ملتے...... ایسے گھر سے نکل کر، ان کپڑوں میں جب مرد آرٹسٹ سٹوڈیو پہنچتا ہے تو وہ اندر باہر دو کوڑی کا لگتا ہے۔ باہر چپڑاسی اسے روکتے ہیں، اندر کوئی کرسی پیش نہیں کرتا۔ کھانے کے وقت پلیٹ نہیں ملتی۔ گھر آتے وقت کوئی لفٹ آفر نہیں کرتا۔ کنٹریکٹ کے وقت کبھی ایڈوانس نہیں ملتا۔ لوگ سامنے سگریٹ پیتے رہتے ہیں، لیکن کوئی سگریٹ آفر نہیں کرتا۔ میں آپ کی سیڑھی لگا کر کب تک گانے گاؤں گا......؟ آپ کی دھمکیوں میں آکر لوگ کب تک مجھے Male lead میں آپ کے ساتھ چانس دیں گے؟ (ہاتھ جوڑ کر) خدا کے لیے پہلے ہی میں پریشان ہوں، اگر ہو سکتا ہے تو چلی جائیں یہاں سے پلیز۔

(ستارہ اٹھتی ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتی ہے۔)

ستارہ: چلو آؤ میرے ساتھ...... چلو آؤ!

سکندر: کہاں؟

ستارہ: اب تم یہاں سے سٹوڈیو نہیں جایا کرو گے۔ چلو آؤ...... آج کے بعد تم اپنی سیڑھی پر آپ بنو گے۔ آؤ چلو...... کم آن!

(ستارہ اس کا ہاتھ پکڑتی ہے۔ سکندر معجوب سا اسے دیکھتا ہے۔)

کٹ

سین 21 آؤٹ ڈور رات

(ستارہ اور سکندر دونوں ستارہ کی کوٹھی میں داخل ہوتے ہیں۔ ستارہ سکندر کو کوٹھی دکھاتی ہے۔)

کٹ

سین22 آؤٹ ڈور دن

(فرنیچر کی دکان۔ ستارہ لبرٹی مارکیٹ میں فرنیچر خرید رہی ہے۔ سکندر ساتھ ہے۔ سکندر ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ستارہ نفی میں سر ہلاتی ہے اور ایک مہنگے صوفے پر ہاتھ رکھتی ہے۔)

کٹ

سین23 آؤٹ ڈور دن

(سکندر اور ستارہ پردوں کی دکان پر۔ ستارہ پردوں کے رنگ منتخب کرتی ہے۔ دکاندار گزوں کے گز ناپتا ہے۔)

کٹ

سین24 ان ڈور رات

(ستارہ کا گھر تمام ترسج چکا ہے۔ مختلف کمرے دکھائے جاتے ہیں۔ پھر آخر میں ہم سکندر کو ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے دکھاتے ہیں۔ اس کے منہ میں پائپ ہے اور وہ تصویریں دیکھ رہا ہے۔ پاس ہی ریڈیو گرام بج رہا ہے' آواز ستارہ کی ہے:

ہر روز میرے گھر کے آنگن میں دھنک اترے

تھوڑی دیر یہ گیت جاری رہتا ہے۔ سکندر چینل بدلتا ہے۔ تیز مغربی موسیقی جاری ہوتی ہے۔)

کٹ

سین25 ان ڈور رات

(اس وقت ستارہ کی حیثیت ایک مجرم کی سی ہے۔ آپا' عاصم' نگینہ بڑھ بڑھ کر اس پر حملے کر رہے ہیں۔ باپ ایک کرسی پر چپ چاپ بیٹھا ہے۔)

آپا: ناں ہم غیر تھے؟ ہم دشمن تھے؟ ہم سے نہ کوئی صلاح نہ مشورہ!

عاصم: یہ مالک ہیں جی' جو چاہیں کر سکتی ہیں۔ ان کی پراپرٹی ہے۔ یہ جسے چاہیں' دے سکتی ہیں۔ سکندر کو کوٹھی دے دی تو آخر ان کی تھی۔

ستارہ: ابا جی...... (ملتجی انداز میں) کچھ تو آپ کہیں ناں!

باپ: (دبی آواز میں) تو بیٹے مجھ سے اجازت تو لے سکتی تھی۔

ستارہ: (بڑے دکھ کے ساتھ) یہ کیسی زندگی ہے ابا جی' یہ کیسا معاشرہ ہے! ہم اپنی مرضی سے اپنا وقت نہیں گزار سکتے...... ہم اپنی مرضی سے اپنا جسم استعمال نہیں کر سکتے...... اپنی خوشی سے اپنا دل کسی کو نہیں دے سکتے...... خدا کے لیے ہمیں وہ دولت تو اپنی مرضی سے استعمال کرنے دیں جسے...... جسے صرف ہم نے اپنی کوشش سے کمایا ہے...... جس میں کسی اور کا ساجھا نہیں۔

نگینہ: دیکھا دیکھا دیکھا...... جب میں بکواس کرتی تھی تو آپ سب سمجھتے تھے نگینہ تو الو کی پٹھی ہے۔ سنیں' سنیں سب...... یہ دولت کماتی رہی ہیں اور ہم سب جونکیں بن کر ان کا لہو چوستے رہے ہیں' اس لیے یہ ہمیں پاؤں کی جوتی سمجھتی رہی ہیں۔

ستارہ: یہ میں نے کب کہا ہے؟

آپا: لیکن تیرا کیا خیال تھا ستارہ' ہم سب کو کبھی پتا نہیں چلے گا۔

عاصم: میں تو کوٹھی جا کر حیران رہ گیا آپا جی' پہلے تو مجھے خیال ہوا کہ شاید غلطی سے کہیں اور چلا گیا ہوں۔ بیل بجائی تو وہ مشٹنڈہ سکندر باہر نکلا۔ میں تو الٹ کے گرنے لگا تھا۔ مالک ہے وہ کوٹھی کا' کرایہ دار نہیں ہے ابا جی۔

نگینہ: دس دس روپے کے پیچھے وہ ذلتیں اٹھائی ہیں میں نے...... میں نے تو ہار کر کالج ہی چھوڑ دیا ان ذلتوں کی وجہ سے......

ستارہ: تم نے کالج اس وجہ سے نہیں چھوڑا نگینہ...... چلو مجھے کچھ کہو لیکن اپنے آپ کو دھوکا دینے کی کوشش نہ کرو۔

آپا: دو سال سے میں اجڑی پجڑی آئی بیٹھی ہوں یہاں ستارہ...... تم دیکھتی رہی ہو۔

ستارہ: آپا آپ خود اپنا گھر بسانا نہیں چاہتیں۔

آپا: سنیں، سنیں ابا جی...... چپ نہ بیٹھے رہیں۔ کبھی اصلی اولاد کا ساتھ بھی دے دیا کریں، اللہ کے واسطے...... کون سی عورت اپنا گھر چھوڑ کر میکے میں بیٹھی رہنا چاہتی ہے، کون سی عورت ہے ایسی؟

(نگینہ بہت محبت سے آپا کے گلے میں بازو ڈالتی ہے۔)

نگینہ: چلیئے آپا...... جن کا کوئی نہیں ہوتا ان کا خدا ہوتا ہے۔

آپا: میرا کلیجہ پک گیا ہے دکھ اٹھاتے اٹھاتے۔ میاں جی بیس ہزار روپیہ مانگتے تھے اور جائز مانگتے تھے...... کوئی رنڈیاں تھوڑی نچانی تھیں انہوں نے، ٹیوب ویل لگانا تھا زمینوں پر...... کمائی کرنی تھی اپنی اولاد کے لیے...... یہاں نوکروں کی سی زندگی بسر کی...... سب کی خدمتیں کیں...... سب کی باتیں سنیں...... کس لیے؟

(نگینہ اور عاصم اپنے آنسو پونچھتے ہیں۔)

نگینہ: چلیئے مٹی ڈالیئے آپا جی...... ہماری قسمت اچھی ہوتی تو فیروز بھیا کیوں لاپتا ہوتے...... آج ہمارا بھی کوئی سچا سہارا ہوتا!

عاصم: ابھی تو باجی ہمارا وہ دکھ کم نہیں ہوا۔

نگینہ: آپ سب کسے بھیا یاد دلا رہے ہیں؟ ہم ان کے لگتے کیا ہیں؟

(ستارہ چپ چاپ پرس کھولتی ہے اور چیک بک نکال کر چیک لکھتی ہے۔)

آپا: یا میرے اللہ...... تو ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی کو ہم سے ملا دینا!

ستارہ: (دکھ سے اٹھتے ہوئے) لیجیے آپا، یہ پچیس ہزار کا چیک ہے۔ اس کے بعد بھی آپ یہاں رہنا چاہیں تو یہ آپ کا گھر ہے۔

آپا: ناں، ناں، ناں...... میرے لیے یہ حرام ہے، سور ہے، میں کیوں لوں تیرا پیسہ! تیری مرضی ہے جہاں چاہے، چرخ کر...... جس کو چاہے، اپنی مرضی سے دے...... میرے بھائی کا پیسہ ہوتا...... میرے فیروز بھیا کا...... تو میں ضرور لیتی۔

ستارہ: میں اپنی مرضی سے آپ کو دے رہی ہوں آپا جی، لے لو جی، غصہ تھوک دو بادشاہو!

(بہتر حالات پیدا کرنا چاہتی ہے۔)

نگینہ: بے لیں آپا جی...... ہم لوگ اسی قابل ہیں کہ لوگوں کی خیرات پر پلیں۔ ہم کو ہمارے

فیروز بھیا نے مانگت لوگ بنا دیا۔ آج وہ ہمارے پاس ہوتے تو کیا...... ستارہ باجی ہمارا یہ حال کر سکتی تھیں؟ بولیں آپ بھی کچھ ابا جی! سکندر مالک بن سکتا تھا کوٹھی کا۔

(آپا چیک پکڑتی ہے۔)

باپ: کیا بولوں! دونوں بازوؤں سے مت کھینچو مجھے۔

ستارہ: جس بھیا کا آپ لوگوں کو بہت مان ہے وہ...... وہ داستان آپ پوری طرح نہیں جانتے...... میں آپ کے بھیا کی خاطر گھر بار چھوڑ کر آئی تھی...... سن لیجیے آپ سب! اس نے اگر میرے لیے زہر کھایا تھا تو میں نے بھی لوک لاج کی پروانہ کی تھی۔ سن لیجیے آپ تینوں کان کھول کر...... تب مجھے علم نہ تھا کہ میں اتنی مشہور، امیر گلوکارہ بھی ہو سکتی ہوں، پھر تمہارے چہیتے بھائی نے...... تمہارے نکھٹو بھائی نے دو دو دن کے فاقے کروانے شروع کر دیئے سارے خاندان کو۔ ابا جی خدا کے لیے آپ بھی تو کچھ کہیے! بتایئے آپ بھی...... کس مجبوری میں شادی کی میں نے بتایئے ناں...... مجھے آپ کے بھائی سے محبت نہ تھی پر مجھے اس پر ترس آ گیا تھا۔ ہسپتال میں دیکھ کر۔

باپ: یہ کچھ اتنے چھوٹے تو نہیں تھے، یہ سب جانتے ہیں۔

ستارہ: پھر...... میں نے اور ابا جی نے ہمت کی...... اور اس ہمت کا یہ صلہ دیا ہے...... یہ صلہ ہے۔ میں اپنی مرضی سے گلوکارہ نہیں بنی، مجھے بھی مجبوری تھی آپ سب کی۔

عاصم: بھیا یہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ سٹوڈیوز میں دھکے کھاتی پھریں۔

ستارہ: تم تو چھوٹے تھے بھیا کی جان...... تمہارے بھائی نے مجھے اس وقت روکنا چاہا جب پانی سر سے نکل چکا تھا۔ جس چیز کو انہوں نے بعد میں غیرت اور عزت کا سوال بنایا تھا، دراصل وہ اتنی وجہ تھی کہ...... کہ میرے مقابلے میں وہ اپنے آپ کو معمولی اور کم اہمیت کا سمجھنے لگا تھا۔ جب پہلے پہل میں سٹوڈیوز جانے لگی تو انہوں نے بھی نہیں روکا۔

آپا: اتنے سال ان کے ساتھ رہ کر یہی کچھ ان کی توقیر رہ گئی ہے۔ تیرے دل میں ستارہ۔

ستارہ: ہم دونوں ہمیشہ اس طرح رہے آپا جیسے ایک صحت مند سالم ٹانگ کے ساتھ لنگڑی ٹانگ رہتی ہے۔

نگینہ: آپ کے لیے وہ لنگڑی ٹانگ تھے' پر ہمارے وہ بھائی تھے۔ وہ آپ کے دکھوں گھر سے غائب ہوئے...... پتہ نہیں مر گئے یا زندہ ہیں!

ستارہ: میں مانتی ہوں۔ میری وجہ سے گئے...... لیکن اتنا تو مانئے کہ طلاق مل جانے کے بعد بھی میں آپ کے پاس رہی' آپ کی غلام بن کر۔

نگینہ: آپ کو اپنا Career پیارا تھا۔ ہم سب اتنے چھوٹے بھی نہیں تھے باجی...... ہم چپ رہتے تھے پر سمجھتے سب تھے...... آپ کے پاس بھی جانے کی کوئی جگہ نہ تھی...... آپ کس کے پاس جاتیں؟

ستارہ: تم ٹھیک کہتی ہو' شاید یہی وجہ تھی! شاید......

نگینہ: کوئی مرد بھلا برداشت کرتا ہے کہ اس کی بیوی اس سے زیادہ حیثیت کی ہو۔ آدمی مر نہ جائے ایسی ذلت سے پہلے۔

ستارہ: کاش یہ مجھے تب پتا ہوتا!

عاصم: اب یہ تم لوگ پچھلی باتیں مت لے کر بیٹھ جاؤ...... باجی! ہمیں آپ کا اعتبار نہیں رہا' سچی بات تو اتنی ہے۔

باپ: عاصم!

ستارہ: آپ اسے بولنے دیں اباجی! گیس نکلنے دیں' پریشر اندر نہیں رہنا چاہیے۔

عاصم: آپ پوچھیں آپا؟

آپا: تم پوچھو!

نگینہ: میں پوچھتی ہوں' آپ سب رہنے دیں۔ جی صاف صاف بتائیں اس آدمی سے...... اس گل رخ سکندر سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟

(ستارہ سب کی طرف باری باری دیکھتی ہے)

ستارہ: جو رشتہ میرا تم سب کے ساتھ ہے...... جو رشتہ ایک انسان کا کسی اور انسان کے ساتھ ہونا چاہیے۔

عاصم: آپ ڈائیلاگ نہ بولیں پلیز' بات کریں۔ آپ نے اپنی کوٹھی اس کے نام کروا دی ہے' ہم ننھے منے بچے نہیں ہیں۔

ستارہ: میں کب کہتی ہوں تمہیں پتا نہیں ہے' سب...... یہ درست ہے۔

باپ: بیٹی تو اتنا بڑا قدم اٹھانے سے پہلے مجھے تو بتا دیتی!

ستارہ: ابھی تو میں نے صرف اپنی کوٹھی ان کے نام کی ہے...... جب میں نے اپنا سارا وجود اس کے نام لکھوا دیا تو پھر کیا کہیں گے آپ لوگ!

آپا: کچھ تجھے شرم' کچھ تجھے حیا ہے...... ہمارے بھائی کا کچھ پتا نہیں' چلو مٹی ڈالو۔ تو نے تو طلاق لے کر ختم کیا قصہ' بھائی تو ہمارا گیا گھر سے۔ ابھی اس پروڈیوسر کا قصہ پرانا نہیں ہوا جس کی خاطر تو نے زہر کھا لیا تھا......

ستارہ: کاش اس وقت آپ لوگوں نے مجھے مر جانے دیا ہوتا!

آپا: زہر کھانے کی کیا ضرورت تھی' اس سے نکاح پڑھوا لیا ہوتا...... امیر آدمی تھا' دو بیویاں افورڈ کر سکتا تھا۔

ستارہ: اس کے پانچ چھوٹے چھوٹے بچے تھے...... اور اس کی بیوی بالکل بے یار و مددگار عورت تھی۔ نہ اس کا کوئی مائیکہ تھا نہ سسرال!

نگینہ: عشق کرتے وقت آپ کو پتا نہیں تھا کہ وہ شادی شدہ' بچوں والا ہے؟

ستارہ: تم مانو گی تو نہیں' لیکن خود مجھے اس وقت علم ہوا جب میں نے زہر کی گولیاں کھا لی تھیں...... کئی بار عشق سرنگ کی طرح اندر ہی اندر بڑے گہرے راستے بنا لیتا ہے اور علم تک نہیں ہوتا...... اندر ریل کی پٹری بچھ جاتی ہے گاڑیاں چلنے لگتی ہیں اور پہاڑ کو پتا نہیں چلتا کہ کتنی آمد و رفت ہو گئی ہے اندر۔

آپا: اور یہ موجودہ عشق کب سے چل رہا ہے تیرا؟

ستارہ: (دکھ سے) آپا!

نگینہ: مجھ پر تو اتنی پابندیاں ہیں کہ اکیلی دوست کے گھر تک نہیں جا سکتی...... آئس کریم کھانے جاؤں تو اباجی ساتھ جاتے ہیں۔

عاصم: اچھا اب تم چپ بھی کرو۔

آپا: یہ بتا اور کتنے عشق ہوں گے تیرے...... اور کتنی ذلتیں برداشت کرنا ہوں گی
ہمیں؟ کتنی بار ناک کٹوائے گی ہماری...... بول؟

ستارہ: (بہت دکھ سے) آپا! ہم آرٹسٹ لوگ کمزور دل کے ہوتے ہیں۔ ہم ہمیشہ تھوڑی
تسلی کے لیے، محبت کے لیے لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں...... ان کی محبت میں پناہ
لیتے ہیں، جو لوگ آپ کی طرح محبت میں پناہ لیتے ہیں، جو لوگ آپ کی طرح
مضبوط ہوتے ہیں اور پکے ہوتے ہیں، وہ صرف خدا سے تسلی چاہتے ہیں...... ان کو
انسان کے بت کو بار بار پوجنا نہیں پڑتا۔ جب بھی بارش پڑتی ہے آندھی آتی ہے
ہمیں انسانی دلوں پر دستک دینی پڑتی ہے۔ جو لوگ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں
جانئے انہیں صرف ایک بار عشق ہوتا ہے...... وہ تو کچے گھڑے پر پار ہو جاتے ہیں
ہمیشہ، انہیں لوگوں کی کیا پرواہ!

عاصم: ہم سب آپ سے صرف اتنی بات پوچھنا چاہتے ہیں......

ستارہ: کیا؟

عاصم: ہم تینوں کا فیصلہ ہے کہ اب ہم آپ کے پاس نہیں رہیں گے۔

نگینہ: ہم میں اب اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ ہم روز اخباروں میں آپ کے نئے سکینڈل
پڑھیں۔ لوگوں کو جھوٹی سچی Explanations دیں۔

عاصم: ہمیں تو بڑا ارمان تھا کہ ہم سب اس کرائے کے مکان کو چھوڑ کر کوٹھی میں جارہے ہیں
گے...... لیکن آپ بہتر سمجھتی ہیں، بہتر کرتی ہیں، آپ کماتی ہیں، فیصلہ آپ کا ہی
ہونا چاہیے۔

ستارہ: اباجی، آپ ان کو سمجھائیں، پلیز......!

عاصم: ہم دونوں آپا کے ساتھ جارہے ہیں...... اباجی! آپ مضبوط ہیں کہ اس بار بھی
آپ اپنی شاگرد کو ہم پر ترجیح دیں گے؟

ستارہ: آپ سب کہیں نہ جائیں، یہیں رہیں...... اس بار میں یہاں سے جاؤں گی اور واپس
نہیں آؤں گی۔

نگینہ: باجی، کہنا آسان ہے، کرنا مشکل۔

ستارہ: تم فکر نہ کرو نگینہ...... اس بار چاہے جو کچھ بھی ہو، میرا ارادہ خود کچے گھڑے پر پار
اترنے کا ہے۔

(ستارہ جاتی ہے، باپ اٹھتا ہے۔)

باپ: ستارہ...... ستارہ بیٹی...... چلی گئی......؟ ظالمو! بھگا دیا اسے...... پہلے میرے بیٹے
فیروز کو نکھٹو، نامرد کہہ کہہ کر لاپتہ کر دیا اور اب......

عاصم: اب دیں ہمیں الزام، دیں رج رج کر!

باپ: کچھ تو سوچ لیتے کہ میں اندھا ہوں...... میں اسے کہاں تلاش کرتا پھروں گا!

(دروازے پر جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کیمرہ اس کے کلوزاپ پر آتا ہے۔ آنسو اس کی
آنکھوں سے گر رہے ہیں۔)

کٹ

قسط نمبر 5

کردار

ستارہ: عمر ستائیس سال۔ خوش شکل

سکندر: ایکٹر کی سی صفات کا مالک۔ خوش گلو نوجوان

باپ: ماسٹر فضل۔ ستارہ کا استاد

راشدہ آپا: موٹی۔ خوش شکل کھلی زبان والی

جلیل احمد: معروف موسیقار۔ بوڑھا آدمی۔ جوانی کا جوش۔ عاشق مزاج

افضل: ٹی وی پروڈیوسر

اخباری نمائندہ:

موسیقی کا ڈائریکٹر: ٹی وی سے منسلک

سین 1 ان ڈور صبح کا وقت

(ٹائٹل ختم ہونے پر سکرین کے اوپر اردو اخبار میں بڑی بڑی سرخی آتی ہے: "ستارہ اور سکندر...... تعلقات کا نیا روپ! ستارہ کے خاندان نے اسے عاق کر دیا۔" اس اخبار کے بعد ایک رسالے پر ستارہ اور سکندر کی بہت سی تصویریں، اوپر موٹی سرخی: "ستارہ کا نیا شکار...... سکندر باوقار!" اس کے بعد ایک اور رسالہ جس کے باہر ستارہ کی تصویر ہے۔ ایک اخبار کی سرخی: "کیا یہ سچ ہے کہ ستارہ گھر سے بھاگ گئی؟" یہ سارا میٹریل قالین پر پڑا ہے۔ کیمرہ آہستہ آہستہ اس سکینڈل کو build کرتا ہے۔ پھر سکندر کی ٹانگیں نظر آتی ہیں۔ اب کیمرہ پیچھے ہٹ کر سارے سکندر پر فوکس ہوتا ہے۔ اس وقت وہ بڑے جوش میں فون کر رہا ہے۔)

سکندر: کہاں ہیں تمہارے ایڈیٹر صاحب؟ صبح میں نے فون کیا تھا تو وہ نہا رہے تھے۔ پھر کیا تو وہ ناشتہ کر رہے تھے۔ اب؟ (سنتے ہوئے) ضروری کام ہے؟ جی ہاں ضروری کام ہے تو بلا رہا ہوں۔ بھائی تم کسی ذمہ دار آدمی کو بلاؤ، مجھے تم سے کچھ نہیں کہنا۔

(اس وقت غسل خانے سے ستارہ آتی ہے۔ اس نے بال دھو کر تولیہ لپیٹ رکھا ہے اور تولیے کے کونے سے ہاتھ پونچھ رہی ہے۔)

ہاں جی، بیگم صاحب بول رہی ہیں؟ جی...... جی مجھے معلوم ہے ایڈیٹر صاحب گھر پر نہیں ہیں لیکن انہیں بتا دیجئے کہ میں ان پر ہتک عزت کا دعویٰ کرنے والا ہوں۔ بیگم صاحب، ان کا خیال ہے کہ عزت دار لوگوں کی پگڑی اچھالنا اتنا آسان کام ہے...... آپ اس ہفتے "پردے میں رہنے دو" نکال کر دیکھیں، سارا فلمی رسالہ سوائے سکینڈل کے کچھ نہیں...... جی میں سکندر بول رہا ہوں۔ چلیں مجھے چھوڑیں...... جو لینگوئج انہوں نے اپنے ملک کی مایہ ناز گلوکارہ کے لئے استعمال کی ہے، کیا انہیں زیب دیتی ہے؟ اوہ جی آپ کو نہیں پتہ ہوگا لیکن یہ تو فحاشی سے بھی بدتر ہے۔ آپ لوگ تو بنے بنائے Images کو توڑنا اپنا فن سمجھتے ہیں۔ برسوں کی محنت کے بعد یہ مقام ہاتھ آتا ہے بیگم صاحب۔ یہ کوئی میٹھی پالک پکانا نہیں ہے کہ سب پکا لیں گے۔ ذرا سی بات...... ساری عزت خاک میں مل جاتی ہے۔ آپ کو کردار کشی کی سزا ملنی چاہیے۔

(اس وقت ستارہ پاس آکر فون اس کے ہاتھ سے لیتی ہے اور فون میں کہتی ہے:)

ستارہ: سوری جی' رانگ نمبر!

(اور پھر فون رکھ دیتی ہے۔)

سکندر: یہ آپ نے کیا کیا؟

ستارہ: ٹھیک کیا' درست کیا۔

سکندر: میں ایڈیٹر کو فون کر رہا تھا...... قمر صاحب کو۔

ستارہ: کیوں؟

سکندر: یہ سب رسالے' یہ ادبی صفحے...... یہ کیا کیا گند' کیا کیا سکینڈل پھیلا رہے ہیں۔ میں ان پر مقدمے کروں گا...... ان کو سیدھا کروں گا۔ میں وکیل ہوں آخر۔ اس کردار کشی کا خاتمہ کر دونگا ہمیشہ کے لئے۔

ستارہ: تم کچھ نہیں کرو گے' کوئی نوٹس نہیں لو گے ان باتوں کا۔ پھلجھڑی زیادہ دیر نہیں جلتی۔

سکندر: میں آپ سے کہتا تھا کہ اتنی رازداری سے شادی نہ کریں' سکینڈل ہو جائے گا...... لیکن آپ بھی نہیں مانیں۔ دھوم دھڑکے سے شادی ہونا چاہیے تھی کسی بڑے ہوٹل میں۔

ستارہ: جان من! سکینڈل ہونا چاہیے...... سکینڈل ہوتے رہنا چاہیے...... سکینڈل مفید چیز ہے ہم لوگوں کیلئے۔ ہمیں اور شہرت ملتی ہے سکینڈل سے...... تم دنوں میں ٹاپ پر پہنچ جاؤ گے۔

سکندر: جی؟

ستارہ: سکینڈل نہ ہوں تو رسالے نہیں چلتے' آرٹسٹ پاپولر نہیں ہوتے...... تمہیں دنوں میں build کر دے گا یہ سکینڈل۔ میں نے تو دس سال فیروز کے ساتھ اپنی شادی کو چھپایا۔ سکینڈل بننے دیئے۔ اپنے طلاق نامے کو اباجی تک کو نہ دکھایا...... باتیں مشہور ہوئیں میں نے انہیں اپنی شہرت کے لئے ضروری سمجھا۔

سکندر: کیا کہہ رہی ہیں آپ! انسان اپنے میرٹ سے' اپنے ٹیلنٹ سے مشہور ہوتا ہے؟

ستارہ: وہ دن گزر گئے سکندر...... اب تو ابلاغ کا زمانہ ہے' جو ابلاغ پر حاوی ہو گیا' وہ لوگوں کے ذہنوں پر چھا گیا۔

سکندر: آپ پتہ نہیں مجھے کیا کیا ٹریڈ سیکرٹس بتاتی رہتی ہیں...... میں کچھ نہیں سنوں گا۔ (جاتے ہوئے) میں تھوڑی دیر میں آجاؤں گا' لنچ تک!

ستارہ: کہاں جا رہے ہو سکندر؟

سکندر: میں بہار سٹوڈیوز جا رہا ہوں۔ وہاں سے بیگ صاحب کو لے کر سیدھا قمر صاحب کے پاس جاؤں گا۔ ایڈیٹر صاحب سے ملوں گا۔

ستارہ: کس لئے؟

سکندر: تردید چھپواؤں گا...... بیان دونگا کہ ستارہ میری جائز منکوحہ ہے اور شادی ہر بالغ آدمی کا حق ہے۔

ستارہ: (ہاتھ جوڑ کر) تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔ دیکھو سکندر' جب کسی آرٹسٹ کے ساتھ کوئی سکینڈل وابستہ ہو جاتا ہے تو پھر لوگ اس میں دلچسپی لینے لگتے ہیں...... گفتگو کے لئے وہ ایک دلچسپ موضوع بن جاتا ہے...... Fans پر اس کا جادو بڑھ جاتا ہے۔ سکینڈل آرٹسٹ کا گلیمر ہے...... تم خواہ مخواہ اپنا کوئی نقصان نہیں کرو گے۔ تم دنوں میں build ہو جاؤ گے۔

سکندر: مجھے ایسا گلیمر' ایسا جادو نہیں چاہیے۔

ستارہ: ابھی تمہارے career کا آغاز ہے۔ تم بڑے خوش نصیب ہو کہ ایک بڑے سکینڈل میں پھنس گئے ہو۔ خدا قسم بڑا فائدہ ہو گا تمہیں اس کا...... دنوں میں (چٹکی بجا کر) دیکھنا دنوں میں تم سالوں کی مسافت طے کرو گے۔ شومین بزنس میں چھوٹا سا سکینڈل بھی راکٹ کی طرح اوپر لے جاتا ہے۔

سکندر: مجھے یہ بے غیرتی لگتی ہے خدا کی قسم کہ آپ کے متعلق ایسی باتیں شائع ہوں اور میں چپ رہوں۔

ستارہ: ایسی باتوں کی ہم آرٹسٹ لوگوں کے لئے کوئی لمبی چوڑی وقعت نہیں ہوتی سکندر۔ یہ تھری پیس کا کوٹ ہے...... ہر آرٹسٹ کو وقت بے وقت پہننا پڑتا ہے۔ (سکندر

ان باتوں سے ڈھیلا ہو چکا ہے) ذرا دھیان تو دے ماہ نو خیز اس وقت شہر میں کہاں کہاں تیرا چرچا ہے! بیگ گراؤنڈ گانے دس سال گا کر بھی یہ چرچا نہ ملتا تجھے۔

(پیار سے اس کا ہاتھ پکڑتی ہے۔)

کٹ

سین 2 آؤٹ ڈور دن

(ایک کار جا رہی ہے۔ اس میں کیسٹ لگا ہے۔ مرد کار ڈرائیو کر رہا ہے' ساتھ عورت بیٹھی کون کھا رہی ہے۔ ساتھ ساتھ وہ جلدی جلدی کچھ کہہ رہی ہے' جیسے سکندر اور ستارہ کا سکینڈل ڈسکس کر رہی ہو۔ پھر وہ اسے رسالہ دکھاتی ہے اس میں ستارہ اور سکندر کی تصویر ہے۔ مرد کے چہرے پر پہلے تعجب ہے' پھر حیرانی اور آخر میں مسکراہٹ آتی ہے۔ وہ ٹیپ اونچا کرتا ہے اور کار کی سپیڈ تیز کرتا ہے۔ اس وقت ٹیپ پر کچھ اس نوعیت کی غزل ہو رہی ہے جو سکندر کی آواز میں ہے: "کل چودھویں کی رات تھی' شب بھر رہا چرچا تیر" یہی غزل ان تین چار سینوں میں مکمل ہوتی ہے۔)

کٹ

سین 3 آؤٹ ڈور دن

(لبرٹی کی کسی میوزک شاپ میں جہاں کتابیں بھی بکتی ہیں' دو لڑکیاں سر جوڑے کاؤنٹر پر رسالہ "پردے میں رہنے دو" دیکھ رہی ہیں۔ کاؤنٹر کی دوسری طرف دوکاندار کیسٹ لگاتا ہے۔ یہی غزل جا رہی ہوتی ہے۔ دونوں لڑکیاں کھی کھی کر ہنستی ہیں۔ دوکاندار سے کیسٹ اور رسالہ خرید کر جاتی ہیں۔)

کٹ

سین 4 ان ڈور دن

(ایک بوڑھی عورت تسبیح ہاتھ میں لئے بیٹھی ہے۔ ملازم آتا ہے اور ان کے سامنے سودا سلف کے کچھ لفافے رکھتا ہے۔ تھوڑی سی نقدی بھی واپس دیتا ہے۔ اب ملازم جاتا ہے۔ کیمرہ ایک لفافے پر پڑتا ہے۔ اس پر سنسنی خیز خبر چھپی ہے: "ستارہ کا نیا رومان"۔ ملازم کے جانے پر بوڑھی عورت تسبیح رکھتی ہے' لفافے میں سے کیلے نکال کر میز پر رکھتی ہے اور اخبار پڑھتی ہے۔ اندر سے ایک دس برس کا لڑکا ریڈیو اٹھائے باہر کی طرف جاتا ہے۔ ریڈیو پر گیت لگا ہے: کل چودھویں کی رات تھی......

کٹ

سین 5 ان ڈور دن

(اس وقت ستارہ ایک ٹیپ ریکارڈر پر پچھلی غزل کا آخری حصہ سن رہی ہے۔ اس کے پاس ہی میوزک ڈائریکٹر جلیل احمد بیٹھا ہے۔ جلیل صاحب کے پاس ہارمونیم ہے اور یہ بالکل ایک کھویا ہوا بڈھا ہے جو جوانی سے علیحدہ نہیں ہو سکا۔)

ستارہ: (ٹیپ بند کر کے) سنا آپ نے جلیل صاحب!

جلیل: (ہارمونیم پر دو چار نوٹ بجا کر) جی جناب' سنا۔

ستارہ: آپ خود بتائیں جو ریکارڈنگ میرے اور سکندر کے ڈوئیٹ کی ہوئی ہے' ویسی ہی اس کی بھی ریکارڈنگ ہوئی ہے۔ انصاف سے کہیں آپ کو نہیں لگتا کہ سکندر نے جو سنگل گایا ہے' اس میں آپ نے پوری توجہ نہیں دی؟ سچی بات کرنا آپ!

جلیل: توجہ سکندر صاحب نے نہیں دی میڈم۔

ستارہ: (غصے کے ساتھ) یہ بتائیں جو میرے ساتھ گانا ریکارڈ ہوا ہے' اس کی کوالٹی کیسے مختلف ہے؟

جلیل: بات یہ ہے میڈم ایک جولاہا اپنے پنڈ سے کوئی سوا تین میل دور ایک لق ودق صحرا

میں جا رہا تھا......

ستارہ: بس اب سیریس بات ہو رہی ہے' آپ اپنے Jokes رہنے دیں۔

جلیل: سکندر کے اس گانے نے سارے سیل ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش اور اب اس نے الیکشن میں حصہ لینا تھا جو ہم نے اسے روک دیا۔ ہر پنواڑی کی دوکان پر اس کا ریکارڈ بج رہا ہوتا ہے۔ آپ چلیں میرے ساتھ' خیر سے خود دیکھیں۔ میں نے آپ کی دعا سے ایسی دھن فٹ کی ہے میڈم...... جی میں نے دیکھ لیا تھا کہ پنجم میں جا کر اس کا سر پورا نہیں رہتا...... دھن ہی ایسی بنائی ہے کہ رگی میں گانے والا فیل نہیں ہو سکتا حضرت علی کی قسم!

ستارہ: آپ میری بات سن نہیں رہے!

جلیل: بسم اللہ...... فرمائیں...... ارشاد!

ستارہ: اگر آپ ریکارڈنگ کے وقت ذرا توجہ دیتے تو سکندر کے اس گانے کو اس سال ملک کے تمام ایوارڈز مل جاتے۔

جلیل: میڈم جی آپ ریکارڈنگ انجینئر صابری صاحب سے مل کر پوچھ لیں۔ ویسے بھرم نہ کریں' ایوارڈ اس گانے پر بھی ضرور ملے گا۔ دھن ہی ایسی ہے۔

ستارہ: مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ یہ صابری صاحب کی ریکارڈنگ ہے۔ آپ کو جب میں نے فون کیا تھا کہ ابراہیم صاحب سے ریکارڈنگ کرائیں تو...... ریکارڈنگ انجینئر پر بہت کچھ منحصر ہوتا ہے جی۔

جلیل: ناں اب یہ تو خدا قسم آپ کی زیادتی ہے۔ ریکارڈنگ انجینئر کو ہم لوگ فائنل نہیں کر سکتے ناں' یہ تو ڈائریکٹر کا معاملہ ہے۔

ستارہ: پکڑ کے سارا ستیاناس کر دیا ہے...... پورا batch اوپر چڑھا دیا ہے۔ سکندر کی آواز پر۔ ریکارڈنگ کا بھی ایک ڈھب ہوتا ہے جلیل صاحب...... ریکارڈنگ بھی ایک پورا فن ہے۔

جلیل: میڈم جی دھن میں غلطی بتائیں آپ...... میرے Peices میں کوئی نقص نکال دیں۔ اس سکندر کو معاف کیجئے...... اس کی عادت ہے خالی سے تو سر نہیں پکڑتے'

بعد میں جھگڑتے ہیں طبلے والے سے۔

ستارہ: خیبر خالی ہے پکڑا یا سم سے' یہ فضول باتیں ہیں۔ بڑا گانے والا گیت کی نبض کو جانتا ہے۔ اس کے لئے جگہ بے معنی ہے وہ جہاں سے چاہے رسی کود سکتا ہے۔

جلیل: میڈم جی ایک کتا مٹھائی والے کی دوکان پر بیٹھا تھا۔ حلوائی نے دہی کے تسلے دھونے کے لئے نلکے کے پاس رکھ دیئے......

ستارہ: اب آپ سیریس ہو جائیں جلیل صاحب پلیز!

جلیل: کتا کنالیاں چاٹنے لگا تو حلوائی بولا...... اوئے بے شرم کیا کر رہا ہے؟ کتا بولا...... میں تمہاری کنالیاں صاف کر رہا ہوں۔ یہ جو سکندر صاحب ہیں میڈم جی......

ستارہ: بس آپ چپ کریں' میں آپ کی عادت سے واقف ہوں۔

جلیل: عجیب بات ہے ساری دنیا میری عادت سے واقف ہے' ایک میری بیوی میری کسی عادت سے واقف نہیں ہو سکی۔ ہر روز صبح میڈم جی پوچھتی ہے چائے بنا دوں' ناشتہ کریں گے؟ ہر روز...... آپ کا کیا خیال ہے اس کے سُر پورے ہیں کہ ایک ادھ گھٹ لگا کر بھیجا ہے اللہ میاں نے؟

ستارہ: اب آپ غور سے میری بات سنیں!

(جلیل جلدی سے ہارمونیم پر ایک سرگم بجاتا ہے۔)

ستارہ: میں آپ سے کہہ رہی ہوں جلیل صاحب۔

جلیل: جی سر جی' فرمایئے!

ستارہ: کتنے گانے رہ گئے ہیں سکندر کے آپ کے ساتھ؟

جلیل: تین گانے اور پونے چار ماترے کم۔

ستارہ: کیا مطلب؟

جلیل: ہر گانے میں ایک ایک ماترے کی کمی ہو گی...... پھر آدمی بندہ بشر ہے میڈم' کسی گانے میں وادھا گھاٹا بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے پونے ماترے کی گنجائش اور رکھی ہے۔

ستارہ: آپ کسی وقت سنجیدگی سے بات نہیں کر سکتے!

جلیل: ہمارا تو میڈم کام ہی عادت جیسا ہے‘ ہم تو ہر وقت سیریئس رہتے ہیں۔

ستارہ: اچھا میری بات غور سے سنیں!

جلیل: جی جناب بندہ پرور...... وہ غور سے مجھے خیال آیا کہ ایک موچی غور سے جوتیاں سی رہا تھا‘ جیسے ہر ٹانکے سے جوں نکال رہا ہو۔ اس کے پاس سے ایک لوہار گزرا۔

ستارہ: بس اب آپ خاموشی سے بات سنیں اور اس پر عمل کریں۔

جلیل: جی صاحب...... جب سے میری ڈاڑھ میں درد ہے‘ مجھے ایک سہولت ہو گئی ہے...... میں عملیا نہیں رہا۔

ستارہ: جلیل صاحب باقی تین گانوں کی ریکارڈنگ آپ صابری صاحب سے نہیں کرائیں گے میں نے ڈائریکٹر صاحب سے بھی بات کر لی ہے۔

جلیل: تو پھر میں کون ہوتا ہوں...... ساری بات ہی ان کی ہے۔

ستارہ: اب آپ Beat کو ذرا پیچھے رکھیں‘ سکندر کی آواز پر نہ چڑھا دیں...... اگلے گانوں میں۔

جلیل: انشاءاللہ!

ستارہ: کیا مطلب؟

جلیل: جیسا آپ نے کہا ہے‘ انشاءاللہ ویسے ہی ہو گا...... صرف میری عرض ہے کہ آپ سکندر صاحب سے کہیں کہ انترہ ٹھیک پکڑیں...... گیڈر نہ پکڑیں۔

ستارہ: بڑا Betch لگائیں...... میوزک بھر کے لگنا چاہیے۔

جلیل: اچھا اب ایک چھوٹی سی عرض میری بھی ہے۔ اجازت ہے‘ کہوں؟ مزاج ٹھیک ہے ناں آپ کا!

ستارہ: ہاں کہئے!

جلیل: یہ ٹھمری انگ کا گیت ہے‘ ابھی پورا گیت نہیں ملا‘ پر دھن سنیں۔ یہ سکندر صاحب کے بس کا نہیں۔ (سر بجا کر) یہ ذرا سنیں! باٹ چلت موری چندری بھگوئی ڈاری ہے اسیونیٹ اناڑی کا ہنا۔

(راگ بھیرویں ٹھمری انگ دھن ہارمونیم پر بجاتا ہے۔ پھر گاتا ہے کاپی ہارمونیم کے

اوپر سے اٹھا کر ستارہ کی طرف بڑھاتا ہے۔)

میڈم جی ذرا کہہ کر تو دیکھیں۔

ستارہ: جب میں کہہ چکی ہوں کہ سکندر اسے اچھا گائیں گے......

جلیل: وہ تو گائیں گے لیکن آپ بھی کہہ کر دیکھیں ذرا...... پلیز میڈم جی‘ بادشاہو میری دھن کو چار چاند لگ جائیں گے۔ ذرا کہہ کے تو دیکھیں۔ یہ دھن میں نے آپ کے لئے بنائی ہے۔

(جلیل ہارمونیم بجاتا ہے۔ میڈم ایک بار سنتی ہے‘ پھر کاغذ پر الفاظ دیکھتی ہے۔ اٹھاتی ہے اور گاتی ہے۔ یہاں صرف ایک بند درکار ہے۔ اس کی دھن اوپر والی دھن کے مطابق ہے۔)

کہیں تو کس سے کہیں دل کا روگ کیسا ہے

پڑے ہیں سانس پر تالے بجوگ کیسا ہے

(میڈم گاتی رہتی ہے۔ اس کے چہرے پر اخباروں کی سرخیاں‘ رسالوں کے تراشے سپرامیوز ہوتے ہیں۔ ستارہ کی آنکھوں میں اس گیت کے دوران ہلکے ہلکے آنسو آتے ہیں۔)

کٹ

سین 6 ان ڈور دن

(گیلری کے بیچوں بیچ سکندر اور ستارہ باتیں کرتے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی آواز نہیں آ رہی لیکن ستارہ کی مسکراہٹ اور خوشی ظاہر کرتی ہے جیسے سکندر کوئی دلچسپ ٹاپک ڈسکس کر رہا ہے۔ یکدم ستارہ بے ساختہ ہنسنے لگتی ہے۔ سکندر اپنا ایک ہاتھ اس کے کندھے پر اور دوسرا ہاتھ سر پر رکھتا ہے اور پھر کندھے والا ہاتھ چھوڑ کر اس کا ایک بازو اوپر اٹھاتا ہے۔ ستارہ اس کے پیٹ میں Punch کرنے کے انداز میں مکا مارتی ہے۔ سکندر زبان نکال کر Whoop جیسی آواز نکالتا ہے۔ گیلری لمبی ہونی چاہیے جس کے دونوں جانب دروازے ہیں‘ جیسے ریڈیو سٹیشن یا ٹیلی ویژن سٹیشن کے دفاتر کے درمیان کی لمبی گیلری ہوتی ہے۔ اب بہت پیچھے سے ایک آدمی دروازہ کھول کر آواز دیتا ہوا نکلتا ہے۔)

ٹی وی پروڈیوسر: سکندر صاحب...... سکندر صاحب! پلیز ذرا رکیئے۔

(سکندر اور ستارہ رکتے ہیں۔)

پروڈیوسر: آئی ایم سوری جی' وہ آپ کا گانا دوبارہ ریکارڈ کرنا پڑے گا۔

سکندر: کیوں؟

پروڈیوسر: مشکل یہ ہے کہ (سر کھجلا کر) کچھ ٹیکنیکل Fault ہو گئی ہے۔ جہاں آپ نے دوسرا انترہ اٹھایا ہے' وہاں تھوڑی سی Slippage ہے۔ ڈبنگ کے وقت بہت زیادہ نقص نکل آئے گا۔ زیادہ دیر نہیں لگے گی' بس ذرا آدھا گھنٹہ اور...... باقی سارے گانے ٹھیک ہیں' صرف ایک گانے کے لئے زحمت دوں گا آپ کو۔

ستارہ: لیکن ہم کو تو پندرہ منٹ میں دوسری ریکارڈنگ کے لئے پہنچنا ہے افضل صاحب۔ How will we make it?

پروڈیوسر: بس جی آدھا گھنٹہ!

ستارہ: یہ تو بالکل بے اصولی بات کر رہے ہیں آپ!

پروڈیوسر: کہاں ریکارڈنگ ہے میڈم؟

ستارہ: نسیم سٹوڈیوز میں...... فتح صاحب انتظار کر رہے ہوں گے۔

پروڈیوسر: فتح صاحب میرے پرانے مربی ہیں۔ میں ان کو فون کر دیتا ہوں۔ پلیز سکندر صاحب! آیئے۔

کٹ

سین 7 ان ڈور دن

(ٹی وی سٹوڈیو: عموماً موسیقی کے پروگرام جیسے ٹیلی ویژن سے ہوتے ہیں' ایسے ہی سٹیج اور آرکسٹرا سجا ہوا ہے۔ ناظرین سامنے کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ کیمرہ پوزیشن وغیرہ جاری ہے۔ پروڈیوسر افضل انتظام وغیرہ کر رہا ہے۔ آرکسٹرا بجتا ہے۔ میوزک ڈائریکٹر جیب

سے پان نکال کر کھاتا ہے۔ اس وقت سکندر اور ستارہ سب سے الگ تھلگ ڈائس پر نیچے قالین پر بیٹھے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں۔ پروڈیوسر افضل باقی کام چھوڑ کر ان کے پاس آتا ہے اور قالین پر قریب بیٹھتا ہے۔)

افضل: ایک بات کرنی تھی آپ سے......

(ستارہ اور سکندر درست طریقے سے بیٹھتے ہیں۔ ستارہ کی آنکھوں میں محبت اور خوشی کی چمک ہے۔)

ستارہ: انشاءاللہ ہم پورا زور لگائیں گے' آپ فکر نہ کریں...... ڈبنگ میں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔

افضل: یہ بات نہیں میڈم...... وہ مجھے عنایت صاحب ملے تھے کل رات۔ وہ ایک فلم Launch کر رہے ہیں اگلے ہفتے۔ اخباروں میں اناؤنس بھی ہو چکا ہے۔

ستارہ: پتہ ہے افضل صاحب' وہ سال میں تین تین فلمیں بناتے ہیں اور سب کا پیسہ کھا جاتے ہیں۔ ہر نئی فلم پر ہاتھ جوڑتے ہیں کہ پچھلا بھی چکا دوں گا...... اور کبھی کوڑی بھی ادا نہیں کرتے۔

سکندر: ان کی بات تو سن لیں!

ستارہ: عنایت صاحب کی سب باتیں مجھے پتہ ہیں سکندر' بیچارے افضل صاحب تو بھولے آدمی ہیں۔ ٹیلی ویژن والوں کو کیا پتہ وہاں کیا حال ہوتا ہے!

افضل: بات یہ ہے عنایت صاحب کی ذمہ داری میں لیتا ہوں' وہ ضرور Payment کریں گے۔

ستارہ: (ہاتھ جوڑ کر) ناں بابا' ناں جی...... انہوں نے میری تین فلموں کے پیسے دینے ہیں...... ایسے کمینے ہیں کہ اب تو میں وصیت کر کے مروں گی کہ میرے خاندان کا کوئی شخص کبھی بھی ان کے ساتھ کوئی کنٹریکٹ نہ کرے۔

افضل: بات یہ ہے میڈم......

ستارہ: میں آپ کی تو سو باتیں سن سکتی ہوں افضل صاحب لیکن آپ عنایت صاحب کا ذکر میرے سامنے نہ کریں پلیز۔ آپ کو کیا پتہ ہے وہ کیسے ذلیل آدمی ہیں۔ جب

گانے لینے ہوں گے تو کیک پیسٹری کے ڈبے لے کر پہنچ جائیں گے...... ادھر ان کا کام نکل گیا' ادھر وہ کون اور میں کون...... پھر دس دس چکر لگاؤ' مجال ہے جو مل بھی جائیں۔

سکندر: ستارہ' ان کی بات بھی تو سن لو!

ستارہ: سکندر تمہیں ان لوگوں کا تجربہ نہیں ہے۔ میں انڈسٹری کے سب لوگوں کو جانتی ہوں (ہاتھ جوڑ کر) جناب ہم آپ کے لئے تو سب کچھ کریں گے لیکن عنایت صاحب نہایت چور آدمی ہیں' ان سے ہماری نہیں بن سکتی۔ (ماتھے کو چھو کر) ان کو دور سے سلام!

افضل: اچھا میڈم' آپ کی مرضی ہے...... دراصل عنایت صاحب میرے بہنوئی تھے۔

(اٹھتا ہے اور آرکسٹرا کی طرف جاتا ہے۔ ایک بیک سے موسیقی جاری ہوتی ہے۔ سکندر اور ستارہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ ستارہ جھینپ کر نظریں جھکاتی ہے۔ افضل کی آواز آتی ہے۔)

افضل: وی ٹی آر رولنگ! (مائیک جو قالین پر ہی پڑا ہے سکندر اور ستارہ قریب ہوتے ہیں اور گاتے ہیں۔ اب ان دونوں کی آواز نہیں آتی' صرف بیک پر موسیقی جاری ہوتی ہے دھن پڑے ہیں سانس پر تالے......)

کٹ

سین 8 ان ڈور رات

(باپ تان پورہ سر کر رہا ہے۔ آپا جی آتی ہے۔ کچھ دیر پاس کھڑی رہتی ہے اور باپ کو نفرت کی نظر سے دیکھتی رہتی ہے۔ پھر کہتی ہے۔)

آپا: ابا جی!

باپ: (تان پورہ چھوڑ کر) جی۔

آپا: پھر کیا فیصلہ کیا آپ نے؟

باپ: کیسا فیصلہ؟

آپا: کمال ہے ابا جی...... میں کب تک آپ لوگوں کی خاطر یہاں بیٹھی رہوں گی' آخر میں جاؤں گی اپنے گھر۔

باپ: تو جاؤ ناں...... لڑکیاں ہمیشہ اپنے ہی گھر چلی جاتی ہیں۔

آپا: ابا جی آپ کبھی خدا کے لئے حقیقت پسندی سے بھی کام لے لیا کریں' ہر وقت سات سروں میں نہ رہا کریں۔ یہ دنیا ہے' یہاں اولاد کیلئے سوچنا پڑتا ہے...... کھانے پینے' زندہ رہنے کیلئے روزگار کی تلاش ہوتی ہے...... بیٹی کے بر کیلئے کوشش کرنی پڑتی ہے...... بیٹے کے کاروبار کیلئے ہمت سے کام لینا ہوتا ہے۔ آپ کی طرح سارا دن وادی سموادی سروں کے چکر میں رہے آدمی تو گھر چوپٹ ہو جاتا ہے۔

باپ: (ہنس کر) تو اپنے اندھے باپ سے کیسی سخت باتیں کہہ رہی ہے راشدہ! اندھا کیا کمائی کرے گا...... کیا بر تلاش کر لائے گا...... کیا کاروبار کھڑا کرا دے گا بیٹے کو!

آپا: جب معذوری کی یہ شکل ہو ابا جی تو خدا کیلئے آپ دوسروں کے ساتھ سمجھوتہ تو کر لیا کریں۔

باپ: ہاں' کیوں نہیں...... کیوں نہیں۔ سمجھوتے ہی کرتا رہا ہوں تو آج کا دن دیکھنا نصیب ہوا ہے راشدہ۔

آپا: اس چھوٹے سے مکان میں گزارہ نہیں ہو سکتا ابا جی...... آپ سب میرے ساتھ شیخوپورے چلیں۔

باپ: (خوف کے ساتھ) کیوں...... وہاں کیوں؟

آپا: توبہ...... آپ تو شیخوپورے کے نام سے یوں ڈرتے ہیں ابا جی جیسے' جیسے جی......

باپ: بیٹی کے سسرال میں ہم سب کہاں کھپ سکیں گے راشدہ! میں تو ستارہ کے ساتھ نہیں جا سکتا۔

آپا: وہاں دیہاتی ماحول ہے ابا جی! عاصم زمینوں پر کام کرے گا ان کے ساتھ...... نگینہ

بیاہی جائے گی سال چھ مہینے میں۔ آپ میاں جی کی باتوں کا خیال نہ کیا کریں۔ ایسے دو گھڑی کا غصہ ہوتا ہے ان کو' بول بال کر بالکل ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

باپ: کہتی تو تو ٹھیک ہے لیکن...... لیکن یہاں رہنے میں کیا حرج ہے؟ عاصم کوئی کاروبار کرنے لگے گا تھوڑے دنوں میں۔

آپا: کاروبار رہنے دیں ابا جی...... ہمارے گھر کے مردوں سے کاروبار ہو چکے! فیروز بھیا نے جو کاروبار کئے' وہ بھی آپ کے سامنے تھے...... اب عاصم جو پوریاں ڈالے گا وہ بھی آپ دیکھ لینا۔

باپ: تو اسے موقع تو دے!

آپا: کرے کرے' میں نے اسے موقع دینا ہے! سو بسم اللہ کاروبار کرے...... لیکن ابا جی کاروبار سرمائے سے ہوتا ہے' اس کے پاس تو لفافے پر ٹکٹ لگانے کو پیسے نہیں ہوتے۔

باپ: (لجاجت سے) تو اسے کوئی چھوٹا موٹا کام شروع کروا دیتی اللہ واسطے!

آپا: میں کہاں سے سرمایہ لاؤں ابا جی' میری کونسی ملیں چلتی ہیں...... زمینیں ہیں' آپ سب خوشی سے چلیں وہاں۔

باپ: وہ جو...... (لجاجت سے) وہ ستارہ نے جو رقم دی تھی...... وہ اس میں سے کچھ عاصم کو......

آپا: سب کی نظر ہے اس رقم پر توبہ! بابا میں تو وہ چیک پکڑ کر گناہ گار ہو گئی سب سے۔

باپ: ناں راشدہ' ناں بیٹی!

راشدہ: (رو کر) وہ روپے کوئی میرے پاس پڑے ہیں...... طلاقن ہو کر گھر بیٹھ جاتی تو اچھا تھا! آپ شکر کریں کہ چیک لے کر وہ خوش ہو گئے...... اب سب کو گھر لے جانے پر رضامند ہیں۔

باپ: (آہستہ) لیکن کب تک خوش رہے گا راشدہ!

راشدہ: اب اس قدر بھی خراب نہیں ہیں وہ' بس ذرا بولنے کی عادت ہے...... اور کس کو نہیں ہوتی۔ ابا جی! اب آپ فیصلہ کریں جلدی۔

باپ: (ڈر کر) کیسا فیصلہ راشدہ؟

راشدہ: آپ بتائیں یہاں کا خرچ کون دے گا؟ آپ کو عاصم سے امید ہے کہ وہ خرچ چلائے گا یہاں کا؟ (جاتے ہوئے) اب کچھ وقت تو وہ چلا دیں گے' لیکن ہمیشہ تو نہیں ناں۔ آپ لوگوں کو خود سوچنا چاہیے۔

باپ: (آہستہ) وہ آ جائے گی تو سب خرچ اٹھائے گی...... تو کیا سمجھتی ہے راشدہ' کیا وہ ہمیشہ کیلئے مجھ سے ناراض رہ سکتی ہے؟ بے وقوف ٹھیک ہے اب میں اس کا سسر نہیں ہوں' استاد ہوں...... لیکن سر کی اتھاہ بتانے والا تو باپ سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ (وقفہ) چلی گئی...... (ہنس کر) کیوں ستارہ' سن رہی ہے بیٹے؟ میں تو اندھا ہوں' تجھے تلاش کرنے کہاں نکلوں لیکن میرے سُر تجھے ڈھونڈ لیں گے۔ (تان پورہ اٹھا کر بجاتا ہے' پھر کہتا ہے) یہ راگ بنیادی چھ راگوں میں سے ایک ہے۔ الاپ کرتے وقت اس میں گندھار دھیوت اور نکھار پر اندولن کرنا چاہیے...... مدھم پر قیام کرنا بیٹے کیونکہ یہ وادی سر ہے اور جنڈہ لگا کر تمام سر ادا کرنا۔ لے' محبت کے ساتھ میرے پیچھے پیچھے کہہ ستارہ...... سا گا ما دھانی سا...... سانی دھا ما گا سا۔

کٹ

سن 9 ان ڈور رات

(بیڈ روم۔ ستارہ اور سکندر سو رہے ہیں۔ مالکونس کی سرگم اس پر سپر امپوز ہوتی ہے۔ ستارہ کی آنکھ یکدم کھلتی ہے۔ وہ اٹھ کر بے قرار سی کھڑکی تک جاتی ہے۔ پھر وہ چل کر باہر آتی ہے۔ Living room سے اپنا تان پورہ اٹھاتی ہے اور باہر ٹیرس پر آکر فرش پر بیٹھتی ہے۔ یہاں وہ یکدم آنکھیں بند کر کے جیسے Trance میں راگ اٹھاتی ہے۔ استاد فضلی اور ستارہ مل کر راگ مالکونس گاتے ہیں۔ اس میں باپ کا چہرہ کبھی کبھی ستارہ کے

چہرے پر اوور لیپ ہوتا ہے۔ کبھی کٹ کر کے ستارہ کا چہرہ دکھاتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد سکندر ڈسٹرب ہونے لگتا ہے۔ پھر کروٹیں لیتا ہے۔ اٹھ بیٹھتا ہے۔ باہر ٹیرس پر آتا ہے۔
اس وقت ستارہ بڑے جوش سے الاپ کر رہی ہے۔ سکندر کڑک کر کہتا ہے۔)

سکندر: ستارہ! یہ کیا ہو رہا ہے؟ (ستارہ یکدم ہاتھ سے روکتی ہے' جیسے گہری تپسیا سے جاگی ہو......)

ستارہ: جی!

سکندر: یہ آپ آدھی رات کو کیا کر رہی ہیں؟

ستارہ: (شرمندہ ہو کر) وہ سکندر میں...... وہ پتہ نہیں......

سکندر: وی آئی پی لوگوں کا علاقہ ہے' آدھی رات کو ٹیرس پر یوں اودھم مچانا۔ ایک تو آپ Eccentric بہت ہیں خدا قسم!

ستارہ: (سر جھکا کر) Eccentric نہیں سکندر' پاگل کہو...... دیوانی' پاگل......

سکندر: خیر اب آپ مجھے Guilty نہ کریں۔ یہ آرام کا وقت ہے اور بالغرض آپ کو پریکٹس ہی کرنا ہو تو آپ اندر کر سکتی ہیں۔

ستارہ: پتہ نہیں سکندر...... میں تمہیں سچ بتاتی ہوں مجھے معلوم نہیں کہ...... میں باہر کیوں آئی......اور گانے کیوں لگی۔ کوئی طاقت تھی' جیسے مجھے کسی نے پکارا تھا۔

سکندر: ایک تو خدا کے لئے آپ ایسی سپر نیچرل باتیں کرنا چھوڑ دیں پلیز۔ ہر وقت ہوا میں' پھولوں میں' پتوں میں کچھ نہیں ہوتا۔

ستارہ: (سکندر کے ہاتھ پکڑ کر) ضرور سکندر' ضرور...... جو کچھ تم کہو گے' چھوڑ دوں گی۔ جو کچھ بھی تمہارے اور میرے درمیان حائل ہو گا' سب کو اٹھا کر باہر پھینک دوں گی۔ صرف...... صرف تم...... میرے اور اپنے درمیان آ کر نہ کھڑے ہو جانا...... تمہیں میں کیسے پرے کر سکوں گی!

(سکندر اس کے کندھے کے گرد بددلی سے بازو حائل کرتا ہے' لمبی جمائی لیتا ہے اور دونوں اندر جاتے ہیں۔ کیمرہ تان پورے پر جاتا ہے۔ اس میں سے مالکونس کے الاپ کی آواز

آتی ہے۔)

کٹ

سین 10 آؤٹ ڈور دن

(ایک خوبصورت سا فلمی سیٹ لگا ہوا ہے۔ اس پر عاشی ماڈرن لڑکی کے روپ میں سگریٹ ہاتھ میں لئے کھڑی ہے۔ کیمرہ مین اور باقی عملہ گھوم پھر رہا ہے۔ ایک طرف سکندر کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔ عاشی سیٹ پر سے اتر کر آتی ہے اور سکندر سے ماچس مانگتی ہے۔ سکندر لائٹر جلاتا ہے۔ عاشی جھک کر سگریٹ سلگاتی ہے' شکریہ کہتی ہے اور واپس جاتی ہے۔ سکندر اس کی طرف دیکھتا ہے۔ عاشی سگریٹ پیتی سیٹ پر پہنچی ہے۔
ڈائریکٹر کی آواز آتی ہے۔)

ڈائریکٹر: کوئٹک...... کوئٹک!

سٹارٹ ساؤنڈ...... (کلیپ بوائے سامنے آتا ہے) ٹیک ون...... میڈم عاشی جی' سگریٹ پلیز......

(عاشی سگریٹ بجھاتی ہے اور مسکرا کر سکندر کی طرف دیکھتی ہے۔ سکندر کچھ حیران سا ہو کر نظریں جھکاتا ہے۔)

کٹ

سین 11 ان ڈور رات

(ستارہ پلنگ پر لیٹی ہوئی ہے۔ سکندر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھا ہے۔ پہلے وہ کوٹ اتارتا ہے' پھر ٹائی کھولتا ہے اور جوتے جرابیں اتارتا ہے۔ اس کے بعد کریم کی شیشی سے کریم نکالتا ہے۔ ہاتھوں پر ملتا ہے۔ دو ایک بار آئینے میں اپنی شکل دیکھتا ہے۔ ستارہ کے

ہاتھ میں ایک رسالہ ہے۔ وہ پہلے تصویریں دیکھتی ہوئی باتیں کرتی ہے' پھر رفتہ رفتہ اسے غصہ چڑھتا جاتا ہے اور آخر میں وہ بالکل نڈھال ہو جاتی ہے۔)

ستارہ: سکندر تم خدا کے لئے میری نیت پر تو شبہ نہ کرو۔

سکندر: مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے میں سکندر ہی نہیں رہا...... کوئی چپراسی سا' کوئی چھوٹا سا سکول سے بھاگا ہوا لڑکا ہوں میں شاید......

ستارہ: کمال ہے!

سکندر: یہ سارا آپ کا کمال ہے۔

ستارہ: کیسی باتیں کر رہے ہو آج تم!

سکندر: آپ مجھے کوئی فیصلے تو کرنے دیں اپنی مرضی سے۔ ریکارڈنگ ٹائم آپ مقرر کرتی ہیں...... یہ آپ طے کرتی ہیں کہ میں کس کی فلم میں گاؤں' کس کی فلم میں نہ گاؤں...... ریہرسلیں آپ کی مرضی کے بغیر طے نہیں ہو سکتیں...... میں ہر گانے کا کتنا ایڈوانس لوں گا' کس وقت لوں گا یہ سب آپ کی Headache ہے۔ میرا کام تو صرف اتنا ہے کہ مائیکروفون کے ساتھ وقت پر اپنا گلا حاضر کر دیا۔

ستارہ: سکندر! میں انڈسٹری میں بہت دھکے کھا چکی ہوں۔ میں ان گھاگ لوگوں کو' ان لٹیروں کو' ان سب بگلا بھگتوں کو پرانا جانتی ہوں۔ میں تمہیں تلخ تجربوں سے بچانا چاہتی ہوں' صرف اتنی سی بات ہے۔

سکندر: آپ مہربانی سے یہ وہم اپنے ذہن سے نکال دیں کہ آپ مجھے تلخ تجربوں سے بچا رہی ہیں...... آپ صرف مجھے Manage کرنا چاہتی ہیں۔ آپ یہ ظاہر کرنا چاہتی ہیں کہ دیکھو' یہ میرا پروردہ ہے...... اسے میں نے انڈسٹری میں Introduce کرایا ہے...... یہ ایک قدم میرے بغیر نہیں اٹھا سکتا۔

ستارہ: (بڑے دکھ سے) یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو سکندر؟

سکندر: جب میں آپ کے ساتھ ریکارڈنگ کے لئے جاتا ہوں تو خدا قسم مجھے کئی بار اپنے آپ سے نفرت ہو جاتی ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں آپ کے پروں پر اڑنے

کی کوشش کر رہا ہوں۔ کوئی غیرت مند مرد اپنی بیوی کی قوت پر بھروسہ نہیں کر سکتا...... نہیں کر سکتا۔

ستارہ: سکندر! اب منزل دور نہیں۔ تمہارا مقام تو اب تم سے دو چار قدم پر ہے۔ اب دیر نہیں ہے' پھر تم اپنے پروں پر اڑنے لگو گے۔ پھر...... نجانے کیا ہو گا!

سکندر: کبھی کبھی میرا جی چاہتا ہے کہ کاش میں اس پروفیشن میں نہ آیا ہوتا...... مجھے اتنی شہرت نہ ملی ہوتی...... میں ایک معمولی وکیل ہوتا' دیوانی مقدمے لڑنے والا۔

ستارہ: کیوں سکندر' کیوں؟

سکندر: میں...... احسان تلے دبنا نہیں چاہتا...... اور' اور...... میری زندگی کا ہر لمحہ آپ کا احسان مند ہے۔

(ستارہ پلنگ پر سے اٹھتی ہے اور سکندر کے پاس جا کر اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں ڈالتی ہے۔)

ستارہ: بات کیا ہے سکندر؟ خدا کے لئے سچ سچ کہو۔

سکندر: مجھے لگتا ہے جیسے ساری انڈسٹری مجھے آپ کی وجہ سے قبول کرتی ہے۔

ستارہ: ایسا نہیں ہے سکندر!

سکندر: میرا جو گانا ہٹ ہوتا ہے' آپ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ستارہ: مجھ پر اعتبار کرو' ایسا نہیں ہے۔ تم اپنے Right میں' اپنی جگہ جائز طور پر بہت بڑے گلوکار ہو......

سکندر: آپ کے گانے کے سامنے میرا دیا نہیں جلتا...... میں چور آنکھوں سے دیکھتا رہتا ہوں لوگ کس کو زیادہ داد دیتے ہیں!

ستارہ: تمہارا رقیب تو تمہارے گھر میں ہی نکلا سکندر!

سکندر: میں دیکھنا چاہتا ہوں...... کہ...... کہ اگر...... آپ کی مدد نہ ہو...... آپ ساتھ نہ ہوں تو میں کہاں تک جا سکتا ہوں!

ستارہ: اب تو کوئی وجہ نہیں ہے سکندر کہ تمہیں میرے سہارے کی ضرورت ہو۔ تم کو دو ایوارڈ مل چکے ہیں...... تمہارے کئی Solo گانے ہٹ ہو گئے ہیں۔ اب ایسے

احساس کمتری کی کیا ضرورت ہے سکندر؟

سکندر: بس ہے ناں مجھے...... رہتا ہے ناں مجھے احساس کمتری...... پر میں دروازہ بند تو نہیں کر سکتا ناں اپنی مرضی سے اس کمتری کے احساس پر۔

(سکندر اٹھ کر باتھ روم تک جاتا ہے۔ وہاں دروازہ کھول کر لمحہ بھر کو رکتا ہے اور کہتا ہے:)

سکندر: کئی آرٹسٹ مجھ سے بہتر گاتے ہیں' میں جانتا ہوں۔ ان کے ساتھ میری Competition ہوتی ہے۔ میں انہیں برا کہتا ہوں' ان کی جڑیں کاٹتا ہوں...... لیکن اپنی بیوی سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا' اس کی جڑیں کون کاٹ سکتا ہے...... بیوی تو بس احساس کمتری ہی بخش سکتی ہے ناں۔

(ستارہ چپ چاپ آ کر پلنگ میں لیٹ جاتی ہے۔ اس کی آنکھوں سے آہستہ آہستہ آنسو گرنے لگتے ہیں۔)

کٹ

سین 12 ان ڈور دن

(ستارہ باورچی خانہ میں بڑے انہماک سے کھانے پکھانے میں مشغول ہے۔ پاس ہی ریڈیو پڑا ہے جس پر سکندر کی آواز میں گیت نشر ہو رہا ہے۔ وہ ریڈیو کی آواز اونچی کرتی ہے' پھر مسکراتی ہے اور ہاتھ کے اشارے سے ٹائم Beat کرتی ہے۔ آخر میں دیگچی میں کفگیر ہلاتی ہے۔)

کٹ

سین 13 ان ڈور دن

(پچھلے گانے کا تسلسل ستارہ سنک کے سامنے کھڑی کپڑے دھو رہی ہے۔ کموڈ پر ریڈیو پڑا ہے۔ پچھلا گانا بج رہا ہے اور وہ انہماک سے سنتی ہے۔ پھر نلکا کھول کر کپڑے دھونے لگتی ہے۔)

کٹ

سین 14 ان ڈور دن

(اخبار پر بڑی سرخی: "بیک گراؤنڈ سنگر ستارہ ریٹائر ہو گئیں۔ فلمی دنیا کا ناتلافی نقصان۔"
کیمرہ صفحے کے نیچے جاتا ہے جس پر لکھا ہے: "ستارہ کی فلمی گانے سے علیحدہ ہونے کی مکمل کہانی اندر پڑھیے' صفحہ 42 پر")

کٹ

سین 15 ان ڈور دن

(ستارہ صوفے پر بیٹھی ہے۔ اس کے پاس انٹرویو لینے والا ایک اخباری نمائندہ بیٹھا ہے۔ ایک فوٹوگرافر ستارہ کی تصویر لیتا ہے۔ پھر دوسرا پوز' اس کے بعد تیسرا۔ اس وقت ستارہ کے ہاتھ میں نٹنگ ہے اور وہ چادر اوڑھے بڑے گھریلو انداز میں مطمئن بیٹھی ہے۔ اس کے چہرے پر کوئی بکھری ہوئی کیفیت نہیں ہے۔)

نمائندہ: (فوٹوگرافر سے) اصغر صاحب! آپ چلیں جی' میں میڈم کا انٹرویو لے کر دفتر پہنچ جاؤں گا۔

ستارہ: آپ چائے تو پی جائیں اصغر صاحب۔

فوٹوگرافر: بس جی شکریہ' مجھے سٹوڈیو ذرا جلدی پہنچنا ہے۔ اچھا جی' سلام علیکم!

ستارہ: وعلیکم السلام۔

(فوٹوگرافر جاتا ہے۔ نمائندہ کاپی پنسل لے کر انٹرویو شروع کرتا ہے۔)

نمائندہ: ستارہ جی! آپ کا کیا خیال ہے کہ اس وقت ہماری ثقافت کا جو سسٹم ہے' کیا اس سے ہمارے معاشرے کو کوئی فائدہ پہنچ رہا ہے؟

ستارہ: بڑا مشکل سا سوال ہے آپ کا! ثقافت سے...... اگر وہ سچی ہے...... تو ہمیشہ فائدہ پہنچتا ہے۔

نمائندہ: سچی ثقافت سے آپ کی کیا مراد ہے ستارہ جی؟

ستارہ: مشکل یہ ہے جی کہ ثقافت ہر جگہ' ہر ملک میں دو قسم کی ہوتی ہے...... ایک وہ کلچر ہوتا ہے جو خود اگتا ہے۔ ماحول سازگار ہو تو زیادہ پروان چڑھتا ہے' ناسازگار ہو تو ایسے بڑھتا ہے جیسے پگڈنڈی پر گھاس اگتی ہے...... ایک دوسرا نمائشی کلچر ہوتا ہے جسے ہم Mass media سے پروان چڑھاتے ہیں۔ یہ شہری لوگوں کی تفریح کیلئے ہوتا ہے۔ ایسے کلچر سے نفع بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی ہوتا ہے' جیسے لپ سٹک سے نفع بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی۔

نمائندہ: یعنی فطری کلچر اور نمائشی کلچر دو چیزیں ہیں آپ کے نزدیک؟

ستارہ: اصلی اور Genuine آرٹسٹ کبھی کسی درسگاہ میں تعلیم پاکر آرٹسٹ نہیں بنتا بلکہ وہ بچپن سے مصور' گلوکار' ادیب ہوتا ہے...... صرف جن ملکوں میں ماحول سازگار رہے ہیں' وہاں زیادہ آرٹسٹ پیدا ہوتے رہے ہیں' جیسے کسی کسی درخت میں زیادہ پھل لگتا ہے۔

نمائندہ: ستارہ جی' آپ کا کیا خیال ہے کہ ہمارے ہاں اب ماحول سازگار نہیں ہوتا جارہا؟

ستارہ: آج کل ثقافت شہر کے پریشر گروپ کے منہ کی جیونگ گم بنی ہوئی ہے' لیکن مشکل یہ ہے کہ جس قدر زیادہ آپ جیونگ گم کو پپولتے ہیں' اس کی مٹھاس کم ہوتی جاتی ہے۔ جو اصلی لوگ...... میں اپنے پروفیشن کی بات کررہی ہوں' مصوری اور ادب کی بات نہیں کررہی...... شو مین بزنس والے جو مٹھاس ثقافت میں ڈالتے ہیں' ان کے متعلق کبھی شبہ بھی نہیں ہوتا کہ ان کا ثقافت سے دور کا تعلق بھی ہے۔

نمائندہ: میں آپ کی بات سمجھا نہیں!

ستارہ: چیونگ گم کو میٹھا کرنے والے کبھی تو ہمیں گانے بجانے والے نظر آتے ہیں' کبھی ان کے منہ رنگے دیکھ کر نوٹنکی والے یاد آتے ہیں' کبھی بھانڈ دکھائی دیتے ہیں...... دیکھئے مٹھاس بخشنے والا آرٹسٹ اور ہوتا ہے اور Self respect کا خلعت پہنانے والا ایک اور امیر طبقہ ہوتا ہے۔ ابھی ہم فیوڈل عہد سے بہت زیادہ دور نہیں آسکے' اسی لئے ثقافت دو حصوں میں ابھی بھی بٹی ہوئی ہے...... ایک

اصلی اور میٹھی ثقافت ہے اور دوسری نمائشی!

نمائندہ: اچھا ستارہ جی' اب میں آپ سے ایک پرسنل سوال پوچھنا چاہوں گا۔

ستارہ: زیادہ پرسنل نہ ہو!

نمائندہ: سارے ملک میں اس بات کا چرچا ہورہا ہے کہ آپ نے فلمی گانے کو خیرباد کہہ دیا ہے تو کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ فلمی دنیا کا ماحول سازگار نہ تھا؟

ستارہ: جی نہیں' میں ایسا نہیں سمجھتی۔ میرے لئے ماحول ہمیشہ سازگار رہا۔

نمائندہ: کیا ہماری قوم نے آپ کی آرزوؤں کے مطابق آپ کی عزت نہیں کی...... کچھ اس کی Appreciation میں کمی رہ گئی ہے!

ستارہ: میں ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہوں جس کو اس کے ہم وطنوں نے بہت زیادہ عزت اور توقیر بخشی...... بلکہ کبھی کبھی تو مجھے اپنے Fans کی عقیدت سے خوف آنے لگتا تھا۔ میں اس قابل نہیں کہ ان کی محبت کا شکریہ بھی ادا کرسکوں!

نمائندہ: تو پھر کیا وجہ ہے' آپ نے اتنی چھوٹی عمر میں یہ فیصلہ کیوں کرلیا ہے؟ فلمی حلقوں میں اس بات کا خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ غالباً آپ کی آواز میں اچانک کچھ ایسی تبدیلی آگئی ہے جس کی وجہ سے شاید آپ بیک گراؤنڈ Singing نہیں کرسکیں گی۔

ستارہ: نہیں آواز ٹھیک ہے۔ دیکھئے یہ بات آپ اخبار میں مت چھاپیں۔ آپ کے میرے پرانے تعلقات ہیں' دوستوں جیسے اس لئے میں آپ کو بتاتی ہوں کہ...... کہ دوشاخہ کبھی مضبوط نہیں ہوتا۔ آدمی کبھی دو راستوں پر نہیں چل سکتا۔

نمائندہ: آپ کو کچھ وضاحت کرنا پڑے گی اپنے پوائنٹ آف ویو کی!

ستارہ: جب کبھی کوئی انسان اپنے لئے کوئی Cause یا

نمائندہ: ایک اور سوال

ستارہ: جی فرمائیے۔

نمائندہ: آپ کا کیا خیال ہے سکندر صاحب آپ کے بغیر شہرت کی اس چوٹی پر پہنچ پائیں گے جہاں وہ پہنچنا چاہتے ہیں۔

ستارہ: میرا خیال ہے کہ وہ میرے ساتھ بھی وہاں پہنچ نہ پائیں گے...... اس منزل پر سب کو اکیلے ہی پہنچنا پڑتا ہے۔

کٹ

سین16 ان ڈور دن

(سکندر سٹوڈیو میں۔ وہ مائیکروفون کے سامنے کھڑا ہے گیت شروع کر رہ ہے۔ ماتھے پر پسینہ آیا ہے گڑبڑا جاتا ہے میوزک ڈائریکٹر کٹ کہتا ہے موسیقی کا Batch رکتا ہے۔ سکندر کے چہرے پر کیمرہ آتا ہے اسی چہرے پر ٹیلپ آتے ہیں۔)

(تمت)

قسط نمبر 6

کردار

ستارہ: دو حصوں میں منقسم

سکندر: شہرت کا متوالا

افتخار: نوجوان خوبصورت' لاابالی

باپ: ماسٹر فضلی۔ پریشان اندھا آدمی

آپا: راشدہ۔ کھلی ڈلی زبان استعمال کرنے والی۔ بے زار خاتون

عاشی: خوبصورت ایکٹرس۔ طرحدار

ماسٹر لطیف: طبلہ نواز

سیٹھ: مارواڑی سیٹھ

نائیکہ:

منظور:

سین 1 ان ڈور دن

(یہ سین ایسے فلمایا جائے جیسے سکندر اور عاشی کسی سٹوڈیو میں بیٹھے rusles دیکھ رہے ہیں۔ان کے ساتھ دو تین اجنبی سے فلمی انداز کے لوگ بھی بیٹھے ہیں۔جس وقت کیمرہ کھلتا ہے' سکرین ایک ٹرین تیز رفتاری سے گزرتی ہے۔ پھر یکدم خالص پنجابی فلموں کا میوزک شروع ہوتا ہے اور سکریٹ پر پنجابی فلم کی ہیروئن جیسا لباس پہنے مالٹوں کے باغ میں عاشی ناچ رہی ہے۔بیک گراؤڈ میں آواز ستارہ کی ہے۔)

ستارہ: گڈیاں دا میل کرا' ربا گڈیاں چلان آلیا......

(اس گانے کا ایک انترہ ہوتا ہے' پھر دکھاتے ہیں کہ سکندر'اور عاشی بیٹھے فلم کا رش پرنٹ دیکھ رہے ہیں۔عاشی سکندر کی طرف Slyly دیکھ کر مسکراتی ہے۔ سکندر اسے سگریٹ آفر کرتا ہے۔وہ نفی میں سر ہلاتی ہے۔ پھر سکرین پر آتے ہیں۔دوسرا انترہ جاری ہے۔ اب عاشی رہٹ چلا رہی ہے' پھر یہیں اچھل پھاند کر گاتی ہے۔)

گڈیاں دا میل کرا ربا گڈیاں چلان آلیا......

کٹ

سین 2 ان ڈور رات

(ستارہ پلنگ پر لیٹی ہوئی عاشی کو فون کر رہی ہے۔)

ستارہ: نہیں' خدا قسم مجھے افسوس نہیں ہے۔میں بڑی Complete زندگی بسر کر رہی ہوں۔
(وقفہ)(دوسری جانب عاشی) ہاں...... ہاں' تمہیں کیا پتہ سٹوڈیو نہ جانے میں کیا لذت ہے...... تمہیں کیا پتہ کسی پر مکمل طور پر Dependent ہو کر کیا لطف ملتا ہے۔
(وقفہ) اپنی اپنی...... تمہیں تو بس اپنی Self respect کی پڑی رہتی ہے۔کیا......؟
ہاں کچھ پرانے گانے ابھی پکچرائز ہو رہے ہیں۔ نہیں بابا' میں نے کوئی نیا گانا ریکارڈ نہیں

کرایا۔مجھے تو انڈسٹری سے علیحدہ ہوئے ایک مدت ہو گئی۔اچھا' اچھا...... اللہ کی بندی' یہ گانا بہت پرانا ہے۔ فلم اب ریلیز ہوئی ہے تو اب ہی باہر آنا تھا۔اچھا تم جب جی چاہے' آنا اور دیکھ لینا میری زندگی میں کوئی ویکیوم نہیں ہے۔میں اپنے کریئر کو miss نہیں کرتی۔
(اس وقت پھولوں کا بڑا سا گلدستہ اٹھائے افتخار آتا ہے۔)

افتخار: Vacume ہے نہیں تو ہو جائے گا انشاء اللہ...... بے وقوف' چمرغ' پھوہڑ عورت! یوں گھریلو عورت کا ڈھونگ رچانے سے تو سمجھتی ہے تیرے اندر کا آرٹسٹ مرجائے گا اور تو سکھ سے زندہ رہنے لگے گی۔

ستارہ: تم کو کدھر سے علم ہو گیا میرے ٹھکانے کا! لاکھ مکان بدلو' تم پیچھے پیچھے۔

افتخار: مجھے تمہاری ہر move کا پتہ چلتا رہتا ہے کیونکہ میں تمہارا فین ہوں...... تمہاری آواز کا عاشق ہوں اور اپنا اور تمہارا فرق جانتا ہوں۔

ستارہ: کیا فرق ہے تم میں اور مجھ میں؟

افتخار: جو اصلی اور نقلی پھول میں ہوتا ہے...... جو orgaric اور Inorgaric دوائیوں میں ہوتا ہے...... جو اصلی اور نقلی آرٹسٹ میں ہوتا ہے...... آورد اور آمد کے تغیر میں۔جو زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟

ستارہ: بہت...... بہت کچھ! میں ابھی لائی۔

افتخار: میں سمجھا تھا کہ ابھی نو گرفتار ہو' زیادہ کچھ نہیں سیکھا ہو گا......

ستارہ: (جاتے ہوئے) پتہ نہیں تمہیں مجھ سے اتنی غلط فہمیاں کیوں ہیں!

(ستارہ جاتی ہے۔افتخار ٹیلی ویژن لگاتا ہے۔اس میں افتخار مغلیہ لباس پہنے جہانگیر بادشاہ کی طرح قلعے میں چلتا آرہا ہے۔اسے قلعے کے مختلف مقامات پر دکھایا جاتا ہے...... حوض کے کنارے' کبوتروں کے پاس' شیش محل میں' ایک شہ نشین کے سامنے سوچ میں مبتلا۔ افتخار ان شاٹس میں مبالغہ آمیز Expressions استعمال کرتا ہے' جیسے بہت متذبذب ہو۔بیک گراؤنڈ میں مصری دھن استعمال کی جائے۔)

گانا: (صرف ایک انترہ)

انصاف کی زنجیر تیرے ہاتھ میں آئی
تقدیر کی اک گھات بھی پر ساتھ میں آئی

(افتخار قالین پر چوکڑی مار کر انہماک سے ٹیلی ویژن دیکھ رہا ہے۔ خود ہی "سبحان اللہ" اور "شاباش" کہتا ہے۔ اسی وقت ستارہ آتی ہے۔ وہ پہلے ٹیلی ویژن کو، پھر افتخار کو دیکھ کر کھڑی ہوتی ہے اور ہنسنے لگتی ہے۔ یکدم ٹیلی ویژن پر اناؤنسر آتی ہے۔)

اناؤنسر: ابھی آپ پروگراموں کی جھلکیاں دیکھ رہے تھے۔ اب آپ خبروں کا انتظار فرمایئے۔

(ستارہ ہنستی ہوئی ٹیلی ویژن بند کرتی ہے۔)

افتخار: ٹیلی ویژن کیوں بند کر دیا؟

ستارہ: خبریں سنو گے؟

افتخار: کیا پتہ خبروں کے بعد وہ دوبارہ یہ گیت لگائیں......

ستارہ: چھوڑو......!

افتخار: ہاں دوسرے کی باری چھوڑو۔

ستارہ: یہ تم کب مغلیہ شہزادے بننا چھوڑو گے؟

افتخار: دراصل مجھے تاریخی فلموں کا شوق بڑا ہے۔ لباس سے سارا کروفر پیدا ہو جاتا ہے، ایکٹنگ نہیں کرنی پڑتی۔ کوسٹیوم کا بڑا سہارا ہوتا ہے...... ادھر لاؤ ٹرالی! ٹرالی ہمیشہ مہمان کے سامنے رکھتے ہیں اور جو چیز وہ کم کھائے مثلاً پستہ کاجو، سوہن حلوہ وہ اسے force کر کے کھلاتے ہیں۔ سنا! بار بار "پلیز پلیز" کر کے پوچھتے ہیں۔

ستارہ: یہ گاجر کا حلوہ میں نے خود بنایا ہے۔

افتخار: پھر پرے کرو اسے۔

ستارہ: کیوں؟

افتخار: تمہارا کیا کام گاجر کے حلوے سے۔

ستارہ: بڑی تعریف کر رہے تھے!

افتخار: کیوں؟

ستارہ: (قدرے شرما کر) سکندر......

افتخار: (یکدم پلیٹ ہاتھ سے رکھ کر) سنو ستارہ! میں تمہیں آخری بار بہت genuine

قسم کی ایڈوائس دینے آیا ہوں۔ کچھ furnaces میں ٹنوں کے حساب سے ایندھن پڑتا ہے، ایک دو من لکڑی کے جلنے سے کچھ نہیں بنتا ان کا۔

ستارہ: (ایک ڈونگا بڑھاتی ہے) لو!

افتخار: ڈالو خود...... سنو اور غور سے سنو! مجھے تم سے عشق ہے...... مرد اور عورت والا نہیں، سپہ سالار اور سپاہی والا۔ مجھے معلوم ہے اگر تمہارا مورال کسی وقت ڈاؤن ہو گیا تو پھر تم لڑ نہیں سکو گی۔ (ستارہ کا ہاتھ پکڑ کر) کوڑھی لڑکی، حوصلے سے ڈال!

ستارہ: تم مجھے اپنے راستے پر کیوں جانے نہیں دیتے؟

افتخار: کچھ بھٹیوں میں گیس جلتی ہے، کچھ میں تیل، کچھ لک سے گرم ہوتی ہیں۔ مردار! ایک مرد کی تعریف کب تک تجھے زندہ رکھ سکے گی؟

ستارہ: (عزم کے ساتھ) تمہیں کیا پتہ کوئی کوئی مرد کیسے زندگی کا تعویذ بن جاتا ہے! اس کی ہر نظر زندہ کرتی ہے۔

افتخار: اور اگر...... وہ تم پر نظر ڈالنا بھول گیا تو؟...... پیر صاحب توجہ دینا بھول گئے تو؟

ستارہ: تم چاہتے ہو میں سکندر کو بھی چھوڑ دوں؟

افتخار: نہیں...... یہ دہی بھلے ادھر کر!

ستارہ: (دہی بھلے پکڑاتی ہے) پھر......؟

افتخار: بس ایسے پکڑا ہو کہ اسے شبہ رہے کہ تم نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ ایک چیلنج کی کیفیت...... وہ متذبذب رہے، اس کا ذہن کبھی مطمئن نہ ہو۔ وہ جہاں کہیں رہے، تم اس کی سوچ پر حاوی رہو...... تمہارا الٹا کام ہے۔ دراصل تمہارا اگلا اچھا ہے، آئی کیو خراب ہے۔

(فون کی گھنٹی بجتی ہے اور بجتی رہتی ہے۔)

ستارہ: لیکن کیسے؟ یہ بات کوئی اختیاری ہے؟

افتخار: ہے، سولہ آنے ہے! تم دوبارہ گانا شروع کر دو۔ Shaky ہو جائے گا دو دن میں۔ یہ جو وہ پائپ سلگا کر دو دو ٹکے کی باتیں کرتا ہے، سب بھول جائیں گی اسے...... فون سن بابا!

(ستارہ فون کے پاس جاتی ہے اور فون اٹھاتی ہے۔)

ستارہ: جی...... (کوئی fake نمبر بولتی ہے) بول رہی ہوں...... ہائے سکندر......

(اب ٹی وی سکرین دو حصوں میں بٹ جاتی ہے۔ آدھی سکرین پر سکندر اور دوسرے حصے پر ستارہ نظر آتی ہے۔)

اتنی دیر کیوں لگادی تم نے؟ افتخار تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

سکندر: میں گھر نہیں آسکوں گا۔

ستارہ: کیوں؟

سکندر: میں کراچی جارہا ہوں' سیٹھ عنایت کے ساتھ۔

ستارہ: کیوں' کراچی کیوں؟

سکندر: وہ چار گانے وہاں سمندر کی لہروں کے ساتھ Open میں گنوانا چاہتے ہیں۔

ستارہ: لو' سمندر کی ہوائیں تو مائیکروفون بلاسٹ کر دیں گی۔ ان سے کہو اتنا بکھیڑا نہ کریں۔

سکندر: (کھج کر) میں اب ان کو تو dictate نہیں کر سکتا ناں۔ He is the paymaster.

ستارہ: کب آؤ گے سکندر؟

سکندر: اب دیکھو...... ہفتہ لگ جائے شاید!

ستارہ: ہفتہ؟

سکندر: شاید کم لگے...... میں سلطان کو بھیج رہا ہوں۔ تم میرا سوٹ کیس پیک کر کے اس کے ہاتھ بھیج دو۔

ستارہ: جانے سے پہلے گھر نہیں آؤ گے؟

سکندر: سارا یونٹ تیار بیٹھا ہے۔ یہیں سے ایئر پورٹ جارہے ہیں سب۔ اچھا خدا حافظ (بد دلی سے) Take care of your self

ستارہ: (فون رکھ کر آہستہ:) خدا حافظ!

(افتخار فلمی دھن گاتے ہوئے:)

انصاف کی زنجیر تیرے ہاتھ میں آئی
تقدیر کی اک گھات بھی پر ساتھ میں آئی

(ستارہ گم سم پاس آکر بیٹھتی ہے۔)

افتخار: تم اس چغد کو کیوں بتا رہی تھیں کہ میں اس کا انتظار کر رہا ہوں؟ میں کب سے تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں تمہارے شوہر کا دوست نہیں ہوں۔

ستارہ: چپ کرو خدا کے لئے...... کھاؤ پیؤ اور جاؤ!

افتخار: سنو ستارہ! دنیا کے ہر انسان کا اثاثہ ختم ہو جاتا ہے لیکن آرٹسٹ کا گلیمر اس کے آرٹ سے نکل کر خود اس کی ذات کا بنک بیلنس بن جاتا ہے۔ جب تک کوئی آرٹسٹ سیال رہتا ہے' پروڈیوس کرتا رہتا ہے تو اس کے فین پیدا ہوتے رہتے ہیں...... ایک سکندر کیا سو سکندر پیدا ہو سکتے ہیں۔ آرٹسٹ کی سالمیت اس کے آرٹ میں ہے' احمق لوگوں میں نہیں ہے۔

ستارہ: (دکھ سے) اب جانے دو ان باتوں کو افتخار...... ہم لوگ آدم خور پودے ہیں۔ اچھا ہی ہے' لوگ ہم سے بچے رہیں۔ لو کھاؤ...... اور پلیز خاموش رہو......

(افتخار بیٹھا رہتا ہے۔ ستارہ کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہوتی ہے۔ اس پر کار کی آواز سپر امپوز ہوتی ہے۔ کیمرہ افتخار پر آتا ہے' وہ جیسے اپنے آپ سے کہتا ہے:)

افتخار: واہ رب جی' صاحب جی! یہ بے چاری تو عورت پن کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی' اوپر سے اس کو آرٹسٹ بھی بنا دیا۔ اس کے کندھے تو دیکھ لئے ہوتے سر جی!

(اوپر دیکھتا ہے۔)

کٹ

سین 3 آؤٹ ڈور دن

(کراچی ایئر پورٹ۔ ہوائی جہاز سے عاشی اور سکندر اترتے ہیں۔ جب وہ باہر نکلتے ہیں' ایک فوٹو گرافر ان کی تصویر لیتا ہے۔)

کٹ

سین4 آؤٹ ڈور دن

(ایک sail boat میں سکندر اور عاشی جا رہے ہیں۔ دونوں نے مچھلیاں پکڑنے کے لئے بنسیاں لٹکا رکھی ہیں۔ پاس ہی ریڈیو پڑا ہے جس میں ستارہ کی آواز میں غزل جاری ہے:)

غزل (اسلم کولری)

ساتھ جب ہم سفر تھا کوئی
راستہ مختصر تھا کوئی
گفتگو میں اثر نہیں ہے
خاموشی میں اثر تھا کوئی
دور جاکر بھی پاس رہنا
مہربان کس قدر تھا کوئی

کٹ

سن5 آؤٹ ڈور دن

(لہریں اور ساحل...... یہاں عاشی اور سکندر زندگی انجوائے کر رہے ہیں۔ عاشی اونٹ پر سوار ہے' سکندر مہار پکڑے ساحل پر جا رہا ہے۔) پچھلی غزل جاری رہتی ہے۔

کٹ

سین6 آؤٹ ڈور دن

(کلفٹن پر جو play land ہے' اس میں عاشی اور سکندر کاریں چلا رہے ہیں اور بچوں کی طرح خوش ہیں۔)

کٹ

سین7 آؤٹ ڈور دن

(شیخوپورہ سٹیشن پر ایک یکہ آکر رکتا ہے۔ اس میں سے ستارہ کا باپ تین دوسری سواریوں کے ساتھ اترتا ہے۔ پھر وہ مخصوص اندھوں کی طرح سٹیشن پر پہنچتا ہے۔ جیب سے پیسے لے کر ایک ٹکٹ خریدتا ہے اور سٹیشن میں داخل ہوتا ہے۔ اب وہ پلیٹ فارم پر ایک ایسی جگہ کھڑا ہوتا ہے' جس کے بیک گراؤنڈ میں شیخوپورہ کا پورا اسٹیشن ہے۔ اس وقت ایک گاڑی آتی ہے۔ ستارہ کا باپ پرامید طریقے سے ٹرین کی جانب دیکھتا ہے۔ ٹرین رکتی ہے۔ وہ اتنی اندرونی حس سے جیسے کسی کا منتظر ہے۔ سواریاں چڑھتی اترتی ہیں۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں ٹرانسسٹر ہے جس پر یہ گانا چل رہا ہے: گڈیادا میل کرار با گڈیاں چلان آلیا......
باپ کھڑا رہتا ہے۔ ٹرین چلی جاتی ہے۔)

ڈزالو

(باپ چپ چاپ کھڑا ہے۔ پلیٹ فارم خاموش ہے۔ ایک اور ٹرین گزرتی ہے۔)
(باپ کے چہرے پر کئی ٹرینیں آتی جاتی ہیں' یعنی سپرامپوز کی جاتی ہیں۔ اس کی آنکھوں میں گہرا انتظار ہے۔ ان تمام مناظر پر یہ گیت جاری رہتا ہے:) گڈیاں دا میل کرار با۔ گڈیاں چلان آلیا......

کٹ

سین8 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(جھٹپٹے کا وقت ہے۔ ایک یکہ اونچے نیچے ٹبے میں جا رہا ہے۔ اردگرد ہرے بھرے کھیت' خوبصورت کیکر کے درخت ہیں۔ ایک جگہ جو منظر کے اعتبار سے بہت دیہاتی ہو'

وہاں تانگہ رکتا ہے۔ باپ اتر کر کندھے سے کپڑا اتارتا ہے' گھاس پر بچھاتا ہے اور نماز کی نیت کرتا ہے۔)

کٹ

سین 9 ان ڈور گہری شام

(دیہات کا آنگن۔ آپا لالٹین اٹھائے آتی ہے اور اسے میز پر رکھتی ہے۔ آپا نے اس وقت لاچا قمیص پہن رکھی ہے اور پوری چودھرائین لگ رہی ہے۔)

آپا: منظور...... وے کا کا منظور!

(اندر سے ایک مزارعہ آتا ہے جو احمق سا ہے لیکن اوور ایکٹنگ نہیں کرتا۔)

آپا: پھر پتہ لگا کچھ ابا جی؟

منظور: دور پار کوئی پتہ نہیں جی...... کھالے ٹوئے' ٹبے اتنے ہیں کہ چھ فٹے جوانوں کا پتہ نہیں چلتا' ابا جی تو بے چارے انھے بھی ہیں' خیر سے۔

آپا: سردارا کہتا ہے کہ جب وہ سٹیشن پر گیا ہے تو اس نے ابا جی کی شکل کا ایک آدمی دیکھا تھا وہاں۔

منظور: دیکھا ہو گا بی بی جی...... اس شکل کے عام آدمی ہوتے ہیں' سب جگہ ملتے ہیں۔

آپا: اچھا...... عاصم کہاں ہے؟

منظور: لوہاروں کی حویلی میں بیٹھا تاش کھیل رہا ہے۔ دوانی پی...... چوانی کوٹ...... اٹھانی سٹھی۔

آپا: تو نے اسے بتایا نہیں کہ آپا جی بلا رہی ہیں؟

منظور: (ہنستا ہے) وہاں مرن مارن کی بازی لگی ہوئی ہے...... وہاں آپا جی کو کون پوچھتا ہے!

(آپا دکھ کے ساتھ چارپائی پر بیٹھتی ہے۔)

آپا: میں بھی کس پریشانی میں پھنس گئی ہوں ان سب کو ساتھ لا کر!

منظور: بی بی جی زنانیوں کے پچھلے ساک نہیں ہونے چاہئیں...... پچھلے ساک بڑا کپت ڈالتے ہیں۔

آپا: اچھا چپ کرو (آواز دے کر) نگینہ...... نگینہ!

منظور: اگر اجازت ہو تو عرض کروں؟

آپا: ہاں بتاؤ!

منظور: نگینہ بی بی پلاسٹک کے کلپ لگا کر' کھ ڈوریئے کی چنی سر پر کر کے' نویں قصوری جتی پیروں میں اڑنب کے وٹو وٹی' کھالیوں کھالی' پپلیو پپلی گئی ہے۔

آپا: کدھر گئی ہے نگینہ؟

منظور: لو جی اب سارے جہاں کی حاضری منظور نے تھوڑی لینی ہے! اپنی اپنی مرضی کرن دو سب کو...... خیر سے سب بالغ ہیں...... ووٹ دینے کے قابل ہیں' ابا جی سمیت۔

آپا: جا دفع ہو جا میری نظروں سے۔

منظور: کتنی دیر کے لئے؟

آپا: ہمیشہ کے لئے!

منظور: پٹھے پالو گے بھوری مج کو...... نالے گو تاوا کر لو گے آپی؟

آپا: دفع ہو جا فوراً!

منظور: اچھا جی...... لو' اس قدر اوکھے کیوں ہو رئے ہو......!

(جانے لگتا ہے' آپا لالٹین کی بتی اونچی کرتی ہے' پھر آواز دیتی ہے۔)

آپا: منظور!

منظور: (واپس آتا ہے۔ راستے میں دونوں تالیوں سے مچھر مارتا ہے) جی...... فرمائیے!

آپا: میاں جی کو دیکھا ہے؟

منظور: دیکھا ہے لیکن بتانا نہیں ہے' چاہے آپ میری چمڑی اتار دیں۔

آپا: کہاں ہیں؟

منظور: ٹیوب ویل پر...... اب آگے میں نہیں بتاؤں گا۔

آپا: کیا کر رہے ہیں وہاں اتنی رات گئے؟

منظور: موج میلا...... دل لگی...... ہنسی مذاق...... جو مرد ذاتوں کا کام ہے۔ زیادہ مت پوچھیں، میں اپنی جان کی قسم کھا کر آیا ہوں میاں جی کے ساتھ۔

آپا: بتا کون تھا وہاں...... کون کون تھا؟

منظور: لمبر دار...... پٹواری...... فقیر محمد...... فقیر محمد کی سوانی...... بیگو...... عائشہ! تنور پر پک رئے تھے پراٹھے...... تیتر بھونے جا رہے تھے۔ آپ کے میاں جی ہنس رہے تھے۔

آپا: اس وقت؟

منظور: بادشاہو، کیوں اس وقت کیوں پراٹھے نہیں پک سکتے! کوئی گھی مانگنے جانا ہے کسی سے کہ آٹا ختم ہو جاتا ہے ہم لوگوں کی طرح ہر دوسرے دن۔

(اس وقت ابا اندر داخل ہوتا ہے۔ آپا کے اندر جو غصہ اس وقت تک جمع ہو رہا تھا، باپ پر نکلتا ہے۔)

آپا: ابا جی!

ابا: (جھینپو سا ہو کر) جی!

آپا: کہاں گئے تھے آپ؟

ابا: (گھبرا کر) کہیں نہیں، سٹیشن پر گیا تھا بیٹے۔

آپا: سٹیشن پر آپ کی کونسی سواری آرہی تھی؟

ابا: میرا خیال تھا کہ...... کہ شاید کوئی سواری آرہی ہو اور...... اور اسے گھر کا راستہ نہ ملے۔

آپا: (منظور سے) چل، کیا کھڑا دیکھ رہا ہے...... دفع ہو جا! (منظور جاتا ہے۔)
اس روز دینا چمار آپ کو نہر کی پلی سے پکڑ کر لایا، آج آپ سٹیشن روانہ ہو گئے۔ کس نے آپ کو یہ عقل دی تھی...... کس نے آپ کو یہ حکمت سکھائی تھی؟

باپ: (لجاجت سے) بس...... کسی نے نئیں راشدہ۔ کبھی کبھی یہ دل بھی الٹی کھوپڑی کا بن جاتا ہے...... سنتا نہیں کسی کی۔

آپا: آپ کیوں اس کا انتظار کرتے ہیں؟ ستارہ کی شادی ہو گئی ہے، اب وہ ہماری کیا لگتی ہے...... کیا رشتہ ہے اس کا ہم سے!

باپ: تم لوگوں کی شاید کچھ بھی نہیں لگتی لیکن...... اس دنیا میں شاید آدمی اسی کا رشتہ دار ہوتا ہے جس کو وہ یاد کرے، کرتا رہے، کرتا ہی چلا جائے!

آپا: (دکھ سے رو کر) پہلے کونسے سکھ ملے ہیں ہمیں جھولی بھر بھر کر جو آپ اس میں یہ الجھنیں پیدا کر دیتے ہیں۔ ابا جی! شادی کے بعد تو دنیا جہاں کے نقص ویسے ہی نکل آتے ہیں عورت میں، پھر آپ سمجھتے کیوں نہیں! جب آپ جیسے مہربان اور...... اور مشکلات پیدا کرتے ہیں تو......

ابا: تو مت رو راشدہ...... اب میں سٹیشن پر نہیں جاؤں گا۔

آپا: جس شکل کو دیکھ کر سسرال والے لڑکی بیاہ کر لے جاتے ہیں ابا جی، پہلے اسی شکل میں سو نقص نکلتے ہیں...... پھر اندر باہر کوئی ٹانکہ ایسا نہیں ہوتا جو ادھڑ نہ جائے...... کوئی سلائی ترپائی میکے گھر کی باقی نہیں رہتی۔ کپڑا ایسا جاتا ہے سسرال والوں کی مرضی کا۔

باپ: دیکھ ستارہ مت رو۔

آپا: آپ ستارہ کو کب بھولیں گے ابا جی؟

باپ: بے وقوف، اسے یاد کرنے والے کتنے ہوں گے اس دنیا میں...... ایک نہیں تو دو۔ ایسے لوگوں کو کوئی یاد نہیں کیا کرتا...... ان کی چمڑی کسی کو پیاری نہیں ہوتی...... ان کا کام پیارا ہوتا ہے سب کو۔

کٹ

سین 10 آؤٹ ڈور دن

(سکندر ذرا فاصلے پر سے سمندر میں ایک پتھر پھینکتا ہے۔ عاشی اس وقت لمبی کرسی میں نیم دراز تلے ہوئے prawns کھا رہی ہے۔ وہ اٹھ کر سکندر کے پاس آتی ہے۔ سکندر نے اس وقت trunks پہن رکھے ہے، جیسے وہ تیر کر ابھی ابھی باہر نکلا ہو۔)

عاشی: (پاس آکر) کوئی یاد آرہا ہے؟

سکندر: کون؟

عاشی: کوئی!

سکندر: (زہر خند کے ساتھ) میں اگر یاد کرنے والوں میں سے ہوتا تو یہاں کبھی نہ آتا۔

عاشی: پھر...... یہ کیسی اداسی ہے؟

سکندر: ہر انسان کو خوش رہنے کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اداس رہنے کا!

عاشی: اکتا گئے ہو؟

سکندر: ابھی نہیں!

عاشی: پھر...... پھر کیا ہے؟...... guilt ہے؟

سکندر: میں نے آج تک guilt سے کبھی suffer نہیں کیا...... جو کچھ ہو جاتا ہے، ہو چکتا ہے اسے guilt اور بھی مکروہ بنا دیتی ہے۔

عاشی: تم نے پھر کیا سوچا ہے؟

سکندر: کس بارے میں؟

عاشی: لاہور جا کر ہم کیسے رہیں گے...... یہ سارا مسئلہ کیسے حل ہوگا؟

سکندر: عاشی! ہر انسان جیسے رہنا چاہتا ہے ویسے رہ نہیں سکتا کیونکہ ایک کائناتی تبدیلی ہمیشہ اس کے نقش قدم پر ابھرتی رہتی ہے جیسے موسم بدلتے رہتے ہیں...... ہر چیز بدلتی ہے...... عمر، جذبات...... حالات، سب کچھ۔ ہم ہمیشہ جوان رہنا چاہتے ہیں، ہمیشہ محبت کرنا چاہتے ہیں، لیکن ایسے ہو نہیں سکتا۔

عاشی: تم کو مجھ سے محبت نہیں رہی سکندر!

سکندر: (عاشی کے بالوں پر ہاتھ پھیر کر ایسے کہ اس کا ہیئر سٹائل خراب ہو جاتا ہے) یہ ہماری ڈیوٹی کیوں ہے کہ ہم ہر وقت اپنی محبت کا یقین دلاتے ہیں تم لوگوں کو...... محبت گانے کی Retake کیوں بن جاتی ہے؟

عاشی: ہمیں ڈر جو لگا رہتا ہے!

سکندر: تم لوگوں کو بھی ہم سے ڈر نہیں لگتا، تمہیں بھی صرف تبدیلی سے ڈر لگتا ہے۔ تم جانتی ہو کہ سب کچھ...... کائنات کا ہر ذرہ ہر لمحے، ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا

ہے...... ایسے (ایسے پلیٹ اٹھا کر پانی کی سطح پر پھینکتا ہے) پانی کی سطح کی طرح ابھی ساکت ہے اور ابھی...... کانپتا ہوا۔ خوف سے لرزتا ہوا......

(کیمرہ اس کے ہاتھ کے ساتھ ہی سطح سمندر پر جاتا ہے اور پلیٹ کی وجہ سے یکدم پانی میں لرزاہٹ پیدا ہوتی ہے۔)

کٹ

سین 11 آؤٹ ڈور دن

(جس موڑ پر پہلی قسط میں ستارہ اور سکندر ملے تھے، اس موڑ سے دیکھتے ہیں کہ نہر کے کنارے ستارہ بیٹھی ہے۔ پچھلے سین میں جب پانی کی سطح پر پلیٹ گرتی ہے تو ڈزالو کر کے وہ کاغذ کی کشتی میں بدل جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ دکھاتے ہیں کہ ستارہ نہر کنارے بیٹھی ہے اور کاغذ کی کشتی بنا رہی ہے۔ پھر وہ اس کشتی کو بھی پانی میں بہا دیتی ہے۔)

کٹ

سین 12 آؤٹ ڈور دن

(سطح آب پر کاغذ کی کئی کشتیاں جا رہی ہیں۔ آہستہ آہستہ پہلے ایک ڈوبتی ہے، پھر دوسری، پھر تیسری...... ساری کشتیاں ڈوبتی چلی جاتی ہیں۔ ستارہ پر کیمرہ آتا ہے۔ وہ آنکھیں بند کرتی ہے۔ جلدی سے اٹھتی ہے، پل پر پہنچتی ہے۔ یہاں اس کی کار کھڑی ہے۔ کار میں بیٹھ کر کار چلاتی ہے۔)

کٹ

سین 13 آؤٹ ڈور دن

(پورچ میں ستارہ کی کار آ کر کھڑی ہوتی ہے۔ کار میں ڈرائیور کی ساتھ والی سیٹ پر سے

(ماسٹر لطیف اتر کر برآمدے میں آتا ہے اور گھنٹی بجاتا ہے۔ ایک ملازم اندر سے آتا ہے۔)

ملازم: جی فرماؤ!

لطیف: سیٹھ صاحب اندر ہیں؟

ملازم: کون سیٹھ صاحب؟

لطیف: سیٹھ عنایت!

ملازم: کیا کام ہے؟

لطیف: چن میرے پہلے یہ تو بتا کہ اندر ہیں کہ نہیں؟

ملازم: ہوں یا نہ ہوں، سیٹھ صاحب کا حکم ہے...... کام بتاؤ پہلے۔

لطیف: تم ان سے کہو ستارہ بی بی آئی ہیں۔

ملازم: کون ستارہ بی بی؟ اس نام کی کوئی ایکٹریس ان کی فلم میں کام نہیں کرتی۔

لطیف: اللہ ایمان دے تجھے، جا اندر بتا تو سہی۔ ہم سیٹھ صاحب کے پاس آئے ہیں، تھانے تو نہیں آئے بھائی میرے۔ جا شاباش! (ملازم اندر جاتا ہے)

کٹ

سین 14 ان ڈور دن

(سیٹھ صاحب کا سٹوڈیو ٹائپ ڈرائنگ روم۔ میمن بوہروں والے لب و لہجے میں سیٹھ بولتا ہے۔ لطیف اور ستارہ گم سم بیٹھے ہیں۔ سیٹھ محبت سے چائے بنا رہا ہے۔)

سیٹھ: ارے اتنا نام کمایا تم نے ستارہ بی بی...... خدا رسول کی قسم ہم نے بولا سکندر کو کہ جو جرا آدمی کا بچہ ہے تو ایسا بیوی کا پاؤں دھو دھو پیو...... کھڑی کھیتی حوالے کر دی تمہارا جورو نے تمہارے نام...... گریٹ عورت، گریٹ!

لطیف: ہاں ہاں سیٹھ صاحب، سکندر صاحب کی لاٹری نکل آئی یوں سمجھئے...... قسمت بن گئی ان کی۔

سیٹھ: ڈربی نکل آیا ڈربی...... ایسا مالدار، مشہور بی بی ملا اور پھر کام چھوڑ دیا میدان اس کے حق میں کر کے۔ اللہ اللہ اللہ...... اللہ! ہم اپنی بیگم کے ساتھ روج روج تمہاری مثال دیو رہیں۔ یہ جو ہماری برادری کی عورت ذات ہیں ناں، ان کو اپنے باپ کے پیسے کا بہت گھمنڈ چڑھا ہووے...... ناک ماتھے پر رکھے سب عورت۔

(ستارہ لطیف کو اشارہ کرتی ہے کہ تم سکندر کے بارے میں پوچھو۔)

لطیف: وہ جی سیٹھ صاحب......

سیٹھ: کھاؤ کھاؤ...... پکوڑیاں سب گھر کا بنا ہے، کھاؤ...... جب ہم نے کام شروع کیا ناں تو اپنے سسر کے ساتھ...... سسر ہمارا شریف آدمی، تین حج کیا...... سامان unloading کا کاروبار اس کا کماڑی پر، منہ میں جبان نہیں...... اب ہم ایک دم novice، نیا آدمی...... لیکن خاندانی دماغ بھی اچھا ہمارا...... کھاؤ، کیلا لو...... سندھ کا کیلا ہے۔ لو ستارہ بی بی...... بہت میٹھا ہے۔

ستارہ: وہ جی ایک بات کرنی تھی!

سیٹھ: کاروباری باتیں تو چھوڑو بابا...... ہم سکندر کو سارا money دیا تمہاری کھاتر...... ہمارے جیسے اس کا پائی نہیں۔ (آنکھ مار کر) وہسکی شراب مفت!

(ستارہ اور لطیف بامعنی انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں۔)

لطیف: سیٹھ صاحب! ایک بات تھی چھوٹی سی...... اللہ آپ کو ایمان دے!

سیٹھ: (ہنس کر) بات کریں گا، کریں گا...... کریں گا کیوں نہیں۔ ہم تو سارا دن بات ہی کریں گا بابا۔ تم ہمارا بی بی کو جرور مل کر جانا ہے ستارہ...... صبح و شام ہمارے ساتھ ایک ہی متھا پھوڑی۔ بس...... بولے تو کیا بولے کہ ہمارے ابا کے گھر میں چاندی کے بانس تھے۔ تھے...... تھے...... میں نے ان آنکھوں سے دیکھے، گناہ گار آنکھوں سے...... چاندی کے اگلدان رکھے تھے، ہر کمرے میں...... تھوکنا ہے، چاندی کا اگلدان ہو یا پیتل کا ہو...... ایسا بھینس کا دماغ ہے، مانتی نہیں کہ ہم اس کا باپ سے بھی امیر ہے۔ ہم دس چاندی کے اگلدان خریدیں یا خیرات کر دیں خرید کر...... پانچ پانچ فلموں میں ہمارا ایڈوانس لگا ہے۔

ستارہ: سیٹھ صاحب! سکندر صاحب کراچی سے کب واپس آ رہے ہیں؟

سیٹھ: مجھ کو بولا تین دن میں آئے گا...... بدمعاش آج سات دن نکلا‘ فون تک نہیں کیا۔ الٹی کھوپڑی کا آدمی ادھر سے فون کرتا ہے‘ کراچی سے...... میں بیمار پڑ گیا سیٹھ صاحب۔ حرامی ہے‘ حرامی...... بیمار شمار کچھ نہیں‘ جوان ہے۔ کیوں‘ بیمار ہے کیا؟

ستارہ: (نظریں جھکا کر) جی نہیں‘ بیمار تو نہیں ہے۔

سیٹھ: یہ جو تم لوگ پنجاب میں ہے ناں‘ ادھر مرد جوان ہوتا ہے...... عورتوں کے پیچھے بھاگتا ہے...... پیسہ کو آگ لگاتا ہے...... شادی کرتا ہے...... طلاق دیتا ہے...... جوا کھیلتا ہے...... ریس پر جاتا ہے۔ ہمارا نسل میں مرد جوان نہیں ہوتا...... پہلے لڑکا ہوتا ہے‘ فوراً فوراً خدا قسم بڈھا ہو جاتا ہے۔

لطیف: بات یہ ہے سیٹھ صاحب کہ اگر آپ کو پتہ ہو کہ وہ وہاں کس ہوٹل میں ہے تو......

سیٹھ: (ہنستا ہے) ارے غنچہ دیا کھلا...... ٹھینگا دکھا دیا! ارے ادھر کا مرد کھوب الو بناتا ہے...... ہمارا جنانی جات تو خدا کھر کیسا ہے! اپنے باپ کی قبر سے باندھ کر رکھتا ہے...... آدمی ہے‘ کھوب آدمی!

(ہنستا چلا جاتا ہے۔ کیمرہ اس پر آتا ہے۔ لطیف اور ستارہ حیران بیٹھے ہیں۔)

کٹ

سین 15 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ اور لطیف شاہ جمال کے مزار پر۔ ستارہ نے سر پر سفید چادر لے رکھی ہے اور وہ بہت پریشان حال ہے۔ لطیف اور وہ دونوں جوتیاں پکڑاتے ہیں۔ کیمرے کو سیڑھیوں پر اوپر رکھا جاتا ہے۔ دونوں سیڑھیاں چڑھتے ہیں۔)

کٹ

سین 16 آؤٹ ڈور دن

(عورتوں والی سائیڈ پر مزار کے ساتھ لگ کر ستارہ بیٹھی ہے۔ دعا کیلئے ہاتھ اٹھے ہیں ساتھ آنسو گر رہے ہیں۔ اس پر سپر امپوز کیجئے: دھمال‘ بڑے ڈھول کی آواز۔)

کٹ

سین 17 ان ڈور شام کا وقت

(ستارہ بیٹھی قرآن پڑھ رہی ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ وہ جلدی سے قرآن بند کر کے فون کی طرف بھاگتی ہے۔ اب بولنے کی آواز نہیں آتی لیکن ستارہ کے expressions ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے وہ سکندر کے فون کا انتظار کر رہی تھی اور مایوس ہو گئی ہے۔ اب کچھ دیر وہ فون پر تیز تیز باتیں کرتی ہے۔)

کٹ

سین 18 آؤٹ ڈور دن

("The river" جہاز کو بیگ گراؤنڈ میں رکھ کر کار میں عاشی اور سکندر جا رہے ہیں۔)

کٹ

سین 19 آؤٹ ڈور دن

(Ship کے مختلف حصوں میں عاشی اور سکندر۔ اس پر وہی ڈھول کی آواز سپر امپوز کیجئے جو مزار پر بج رہی تھی۔)

کٹ

سین20 ان ڈور دن

(ایک بوڑھی خرانٹ نائیکہ اپنے سستے قسم کے ڈرائینگ روم میں بیٹھی ہے۔ یہ عاشی کی ماں ہے۔ پاس ہی ستارہ اور لطیف بیٹھے ہیں۔)

نائیکہ: ٹھیک بابا' ٹھیک...... میں عاشی کی ماں ہو لیکن بی بی میں عاشی نہیں ہوں۔ جو بات آپ کو کرنی ہو' آپ عاشی سے کریں۔

ستارہ: میں تو ایک منت لے کر آپ کے پاس آئی تھی (آنکھوں کو رومال سے پونچھ کر) ماں سمجھ کر!

نائیکہ: بی بی ہمیں کون ماں سمجھتا ہے! آپ ان آنسوؤں کو خواہ مخواہ برباد نہ کریں...... آجائیں گے سکندر صاحب' اگر ان کو آنا ہوا!

لطیف: ستارہ آپا! بہت پریشان ہیں۔ چار دن سے انہوں نے کچھ نہیں کھایا۔ خدا قسم بڑا ترس آتا ہے۔

نائیکہ: ہاں تجھ کو تو ترس آنا ہوا...... خواجے کا گواہ ڈڈّو!

ستارہ: جی مجھے کوئی کسی سے جھگڑا نہیں کرنا' کسی سے شکایت نہیں کرنی...... میں تو (ہاتھ جوڑ کر) بڑی مسکین ہوں۔ خدا جانتا ہے پہلے ہی میرے ساتھ انڈسٹری میں بہت سکینڈل وابستہ ہو چکے ہیں۔ شاید...... اس بار اگر کچھ ہو گیا تو میں اس کی تاب نہ لا سکوں گی۔ آپ یقین کریں میرا گھر بار' بنک بلینس' رشتہ دار' انگ ساک کوئی نہیں ہے۔ میرے پاس اپنا کچھ نہیں' اللہ اور رسول کے سوائے۔

(نائیکہ کو اب ترس آجاتا ہے۔ وہ اٹھ کر ستارہ کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہے۔ یہاں وہ مکمل ایک ماں کی شکل ہے۔ ستارہ اس کے سینے پر سر رکھ کر رونے لگتی ہے۔)

لطیف: ستارہ بی بی...... میڈم جی...... بی بی...... اللہ کارساز ہے!

نائیکہ: (محبت کے ساتھ اسے دلاسہ دیتے ہوئے) جس کے پاس اللہ اور رسول کا نام ہو' اسے اور کیا چاہیے بیٹے...... ہم نے ساری عمر ان ہی کے سہارے کاٹ دی......

لطیف: (نائیکہ کو نرم پا کر بہت منت کے ساتھ) یہ دل کی بہت اچھی ہیں بی بی جی۔ خدا

قسم اگر آپ ان کی مدد کریں گی تو یہ ساری عمر آپ کا احسان نہیں بھلائیں گی...... ان کی طبیعت ہی ایسی ہے۔ مجھے میرے بچوں کی قسم ہے بی بی جی' میں جھوٹ نہیں بول رہا۔

نائیکہ: دیکھو بھائی میرے...... جب تک وہ میرے قابو میں تھی' اور بات تھی۔ میں تو خود ساری عمر میڈم کے گانے کی عاشق رہی ہوں۔ ان کی سفارش تو میں خود آپ ہوں۔ پر کیا کروں' وہ ہو گئی ہے ایکٹریس۔ اب وہ اپنا پروگرام خود بناتی ہے' مجھے تھوڑی پوچھتی ہے۔ اب وہ مکمل طور پر آزاد ہے۔

ستارہ: آپ کو تو پتہ ہو گا وہ کس ہوٹل میں ہیں؟ خدا کے لئے مجھے صرف ہوٹل کا پتہ بتا دیں آپ۔

نائیکہ: دیکھ میرے بیٹے' میرا تجربہ زیادہ ہے۔ اگر تو میری بات مانے تو کبھی مرد کے پیچھے مت جانا...... اسے آنا ہو گا تو خود آجائے گا...... نہیں آنا ہو گا تو ساری عمر تو منتیں کرتی رہ' وہ تیرے گھر میں رہے گا لیکن تیرے پاس کبھی واپس نہیں آئے گا۔

لطیف: لاکھ روپے کی بات کی بی بی جی' لاکھ روپے کی۔

میڈم: ان کے مشورے پر عمل کریں اللہ کے واسطے' یہ بڑے تجربے کی بات کر رہی ہیں۔

ستارہ: کاش تیرے اندر میرا دل ہوتا اور اس میں وہی آگ لگی ہوتی جو میرے دل میں لگی ہے...... تو تو دن رات مشورے دے دے کر مجھے زچ نہ کر دیتا۔

نائیکہ: اتنا میں وعدہ کرتی ہوں کہ اگر سکندر صاحب یہاں آگئے تو میں انہیں گھر بھیج دوں گی۔ لیکن اگر انہوں نے عاشی کو دل دے دیا ہے تو اس کے لوٹانے کا میں وعدہ نہیں کر سکتی...... یہ میری مجبوری ہے۔

ستارہ: بہت بہت شکریہ جی!

(اٹھتی ہے۔ پھر جلدی سے نائیکہ کا ہاتھ چومتی ہے۔ نائیکہ اس کے سر کو چوم کر کہتی ہے:)

نائیکہ: خدا نے تجھے پرندوں جیسی آواز دی تھی...... کیا تجھے پرندوں جیسا دل نہیں دے سکتا وہ؟ آزاد رہ بیٹی! کیوں مرد کا پھندا گلے میں ڈالتی ہے...... کبھی اس ڈال پر بیٹھ'

کبھی اس پر...... باغ بھرا پڑا ہے' شاخوں سے۔

ستارہ: آپ کو کیا پتہ میرے دل کو کیا ہو گیا!

نائیکہ: اس دل کو نکال پھینک بیٹے دفع کر...... دل کو ساتھ رکھ کر کون خوش رہ سکا ہے دنیا میں!

کٹ

سین 21 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ اور لطیف کراچی ایئرپورٹ پر اترتے ہیں۔)

کٹ

سین 22 آؤٹ ڈور دن

(انٹر کانٹی نینٹل کراچی میں ستارہ اور لطیف ٹیکسی میں آتے ہیں۔ مین پورچ میں ٹیکسی رکتی ہے۔ دونوں اترتے ہیں۔)

کٹ

سین 23 ان ڈور دن

(ستارہ اور لطیف دونوں ہوٹل میں کاؤنٹر پر کمرہ لیتے ہیں۔)

کٹ

سین 24 آؤٹ ڈور دن

(عاشی اور سکندر ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار سمندر کی سیر کر رہے ہیں۔)

کٹ

سین 25 ان ڈور رات

(ستارہ اور سکندر اپنے گھر کے بیڈ روم میں۔ ستارہ کا دل اور دماغ مجروح ہے۔ وہ ہر بات کا بہت بجھے انداز میں اظہار کرتی ہے۔ سوائے آخر میں جہاں وہ چیختی ہوئی بھاگتی ہے' سارے سین میں وہ Depressed ہے' البتہ سکندر کا رویہ چور اور چتر کا ہے۔)

سکندر: (نائیٹ سوٹ پہنے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا چہرے پر کریم لگا رہا ہے) جناب سات سلام ہیں تم آرٹسٹ لوگوں کو! ہم لوگ سوڈو ہیں' نقلی ہیں لیکن بہتر انسان ہیں۔ آپ کی تمام برادری خوف کی ماری ہوئی ہے...... آپ سب آدم خور پودے ہیں۔ کسی معصوم آدمی کو آپ کے قریب نہیں پھٹکنا چاہیے۔ کھا جائیں گے آپ دنوں میں اسے۔

ستارہ: تم کو کیا پتہ سکندر آرٹسٹ کس قدر ideals کی تلاش کرتا ہے۔ اس کا ہر آئیڈیل جب ٹوٹتا ہے' وہ خود مر جاتا ہے...... وہ تبدیلی کو کبھی قبول نہیں کرتا۔ جب وہ محبت کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ محبت ابدی ہو جائے حالانکہ محبت تو بحری رو کی مانند ہے...... اسے کئی جزیروں پر' کئی ساحلوں پر' کئی براعظموں کے گرد سر پٹکنا ہوتا ہے۔ جب وہ کسی خیال' کسی مشن' کسی نظریئے کی گرفت میں آجاتا ہے تو پھر اس کی ٹوٹ پھوٹ برداشت نہیں کر سکتا۔ کیا تم اتنی بات نہیں سمجھ سکتے سکندر! جس قدر زیادہ آرٹسٹ Idealistic ہوتا ہے اسی قدر اس کی موت زیادہ کربناک ہوگی۔

سکندر: (جیسے اس نے کوئی بات نہیں سنی۔ وہ آرام سے پلنگ پر لیٹتا ہے۔) شب بخیر!

(کمر موڑ لیتا ہے اور لاتعلقی سے آنکھیں بند کرتا ہے۔)

ستارہ: (سکندر پر جھک کر اس کے پاس بیٹھتی ہے۔ اس کے آنسو بے اختیار سکندر کے چہرے پر گرتے ہیں۔) تم کو کیا پتہ آرٹسٹ کا دل تو کسی عبادت گاہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس میں ہر وقت' ہر گھڑی عبادت ہوتی رہتی ہے...... کسی انسان کی پرستش' کسی نظریے کی' کسی لگن کی...... کوئی دھن' کوئی بت' کوئی تصویر یہاں ضرور ٹنگی رہتی ہے۔ تم بھی عجیب انسان ہو...... بغیر جوتے اتارے ہی عبادت گاہ میں چلے آئے ہو کچھ سوچ سمجھ لیا ہوتا کہ تمہارے جوتوں کے ساتھ کس قدر برساتی کیچڑ لگا ہے۔

سکندر: (ناراضگی کے ساتھ ایک دم اٹھ کر) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ میں تھکا ہوا ہوں...... آپ کسی اور جگہ جا کر جوتے پالش نہیں کر سکتیں!

ستارہ: ایک دفعہ میری طرف دیکھو سکندر!

سکندر: میں وہاں دیکھ کر کیا کروں گا؟ میرے لئے وہاں ہے کیا...... لعنتیں' الزامات' شکایتیں!

ستارہ: تمہاری آنکھوں میں تو بن کہے زخم مندمل کر دینے کا اعجاز تھا سکندر!

سکندر: بس اب سو جائیں...... صبح آپ اپنے وکیل سے مل لیں۔

ستارہ: اب بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے سکندر!

سکندر: جو ہونا تھا' آپ کے میرے درمیان ہو چکا...... آپ مجھے دھمکیاں نہ دیں۔ محترمہ! آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ اب انڈسٹری میں میری بدنامی کروا سکتی ہیں! بی بی صاحبہ' میری شہرت اتنی دور نکل گئی ہے کہ اب اسے بدنامی کی بریکیں نہیں روک سکتیں...... اور اگر آپ کا خیال ہے کہ آپ میرے دکھڑے پروڈیوسروں کے سامنے رو رو کر اپنی مارکیٹ بحال کر لیں گی تو اس خیال میں بھی نہ رہیئے...... آپ کی جگہ کب کی پر ہو چکی ہے......

ستارہ: یہ تم سے کس نے کہا سکندر کہ...... کہ میں...... دوبارہ انڈسٹری میں جانا چاہتی ہوں؟ وہ فیصلہ تو میں کبھی کا کر چکی۔

سکندر: آپ کو بہت گھمنڈ ہے اپنی آواز پر!

ستارہ: (دکھ سے) یا میرے اللہ...... یہ آواز بھی میری کیا دشمن ہوئی!

سکندر: (یکدم دوبارہ لیٹ کر) میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ میں بہت تھکا ہوا ہوں...... گڈ نائٹ!

ستارہ: سنو سکندر!...... خدا کے لیے تھوڑی دیر کے لئے جھوٹ کہو...... مجھے کسی طرح یقین دلاؤ کہ یہ سب جھوٹ ہے...... تمہارے میرے درمیان کوئی نہیں آیا۔ کوئی آ ہی' نہیں سکتا...... اور...... اگر بالغرض...... کوئی آیا ہے تو یقین رکھو کہ میں تمہیں معاف کر دوں گی...... لیکن...... تم اس بات کا خیال رکھو خدا کے لئے کہ اس وقت میرے اندر...... دو لوگ مر رہے ہیں...... ایک آرٹسٹ ہے جس کا آئیڈیل ٹوٹ رہا ہے' ایک عورت مرن کنارے پڑی ہے...... جس کی محبت کو قتل کر دیا گیا......

سکندر: تم چاہتی ہو کہ میں بغیر مجرم ہوئے ایک سنگین جرم کا اعتراف کروں اور پھر تم کسی بادشاہ کی طرح...... فیاض بادشاہ کی طرح مجھے معاف کر دو...... اور اس معافی ملنے کی خوشی میں باقی ماندہ ساری زندگی میں تمہارے پاؤں دھو دھو کر پیئوں۔

ستارہ: میں خود تمہارے پاس رحم طلب کرنے آئی ہوں سکندر...... سمجھنے کی کوشش تو کرو۔

سکندر: ستارہ صاحبہ! میں آپ کے ہر پھندے' ہر رمز سے آشنا ہوں۔ آپ احسان کرنا چاہتی ہیں' اور کر سکتی تھیں...... آپ لوگوں کو مہربانیوں سے باندھ کر اپنا غلام بنانا چاہتی تھیں...... کچھ لوگ ڈنڈے سے حکومت کرتے ہیں' کچھ آپ کی طرح زیادہ بے رحم اور جلاد صفت ہوتے ہیں...... تھپکیاں' لوریاں دے کر مار گراتے ہیں۔

ستارہ: یہ کیسی آواز ہے...... یہ کیسا جنگل ہے سکندر جہاں صرف ہم دونوں ایک دوسرے کو شکار کر سکتے ہیں!

ستارہ: (پاس والے پلنگ پر بیٹھ کر) جو میری چھوٹی ماں تھی ناں' وہ میرے ابا سے ڈرتی

تھی...... دراصل اسے اپنے اوپر اعتماد نہیں تھا۔

سکندر: (اٹھ کر) آپ گول مول باتیں نہ کریں۔ جو افواہیں آپ نے میرے متعلق سُنی تھیں' ان کو سن کر اور میرے تعاقب میں تجسس کی انگلی پکڑ کر آپ نے میرے اعتماد کو مجروح کیا ہے۔

ستارہ: تم اسے بحال کر سکتے ہو!

سکندر: یہ بتایئے کہ اس الماری میں جس قدر اخبار ہیں اور ان اخباروں میں جتنے سکینڈل ہیں' کیا وہ سب سچ تھے؟

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) ٹھیک ہے! ایسے ہی...... اسی طرح...... مجھے الزام دیتے رہو۔ لیکن محبت کے ساتھ۔ سکندر! میرے دل کے اندر کہیں پھانس چبھ گئی ہے' سوئی سے نکالو ضرور لیکن آہستہ۔

سکندر: (اور طنز سے) میرے کان پک گئے ہیں سنتے سنتے! آپ لوگ گویے بہت سچے ہوتے ہیں اور کبھی کسی کا جھوٹا نہیں کھاتے...... تو پھر آج آپ دل کھول کر سچ سنیں گی؟

ستارہ: تمہیں کیا ہو گیا ہے سکندر؟

سکندر: میں آپ کے احسانات سے' آپ کی شیریں زبانی سے' آپ کی نیکیوں سے تنگ آ گیا ہوں۔ آپ وہ پھانسی ہیں جو گلے پر فٹ نہیں آتی' صرف آنکھوں کے سامنے ٹنگی رہتی ہے۔

ستارہ: یہ بھی کیا قیامت ہے! ہر کھڑکی سے ایک ہی سا منظر نظر آتا ہے۔

سکندر: میں نے...... اس پھانسی سے بھاگ کر...... زندگی کے بیس دن کھلی فضا میں ایک آزاد عورت کے ساتھ بسر کئے ہیں۔ کر لیجئے جو میرا کرنا ہے...... نکال دیجئے مجھے گھر سے اگر نکالنا ہے!

ستارہ: (دکھ سے) اب نکالنے کی میری باری نہیں ہے سکندر......

سکندر: لیکن آج سب حساب بے باک ہوں گے...... مہربانیوں کے' محبتوں کے...... آپ کو بھی آج سچ سننا پڑے گا۔

ستارہ: خدا کے لئے مجھ سے سچ نہ بولو سکندر...... میں اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

سکندر: محترمہ! آپ ہی برداشت نہیں کرتی رہیں' میں نے بھی اپنے سینے پر صبر کی کئی سلیں رکھی تھیں۔

ستارہ: یا میرے اللہ! اب میں نے کیا کیا ہے؟

سکندر: آپ کا ماضی جس قدر گھناؤنا ہے' اس کی میں نے کبھی پرواہ نہیں کی لیکن...... بعد میں جو کچھ ہوتا رہا ہے' اس سے میں غافل نہیں رہا...... میری سی آئی ڈی بھی کچھ کم کام نہیں کرتی۔

ستارہ: کیا کیا ہے میں نے سکندر؟

(اب ستارہ میں نرمی کم ہوتی جاتی ہے۔)

سکندر: باقی باتیں چھوڑو...... یہ افتخار صاحب کیوں آتے ہیں میری غیر موجودگی میں؟

ستارہ: سکندر!

سکندر: محترمہ! جو عورت کراچی کے ہوٹل میں ماسٹر لطیف کے ساتھ آ سکتی ہے' اسے کسی اور پر الزام دھرنے کا کیا حق پہنچتا ہے؟

ستارہ: (برف کی طرح ٹھنڈی پڑ جاتی ہے) آہ!

سکندر: ماسٹر لطیف سے تمہارا کیا رشتہ ہے میڈم؟ وہ تمہارے ساتھ کراچی کیوں گیا تھا؟ میرے ہوتے ہوئے تم نے اس بڈھے طبلچی کو کیوں پسند کیا؟ بولو...... جواب دو! اس کالے سسر کے ساتھ پرانا سنجوگ ہے ناں؟

(ستارہ زور سے اپنے منہ پر طمانچہ مارتی ہے اور باہر کی طرف بھاگتی ہے۔)

ستارہ: (چیخ کر) ایسے نہیں ہو سکتا...... نہیں نہیں' ایسے نہیں ہو سکتا...... نہیں' ایسے نہیں ہو سکتا!

(وہ کمرے سے نکل جاتی ہے۔ ریلنگ پر جاتی ہے۔ پیچھے پیچھے سکندر ہے۔ ستارہ دیوانہ وار یہی جملہ دہراتی سیڑھیاں اترتی ہے۔ اس وقت افتخار سیڑھیاں چڑھ کر اوپر کی طرف آ رہا ہے۔ دونوں درمیان میں ملتے ہیں۔ ستارہ ابھی تک ویسے ہی بولتی جا رہی ہے۔ افتخار اسے دونوں بازوؤں میں لیتا ہے۔ پیچھے سے سکندر کا اونچا قہقہہ آتا ہے۔)

سکندر: ہو سکتا ہے...... ہو سکتا ہے!

(افتخار محبت سے ستارہ کو تھپکتا ہے۔ وہ افتخار کی طرف چہرہ اٹھا کر قریباً سرگوشی میں کہتی ہے: "نہیں نہیں' ایسے نہیں ہو سکتا۔" افتخار آہستہ آہستہ جیسے بچے کو تسلی دیتے ہوئے کہتا ہے:)

افتخار: ہو سکتا ہے' ہو سکتا ہے...... بلکہ ہمیشہ ہوتا ہے!

قسط نمبر (7)

کردار

ستارہ
افتخار
سکندر
ماسٹر فضلی
ماسٹر لطیف
آپا راشدہ
نگینہ
عاصم
غوری: فلم ڈائریکٹر
عاشی
سلیم: نگینہ کا ہونے والا دولہا
اور افتخار کے ملازمین

نوٹ:-

(سکرپٹ نمبر 6 میں جہاں ستارہ اپنے منہ پر طمانچہ مارتی ہے' وہاں سے سکرپٹ نمبر 7 شروع کیجئے اور جہاں وہ افتخار کے بازوؤں میں جاتی ہے اور افتخار کہتا ہے' ہو سکتا ہے' ہو سکتا ہے بلکہ ہمیشہ ہوتا ہے۔ یہاں تک پچھلے سکرپٹ کا چنک دکھائیے۔ اس کے بعد نیا سکرپٹ شروع ہوتا ہے۔)

سین 1 ان ڈور دن کا وقت

(ہوٹل کا کمرہ)

(ستارہ بیڈ پر بیٹھی ہے۔ اس کے کپڑے وہی ہونے چاہئیں جو پچھلے سین میں تھے۔ وہ جیسے ساری رات نہیں سوئی۔ چوری چوری وہ ادھر ادھر دیکھتی ہے اور پھر اٹھ کر فون کے پاس پہنچتی ہے اور نمبر ملاتی ہے۔ افتخار داخل ہوتا ہے۔ اس نے شلوار قمیص اور اچکن پہن رکھی ہے۔ جس وقت ستارہ چوری چوری فون ملا رہی ہے' وہ دروازے میں آکر کھڑا ہوتا ہے جیسے ستارہ کو واچ کر رہا ہو۔)

افتخار: ستارہ! فون رکھ دو۔ کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (ستارہ فون رکھتی ہے) Keep it Back

افتخار: اس کو معلوم ہے تم میرے ساتھ ہوٹل میں آئی ہو۔ فون نمبر بھی وہ جانتا ہے۔ ایک بار اسے اجازت دو کہ وہ ایک مرد کی طرح تم سے محبت کرے۔ تم کسی کو چانس تو دو۔ خدا کے لیے کہ وہ تم سے پیار کر سکے۔

ستارہ: میں جانتی ہوں۔ مجھے معلوم ہے افتخار وہ مجھے کبھی فون نہیں کرے گا۔ وہ بہت حساس ہے۔

افتخار: وہ حساس نہیں ہے' بدمعاش ہے۔ کمینہ ہے۔

ستارہ: ہے حساس اور صرف حساس۔

افتخار: نہیں ہے۔ حساس مرد چاہے لاکھ اپنی بیوی سے ناراض ہو' وہ اپنی بیوی کو کسی غیر

کے ساتھ جانے نہیں دے گا اور وہ بھی رات کے بارہ بجے۔

ستارہ: غلطی میری تھی افتخار۔ میں' میں Flare up ہو گئی تھی۔ مجھے اس ہوٹل میں نہیں آنا چاہیے تھا۔

افتخار: اب تم Guilt سے مرنا چاہتی ہو۔ تارا۔ او بی تارا۔ خدا کے لیے مرنے کے لیے ایک پھانسی تیار کرو مضبوط قسم کی۔ چھوٹی چھوٹی ہر ٹکٹکی پر چڑھنا چھوڑ دو۔ اللہ کی بندی۔

ستارہ: افتخار! تم مجھے گھر چھوڑ آؤ پلیز۔ پھر جو ہوگا میں سنبھال لوں گی۔

افتخار: تم کچھ سنبھال نہیں سکتی ہو۔ جس انسان کو تمہارے جیسی آواز ملتی ہے' اسے عقل نہیں دی جاتی۔ بیٹھی رہو چپ چاپ اور تماشہ دیکھو ایک بار۔ اس کی جڑیں ابھی انڈسٹری میں اتنی گہری نہیں ہیں۔ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہے' اپنے بارے میں۔

ستارہ: افتخار وہ مجھے لینے کبھی نہیں آئے گا۔

افتخار: نہیں آئے گا نہ آئے' کیا فرق پڑتا ہے۔ نقصان اس کا ہے تمہارا نہیں۔

ستارہ: کیا کہہ رہے ہو افتخار۔ میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہوں گی۔

افتخار: تارا تم پاکستان کا تاج محل ہو۔ تم میوزیم ہو جس کی رکھوالی میں Pistol Point پر کروں گا۔ اگر مجھے تمہارے اندر کی عورت کو ختم بھی کرنا پڑا تو بھی۔ لیکن میں اس آرٹسٹ کی بے عزتی نہیں ہونے دوں گا جو صدیوں میں ایک بار پیدا ہوتا ہے۔ جو کئی گھروں کو روشن کرتا ہے۔ کئی دلوں کو زندہ کرتا ہے جو ایک Phenomena ہے ستارے کی طرح۔

ستارہ: تم بہت اچھے ہو افتخار

افتخار: ہاں شبہ تو مجھے بھی ہوتا ہے لیکن ابھی تم نے میری اچھائی دیکھی نہیں۔ خدا کی قسم چودہ ریلیں میں نے اپنی اچھائی کی ڈبوں میں پیک کر کے رکھی ہیں برے وقت کے لیے۔ یہ تو میں صرف تمہیں ٹریلر دکھا رہا ہوں۔

ستارہ: کہیں جا رہے ہو؟

افتخار: شوٹنگ پر۔ آج مجھے مشاعرے کے سیٹ پر غزل پڑھنی ہے (ترنم سے فلمی انداز)

اے جذبہ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے

منزل کی طرف دوگام چلوں اور سامنے منزل آجائے

سامنے فرینہ ہوگی شیشے کی نلکیوں والے پردے کے پیچھے مزہ آجائے گا۔ (یہ ساری بات ستارہ نے نہیں سنی۔ وہ کہیں دور چلی گئی ہے۔) بڑا خوبصورت سیٹ لگا ہے' چلو گی؟

ستارہ: افتخار...... تم ایک بار مجھے فون کر لینے دو اسے۔ صرف ایک بار۔

افتخار: سنو ستارہ (بہت سنجیدگی کے ساتھ) یہ بات تمہیں عجیب لگے گی لیکن یہاں اس دنیا میں ہر شخص کا حساب کتاب ایک سا ہے۔ جب آخری حساب ہوگا تو سب کے حساب برابر نکلیں گے۔ یاد رکھنا جو ساری عمر جمع کرتے رہتے ہیں' ان کے حساب کو ایک بار صفر سے ضرب دے دو تو سارے کا سارا جمع جتھہ ساری کمائی صفر ہو جاتی ہے۔ جو سود در سود ضرب کرتے ہیں' ان کو ایک تقسیم راس نہیں آتی۔ ذرا سوچے کھربوں میں رقم ہو اور اگر ایک ضرب صفر کی ہو جائے تو کیا باقی بچتا ہے؟ صفر......؟ بڑا امپارٹنٹ ہے۔ صرف صفر یقین کرو وہاں کوئی کسی سے بہتر نہیں ہوگا۔

ستارہ: فون کرنے میں حرج کیا ہے؟

افتخار: تو چاہتی ہے' وہ تیرا ہو رہے۔

ستارہ: (اثبات میں سر ہلاتی ہے)

افتخار: تو پھر اسے تڑپنے کی مہلت دے۔ اسے پتہ لگنے دے کہ تو خوش ہے۔ انڈسٹری تیری طرف بڑھ رہی ہے۔ اسے اپنی گستاخی پر پچھتانے کا موقع دے بے وقوف۔ لے بھائی میں لیٹ ہو رہا ہوں...... خدا حافظ۔

(کٹ)

سین 2 ان ڈور صبح

(یہ جگہ کھلے لان پر ہونی چاہیے۔ یہاں لان پر کرسیاں موجود ہیں اور افتخار کا خانساماں چائے کے برتن لگا رہا ہے۔ افتخار اور ستارہ آتے ہیں۔)

افتخار: ڈبل ناشتہ لگایا ہے غفار میاں۔ بی بی فائیو سٹار کا ناشتہ چھوڑ کر آئی ہیں۔

غفار: ڈبل سر جی۔ بالکل ڈبل۔ پوری حلوہ پراٹھا توس' انڈہ' مکھن سب۔

ستارہ: یہ اتنا سب کون کھائے گا؟

افتخار: ہم آرٹسٹ لوگ ہیں۔ ہماری Calories منٹ میں بھک سے ختم ہو جاتی ہیں۔ Combustion ہوتی ہے ہمیں زیادہ کھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ رات بھر شوٹنگ کی ہے۔

افتخار: سب کو بلاؤ۔ عبدالرحمان کو' جمیلہ کو' اس کے بچوں کو' مالی جی کو۔ دھوبی کو۔ سب کو کواٹروں میں سے نکال کر لاؤ۔ جلدی۔

غفار: یس سر۔

افتخار: کھاؤ۔ کھانے والا ہمیشہ فراخ دل ہوتا ہے۔ زندگی سے بہتر طور پر لڑ سکتا ہے اور دوسروں کو معاف کرنا جانتا ہے۔

ستارہ: وہ بہت ناراض ہوگا افتخار۔

افتخار: تم کو سکندر چاہیے؟

ستارہ: (نظریں جھکا لیتی ہے۔)

افتخار: وہ تم جیسی میمنی کے ہاتھ نہیں آئے گا۔ ہاتھیوں کو پکڑنے کے کچھ داؤ پیچ ہوتے ہیں۔ کھیدا بنانا پڑتا ہے۔ کھیدا پتہ ہے ناں۔ بڑا سا گڑھا بنا کر اسے کھچیوں سے ڈھانکتے ہیں۔ کوئی جنرل نالج نہیں ہے تیری۔

ستارہ: کہیں دیر نہ ہو جائے افتخار

افتخار: مجھ پر اعتبار کرو ستارہ۔ یا میں سکندر کو تمہارے قدموں میں لاؤں گا یا زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

(اس وقت کوارٹروں میں سے دھوبن جمیلہ' اس کے دو بیٹے عمر پانچ اور سات سال۔ جمعدانی عمر پچاس سال۔ مالی جس کی چودہ سال کی بچی ہے۔ ایک بیرا اور ایک چوکیدار جو بندوق اور کارتوس سے لیس ہے' آتے ہیں)

افتخار: آیئے۔ آیئے۔ آیئے۔ یہ میرا خاندان ہے۔

(سارے لوگ باری باری مل جل کر اپنے اپنے طریقے سے سلام کرتے ہیں۔)

افتخار: سلام، سلام، سلام۔ یہ میرے گھر کے افراد ہیں ستارہ۔ یہ ہمارا چوکیدار عبدالرحمان ہے، اس سے بچ کر رہنا۔ خالی بندوق سے بھی مار سکتا ہے۔ یہ میری اماں تیجو ہے۔ اگر تم تولیہ ٹب میں چھوڑ آؤ گی تو بہت جھڑکے گی اور یہ اپنا مالی رمضان ہے، گھیا کا رکھوالا۔ یہ شلواروں کو زیادہ کلف لگانے والی جمیلہ ہے۔ کیوں دھوبی کہاں ہے جمیلہ؟

جمیلہ دھوبن: جی وہ تو گھاٹ پر چلا گیا صبح سویرے۔ آپ کی پیٹیاں میں نے نذیر کو دے دی تھیں۔

افتخار: تھینک یو۔ اور یہ نذیر ہے فلم لائن کے شوق میں آیا تھا میرے پاس اور اب میں کہتا ہوں چل تجھے لائن مین لگوادوں تو مانتا نہیں اور یہ میرے بچے ہیں۔ چلو بچو آپا جی کو سلام کرو۔ ادب کے ساتھ کبھی کبھی نہیں کرنا۔

(اس وقت خانساماں اندر سے آتا ہے۔)

خانساماں: آپ کا فون ہے سر۔

افتخار: اور پتہ ہے آپا جی کون ہے؟ کیوں جمیلہ تیری استری کے پاس تو ہمیشہ ریڈیو لگا رہتا ہے۔ کیوں نذیر یار پہچانا؟

نذیر: نہیں جی۔

افتخار: یہ میڈم ستارہ ہیں جن کے گانے تم سب سنتے ہو۔ میں ابھی آیا، فون سن آؤں۔

(جاتا ہے۔)

ستارہ: آپ سب بیٹھ جائیں جی۔

(سب فرش پر باری باری اپنے اپنے انداز میں بیٹھتے ہیں۔)

تیجو: (نذیر سے) آپ بیگم صاحب ہیں؟

ستارہ: نہیں نہیں بیگم صاحب نہیں آپا جی۔ آپ سب کی آپا جی۔ افتخار صاحب کی بھی آپا جی۔

مالی کی لڑکی: آپ گانا گاتی ہیں؟

ستارہ: ہاں (محبت سے)

مالی کا لڑکا: ریڈیو پر؟

ستارہ: ہاں (محبت سے)

مالی کا دوسرا لڑکا: ٹیلی ویژن پر؟

ستارہ: ہاں وہاں بھی۔ کبھی کبھی۔

نذیر: بے وقوف۔ یہ تو فلموں کے لیے بھی گاتی ہیں۔

ستارہ: (دکھ سے) نہیں اب نہیں۔ اب میں فلموں کے لیے نہیں گاتی۔

(افتخار واپس آتا ہے۔)

افتخار: لو بھئی تارا۔ میں تو شوٹنگ کے لیے جا رہا ہوں۔ افسوس ناشتہ نہیں کر سکتا۔ کیا بد نصیبی ہے۔ خدا حافظ (جاتا ہے پھر واپس آتا ہے) اور تم سکندر کو فون نہ کرنا، سنا۔ مجھے ذرا اسے گھیر لینے دو۔ کھیدا بنا لینے دو۔ گڑھا کھود لینے دو۔ ہاتھی جب پھنسے گا تو ہاتھی تمہارا۔ ہاتھی کی سواری میری۔ ناشتہ کر کے ہوٹل چلی جانا۔ ڈرائیور چھوڑ آئے گا......

(افتخار جاتا ہے۔)

مالی کی لڑکی: آپ ریڈیو پر گاتی ہیں؟

ستارہ: ہاں۔

لڑکا: ٹیلی ویژن پر بھی؟

ستارہ: ہاں جی وہاں بھی۔

مالی کی لڑکی: آپا جی۔ آپ ہمیں گانا سنائیں گی!

ستارہ: ضرور۔ ضرور۔ کیوں نہیں؟

(اب بیک گراؤنڈ میں میوزک ابھرتا ہے۔ ملازمین لان میں نیچے نیم دائرے میں بیٹھے ہیں یعنی چوکیدار، بیرا، دھوبن اور مائی بیٹھ جاتے ہیں۔ خانساماں کھڑا ہے۔ دھوبن کے دونوں لڑکے ایک کرسی کی پشت پکڑ کر کھڑے ہیں۔)

مالی کی بیٹی گانے کے آخری انترے سے پہلے گملے میں سے ایک پھول توڑ کر ستارہ کو دیتی ہے۔ ستارہ ایک بازو لڑکی کی کمر کے گرد حمائل کرتی ہے۔ دوسرے ہاتھ میں پھول ہے اور آخری انترہ گاتی ہے۔ اب یہ سارا ماحول محبت اور پیار سے رچا بسا ہے۔ امیری اور غریبی

کے فرق کے باوجود تمام افراد ایک خاندان کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ آخر دو مصرعوں میں ستارہ کی آنکھوں سے تیزی سے آنسو گرتے ہیں۔ دھوبن بھی رونے لگتی ہے۔ چوکیدار جو جذبات سے بھر جاتا ہے' رومال سے بندوق صاف کرنے لگتا ہے۔ دھوبن کے دونوں بیٹوں میں سے ایک بیٹا منہ میں انگوٹھا لے کر چوسنے لگتا ہے۔ تیجو حیرانی اور معجوب جیسے جادو ہو گیا ہو' ستارہ کو دیکھتی ہے۔ خانساماں آگے بڑھ کر چائے بنانے لگتا ہے۔ یہ ساری باتیں گانے کے دوران ہوتی ہیں اور ستارہ کی جادو وصف آواز کا نتیجہ ہیں۔)

گیت نمبر 1

سکھ سپنا اور دکھ کی رینا
کیسا زیور پہنا
ہم نے...... کیسا زیور پہنا
سدا ساتھ کا رہنا!

چاند نگر میں بدلی کالی
روپ کا یہ بے روپ سوالی
بھیک میں لے گیا گہنا!
اب اس سے کیا کہنا؟
سدا ساتھ کا رہنا

سکھ سپنا اور دکھ کی رینا
گہرا ساگر گاگر خالی

اوگھٹ گھاٹی رینا کالی
لہروں کے سنگ بہنا
دوری پل پل سہنا

سدا ساتھ کا رہنا
سکھ سپنا اور دکھ کی رینا

کٹ

سین 2 ان ڈور رات کا وقت

(اس وقت عاشی صوفے پر بیٹھی ہے۔ وہ چہرے سے مطمئن لگتی ہے۔ سکندر اوپر سے بیڈ روم کی سیڑھیوں سے سگریٹ سلگائے اترتا ہے۔ اس نے اس وقت بہت خوبصورت سوٹ پہن رکھا ہے۔)

عاشی: تم تو ساری عورتوں سے بھی بڑھ گئے ہو۔ (گھڑی دیکھ کر) پورا ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے تمہیں ڈریس ہوتے۔

سکندر: کسی خوبصورت عورت کے گھر جانا ہے بابا۔ ہم ایک دوسروں میں بڑی جیلسی چلتی ہے۔

عاشی: چلیں؟

سکندر: (اپنی گھڑی دیکھ کر) اتنی جلدی جا کر کیا کریں؟ مہ پارہ کا ڈنر ہمیشہ رات کو گیارہ بجے شروع ہوتا ہے۔ وہ ابھی بیوٹی پارلر میں ہو گی۔

عاشی: مجھے تو بی بی نے تباہ کر دیا ہے۔

سکندر: کیوں؟

عاشی: شوٹنگ پر چاہے ساری رات گزر جائے' ان کو فکر نہیں ہوتی۔ ذرا کہیں ڈنر یا فنکشن پر دیر ہو جائے تو سلیپر اٹھا لیتی ہیں۔

سکندر: ایک دوبار آنکھیں دکھاؤ۔ کام نہ چلے تو خود مختار ہونے کی دھمکی دے دو۔ طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔

عاشی: ہم لوگوں کی بڑی لمبی ٹریننگ ہوتی ہے سکندر۔ ہم اپنی مرضی سے خود مختار نہیں ہو سکتے۔ ہم میں Guts نہیں ہوتے۔

سکندر: کرفیو میں نرمی کتنے بجے تک ہے؟

عاشی: صرف ایک بجے تک!

(اس وقت فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ عاشی فون اٹھاتی ہے۔)

عاشی: ہیلو (مٹھاس کے ساتھ) جی جی سکندر صاحب کی کوٹھی ہے۔ جی وہ گھر پر ہیں۔

(فون پر ہاتھ رکھ کر) وہ ہے۔ بات کرو گے۔

سکندر: بند کردو۔

عاشی: (فتح مندی کے ساتھ) بیچاری کے ساتھ بات تو کرلو سکندر۔ مری جارہی ہے۔

سکندر: مرنے دو...... جانے کس کس پر مرچکی ہے۔

(ماسٹر لطیف اس وقت داخل ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں طبلے کا بایاں ہے۔)

سکندر: یہ آپ بلا اجازت کدھر منہ اٹھا کر چلے آرہے ہیں ماسٹر جی؟

لطیف: وہ جی دروازہ کھلا تھا سرکار۔

سکندر: اس وقت کیا کام ہے آپ کو یہاں؟

لطیف: مجھے تو کوئی کام نہیں عالیجاہ۔ وہ میں آپ کے طبلے پر سیاہی لگوانے گیا تھا پورے چار بجے شام۔ یہ وقت آگیا دکان پر...... دیکھ لیجئے دوریاں بھی نئی ڈلوا دی ہیں۔ (عاشی کو سلام کر کے) اللہ خوش رکھے‘ سلامت رکھے نین پر ان کام کرتے رہیں۔

سکندر: سنیئے ماسٹر جی۔ جس کی آپ مفت خدمتیں کیا کرتے تھے‘ وہ یہاں نہیں ہے اب۔

لطیف: ہم تو سرکار آپ کے نوکروں کے بھی نوکر ہیں۔ ہمیں آج تک نمک حرامی کی کبھی عادت ہی نہیں پڑی۔ اللہ غریق رحمت کرے۔ طبلہ نواز مستانے شاہ کا حکم تھا ہمیں جب کبھی نئی تال بناتے تھے‘ طبلے پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھواتے تھے کہ جس کا کھائیں گے‘ اس سے بے وفائی نہیں کریں گے۔ وہ کہتے تھے ہاتھ میں جس قدر رس آئے گا‘ لطیف جس قدر آمد ہو گی‘ نمک حلالی سے ہو گی۔

سکندر: آپ کبھی مختصر بات بھی کیا کریں۔

لطیف: (شرمندہ ہو کر) بس جی عادت سی پڑی ہوئی ہے اس طرح بولنے کی۔

سکندر: ماسٹر جی آج کے بعد آپ کبھی یہاں نہیں آئیں گے۔

لطیف: جی سرکار؟ اللہ نہ کرے...... میں کیا میرے بچے بھی اس در کی چوکی بھریں جناب عالی...... ہمیں احسانات بھول سکتے ہیں کبھی میڈم کے۔

سکندر: جس میڈم کے آپ پر احسانات تھے‘ وہ دفع ہو گئی ہمیشہ کے لیے۔

لطیف: (ڈر کر) کیا کہہ رہے ہیں سرکار؟

سکندر: اور اب آپ بھی دفع ہو جائیں۔

لطیف: (کیمرہ آہستہ آہستہ لطیف کے چہرے پر آتا ہے۔ دکھ سے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرتی جاتی ہیں) یہ آپ نے اچھا نہیں کیا جناب عالی...... ستارہ بی بی بہت معصوم ہے...... بہت اکیلی ہے سرکار...... اس کا اس دنیا میں کوئی اپنا نہیں ہے...... آپ نے یہ اچھا نہیں کیا...... اچھا نہیں کیا جی...... بڑی اکیلی ہے ستارہ بی بی ہے

ڈزالو

سین 3 ان ڈور دن کا وقت

(گاؤں میں آپا جی کے گھر کا اندرونی آنگن۔ اس وقت آپا جی‘ عاصم‘ نگینہ اور ابا جی تمام آنگن میں بیٹھے ہیں۔ نگینہ دیہاتی انداز کی نیم دولہن بنی بیٹھی ہے۔ نگینہ کے بردکھوے کی رسم آج ہونی ہے۔ عاصم نے لاچا اور خوبصورت کرتہ پہن رکھا ہے۔ آپا جی بہت بجی ہوئی ہیں۔ حتیٰ کہ ابا جی نے بھی سر پر بہت بھاری پگڑی پہن رکھی ہے۔)

آپا: (کڑک کر) میں نے اپنے میاں جی کو ٹیوب ویل پر بھیج دیا ہے عاصم صرف اس وجہ سے کہ ان کی زبان قابو میں نہیں رہتی اور اب وہی مصیبت تم سب ڈال رہے ہو۔ کچھ سمجھتے ہی نہیں معاملے کی اہمیت کو۔

نگینہ: میں جاؤں آپا جی؟

آپا: بیٹھی رہ چپکی۔ روز سارے گاؤں میں دڑنگے مارتی پھرتی ہے۔ آج ایک دن زبان بند کرنے کو کہا ہے تو کیا مری جاتی ہے۔

ابا: لیکن اس کی کیا ضرورت ہے۔ وہ لوگ منگنی کرنے آرہے ہیں‘ کوئی اس کا فوٹو اتارنے تو نہیں آرہے راشدہ۔

آپا: اگر لڑکا اس کو ایک نظر دیکھ لے گا تو کوئی یہ گھس نہیں جائے گی ابا جی انگریزی صابن

کی طرح۔

عاصم: ہمارے ہاں یہ رواج تو نہیں ہے کہ لڑکی یوں سج بن کر بیٹھی رہے اور سسرال والے اسے گھورتے رہیں سب کے سامنے۔

آپا: کیا کیا رواج ہیں ہمارے بول بتا؟ کیا پتہ ہے تجھے ہمارے رواجوں کا؟ جب ساتھ دینے کو پھوٹی کوڑی نہ ہو' شکل صورت بھی واجبی ہو۔ خاندان بھی ایسا ویسا ہو تو پھر کیا رواج باقی رہ جاتا ہے؟ تو جو آج کہیں پڑھ لکھ کر افسر بنا ہوتا تو اس کی منگنی میرے گھر میں ہوتی۔

عاصم: مجھے تم نے دوبارہ امتحان دینے دیا آپا؟ کچھ میرے ہاتھ پلّے تھا کہ میں بزنس کرتا۔ بتائیے میرا قصور؟

ابا: راشدہ! عاصم...... یہ باتیں بہت ہو چکی ہیں۔ بیٹا تم لوگ آپس میں مت لڑا کرو...... قصوروار صرف میں ہوں۔ لڑتے تم ہو' مشکیں کسی جاتی ہیں۔

نگینہ: آپا جی کتنی دیر ایسے بیٹھنا ہو گا۔

آپا: کسی ڈرامے میں دولہن بنا دو' سارا دن بیٹھی رہے گی کمر دوہری کرے...... کوئی میری منگنی ہو رہی ہے' مجھ پر احسان ہے کوئی؟ تم بھنگڑا ڈال کر دکھا دینا۔ روک اینڈ رول ناچنا سسرال والوں کے سامنے۔

ابا: راشدہ! راشدہ بیٹے۔

آپا: اور سب سے بڑی بات ابا جی۔ آپ کو قسم ہم سب کی۔ آپ کسی قسم کی سچی باتیں نہ کرنے بیٹھ جانا۔ میں نے اس کی ہونے والی ساس کو بتا دیا ہے کہ ہمارے سات مربعے ہیں بورے والے میں۔

ابا: ناں۔ ناں...... راشدہ یہ جھوٹ ہے۔

آپا: اور ہم لوگ پکی سرکاری کے متولی کی اولاد ہیں۔ جب سے ابا جی اندھے ہوئے مجاوری چھوڑ دی۔

عاصم: سبحان اللہ۔

ابا: یہ یہ...... یہ جھوٹ ہے۔ تو اتنے بڑے بزرگوں کو اپنے میں کیوں گھسیٹ کر لے آئی

راشدہ۔ کہاں پکی سرکار' کہاں ہم بے کار۔

آپا: یہ بزرگ بابے اور کس دن کے لیے ہوتے ہیں ابا جی۔ پکی سرکار کے بابا جی کی عزت کوئی کم نہیں ہو جائے گی اگر ہمارا کام بن جائے گا۔ اگر ہم ان کے متولی بن گئے تو...... ان کی شان میں کمی نہیں آئے گی۔

ابا: اور...... اور اگر کوئی پکی سرکار جا پہنچا راشدہ تو...... کسی نے پوچھ گچھ کی تو......

آپا: قبر سے پوچھنے جانا ہے ابا جی...... وہ بھی اتنی دور۔ کمال کرتے ہیں آپ۔ سائیں جی آ کر جواب دیں گے بتائیے۔

نگینہ: آپا...... خدا کے لیے...... تم ہمیں بخش دو سب کو...... میں شادی نہیں کروں گی۔ سچ ساری عمر نہیں کروں گی۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔

آپا: (اپنے ماتھے پر ہاتھ مار کر) ہائے میرے اللہ۔ کوئی سنے بھی میری جا عاصم کار کی آواز آئی ہے۔ جا میرے چاند...... باہر جا حویلی میں وہ لوگ آئے ہیں شاید۔ جا چاند۔

کٹ

سین 4 ان ڈور شام

(فیروزہ ناراض پلنگ پر بیٹھی ہے۔ بچے ایک طرف کھیل رہے ہیں۔ لطیف باورچی خانے میں بیٹھا ہانڈی پکا رہا ہے۔)

لطیف: اچھا بھاگوان تو مجھے پکا کر نہ دے پر اتنا تو بتا دے کہ اس میں کتنا مصالحہ ڈالوں...... یہ ہلدی' مرچ کا اندازہ تو بتا دے۔

فیروزہ: (ناراض ہو کر) مجھے کیا پتہ۔

(لطیف دیگچی میں پانی ڈالتا ہے اور اٹھ کر فیروزہ کی طرف آتا ہے۔ تینوں بچے شٹاپو کھیل رہے ہیں۔ اب بچی کی باری ہے۔ وہ ایک ٹانگ پر کھڑی کھڑی ٹاپو میں جاتے ہوئے کہتی ہے۔)

بچی: ابا جی کچھ سری پائے گھر بھی چھوڑ جائیں گے ناں؟

لطیف: (فیروزہ کی طرف بڑھتے ہوئے) ہاں بیٹے تھوڑا سا سالن چھوڑ جاؤں گا تم سب کیلئے۔

فیروزہ: زہر ملا کر...... سنکھیا کی چٹکی چھوڑ کر دیگچی میں۔

(لطیف پاس آ کر چارپائی پر فیروزہ کے پاس بیٹھتا ہے)

لطیف: بھلی لوک...... کوئی میں اپنی خوشی سے یہ سب کچھ کرتا ہوں، مجبوری ہے۔

فیروزہ: کس بات کی مجبوری ہے؟

لطیف: روزی کی مجبوری اور کس کی؟

فیروزہ: لکھے کا بیٹا خود بخود Regular ہو گیا ریڈیو میں۔ اسے تو کچھ پکا کر نہیں لے جانا پڑا ریڈیو سٹیشن۔

لطیف: اس کی بڑی سفارش تھی۔ بڑے لوگوں کے فنکشن مفت کرتا رہا ہے کئی سالوں سے۔

فیروزہ: تو یہ طبلے بجانے کا کام چھوڑ نہیں سکتا؟

لطیف: میں تو چھوڑ دوں فیروزہ۔ پر یہ میرے ہاتھ میرے لہو میں آنے جانے والی سانس، میری روح...... میں کوئی بے تالا کام نہیں کر سکتا بھاگوان...... تین پشتوں سے ہم لے میں بندھے ہیں۔

فوزیہ: (باپ سے) ابا جی آج میں نے سکول میں نعت گائی تھی۔

لطیف: بہت اچھا کیا بیٹا۔ اللہ بڑا اجر دے گا۔

فوزیہ: میڈم نے خوش ہو کر مجھے روپیہ دیا ابا جی۔

(فیروزہ اٹھتی ہے اور بچی کو بالوں سے پکڑتی ہے)

فیروزہ: کمینی، کتی، حرام خور...... میں نے تجھے کتنی بار کہا ہے تو نے منہ سے آواز نکالی تو میں زبان کھینچ لوں گی تیری۔ دیکھتی نہیں سر تال کی چکی میں پس کر تیرے باپ کا کیا حشر ہوا ہے؟

لطیف: فیروزہ بھاگوان بھلی لوک اس نے تو نعت گائی تھی جان ہاری نے۔

(فیروزہ کے چنگل سے بچی کو چھڑاتا ہے)

فیروزہ: میرے سب بچے پڑھ لکھ کر قابل بنیں گے۔ ڈاکٹر، افسر...... انجینئر...... کوئی اس بدبخت آرٹ کی خدمت نہیں کرے گا۔ ساری ساری عمر طبلے، ہارمونیم بجاتے

رہو اور کھے سواہ نہیں ملتا۔ ہمیں آرٹ وارٹ کچھ نہیں چاہیے، ہمیں روٹی چاہیے۔ عزت چاہیے...... ہم بھی انسان ہیں آخر۔

(رونے لگتی ہے۔ لطیف بچوں کو اشارہ کرتا ہے کہ وہ باہر چلے جائیں۔ بچے کھسکتے ہوئے باہر جاتے ہیں۔ بچی آستین سے آنسو پونچھتی جاتی ہے۔)

لطیف: بھلی لوک عزت تو اللہ دیتا ہے۔ تو انسانوں سے کیوں لڑتی ہے؟ ان غریب بچوں کو کیوں مارتی ہے؟ یہ تجھے عزت لا کر دے سکتے ہیں بھلا؟

فیروزہ: اور کس کو ماروں؟ بتا اپنے نصیبوں کو؟ بتا؟ تجھے ماروں؟

لطیف: (چولہے کی طرف جاتے ہوئے) اچھا جی اچھا جی...... اچھا...... کہیں جو شہر والے ہمارے کام کی عزت کرتے تو تو کیوں ناراض ہوتی اس طرح......

(ہنڈیا سے ڈھکنا اٹھاتا ہے۔ ڈھکنا گرم ہے۔ یکدم اپنا ہاتھ صافی کے کنارے میں لپیٹتا ہے۔ فیروزہ پاس آتی ہے۔)

لطیف: بتا فیروزہ کتنا مصالحہ ڈالوں؟

فیروزہ: ایک وعدہ کر تو ابھی سری پائے پکا دوں تجھے۔

لطیف: ایک وعدہ چھوڑ، سو وعدے بھلی لوک۔ دیکھ ناں ریڈیو سٹیشن پر سب تعریف کرتے ہیں تیری۔ کہتے ہیں۔ جیسے سریلے پائے لطیف کی بیوی پکاتی ہے، ویسے تو رنگ محل کے چوک میں بھی نہیں ملتے۔

فیروزہ: دیکھ لطیف ہماری تو ساری عمر خراب گئی تیرے آرٹ کے پیچھے۔ پر اب تو ان بچوں کو خراب نہ کرنا۔

(چوکی پر بیٹھتی ہے۔ کفگیر چلاتی ہے۔)

لطیف: واہ کیا سجی ہے اس چوکی پر۔ کوئی بیٹھے یہاں، اچھا ہی نہیں لگتا۔

فیروزہ: (ہاتھ جوڑ کر) دیکھ لطیف کوئی ان میں سے ڈاکٹر بنے، کوئی انجینئر ہو، کوئی بڑے محکمے کا افسر ہو...... عزت کریں گے لوگ...... ہماری۔ ہمیں نمانے نہ سمجھیں مانگت لوگ۔

لطیف: تیرا اسارا شہر بی اے، ایم اے پاس لوگوں سے بھرا پڑا ہے فیروزہ۔ انسان سولہ سال

میں ایم اے تو کر لیتا ہے بیوقوف۔ پر سولہ سال کی ریاضت کے بعد بھی ٹھیکے کا رس پیدا نہیں ہوتا۔ کیسے سارے ملک کے بی اے، ایم اے اکٹھے کر لے۔ اللہ کے فضل سے تیرے لطیف جیسے بول کوئی نہیں نکال سکے گا ہاتھوں سے۔ یہ اللہ کی دین ہے۔ لوگ اپنی تجویز سے بی اے، ایم اے ہو سکتے ہیں، کوئی اپنی مرضی سے آرٹسٹ نہیں ہو سکتا۔ پھولوں کی بارش ہر گھر پر نہیں ہوتی۔ کہہ تو کوئی ایم اے پاس بی بی تان لگائے میڈم کی طرح۔

فیروزہ: (اٹھتے ہوئے) یہ پکڑ خود پکا اور گوتا دبا کر لے جا اپنے پروڈیوسر صاحب کے لیے۔ پھر وہ تجھے ضروری Regular کر دے گا۔

لطیف: بیٹھی رہ بھلی لوک...... بابا تو اپنے بچوں کو ڈاکٹر ہی بنانا، انجینئری سکھانا۔ ان کو دولت کمانے کے سب داؤ پیچ بتانا۔ عزت کمانے کی سیڑھی لگا دینا سب کے نیچے۔ میں کوئی منع کرتا ہوں...... تو بھی ٹھیک کہتی ہے۔ چلو روٹی کے بغیر تو گزر بسر ہو جاتی ہے۔ پر عزت بنا تو پل نہیں کٹتا......

(روتی ہے۔)

لطیف: رو نہ فیروزہ۔ سب ٹھیک ہو جائے گا...... آج کل میں ایک ٹیوشن ملنے والی ہے۔ پھر اللہ نے چاہا تو وہ فجر کے نام جوگی ستارہ بی بی کہیں نہ کہیں مل جائے گی، ایک دن...... ٹفن دان کہاں؟

فیروزہ: عنایت لے گیا تھا۔ ایک تو یہ لوگ چیزیں بڑی ہنسی خوشی لے جاتے ہیں۔ موڑتے وقت مرگی پڑ جاتی ہے ان کو۔

لطیف: میں ابھی لے آتا ہوں۔ دیکھ تھوڑا سا انڈے کا حلوہ بھی بنا رکھ بھاگوان جب...... ریڈیو سٹیشن پر سب کھا کھا کر خوش ہوتے ہیں۔ جب تیری تعریف کرتے ہیں تو مجھے بڑی راحت ہوتی ہے۔

(جاتا ہے فیروزہ ہنڈیا میں کفگیر چلانے لگتی ہے۔)

(فیڈ آؤٹ)

سین نمبر 4 آؤٹ ڈور دن کا وقت

(آپا جی کے گھر کا اندرونی آنگن، ابا جی، آپا جی، نگینہ، عاصم بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے نگینہ کی ہونے والی ساس۔ ایک نند اور بونگی شکل کا نوجوان ہونے والا دولہا بیٹھا ہے۔ یہ تینوں بہت ہی نودولتیے ہیں۔ ساس نے ساڑھی پہن رکھی ہے۔ بیٹی گوٹے والا غرارہ قمیص پہنے ہوئے ہے اور ہونے والا دولہا چیک کی قمیص پینٹ پہنے ہوئے ہے۔ وہ بار بار منہ پر رومال رکھتا ہے اور کنکھیوں سے نگینہ کی طرف دیکھتا ہے۔ عاصم سب کو دودھ پلا رہا ہے۔ لمبے سلور کے گلاسوں میں۔)

آپا: دودھ پی لیں آپا جی، اب تو بات پکی ہو گئی خیر ہے۔

ساس: اجازت ہو تو میں نگینہ بیٹی کو انگوٹھی پہنا دوں؟

ابا: ان کو ذرا مربعوں کی سیر کرا لاتی راشدہ۔ پھر میرا امداد بھی گھر آ جاتا۔ وہ بھی شامل ہو جاتا رسم میں۔

نند: چاچا جی۔ ہمیں جلدی لاہور پہنچنا ہے۔

عاصم: اتنی جلدی کیسی جی۔ اب ہم آپ کو جانے تھوڑی دیں گے۔

نند: بس جی ایک ضروری کام ہے۔

آپا: (خوشدلی سے) ابھی تو آپ چل کر ہمارا ٹیوب ویل دیکھیں۔ پھر اگلی دفعہ ابا جی کی زمینوں پر لے چلیں گے۔

نند: امی دیر نہ کریں پلیز۔ میرا Six million نہ نکل جائے کہیں۔

دولہا: میں تجھے وقت پر پہنچا دوں گا ساجدہ۔

آپا: میری نگینہ بھی بالکل ایسی ہے۔

نند: ٹیلی ویژن ہے یہاں؟

آپا: میاں جی نے بیچ دیا۔ کہنے لگے اب رنگین ہی خریدیں گے۔ ان کو بڑا شوق ہے رنگین ٹیلی ویژن کا۔

عاصم: چلیں جی جیپ آئی کھڑی ہے مربعوں سے۔

نند: میں تو نگینہ باجی کے پاس ٹھہروں گی۔ امی آپ جلدی آجانا واپس۔ دیر نہ کرنا پلیز۔

(اب دولہا۔ عاصم۔ آپا جی۔ نند اٹھتے ہیں۔)

نگینہ: میرے کمرے میں چلیں گی آپ؟

نند: چلیں جی آپ چاہے ہمیں جہنم میں لے جائیں۔

ساس: ہائے کتنا شوق چڑھا ہے اسے نگینہ کا۔

(یکدم دولہا چاؤ سے کھی کھی کر کے ہنستا ہے۔ ماں اسے گھورتی ہے۔ وہ چپ کرتا ہے۔ سب جاتے ہیں۔ دولہا کو ابا جی آواز دیتے ہیں۔)

ابا: سلیم۔ سلیم بیٹے۔

(دولہا مڑتا ہے۔)

ابا: ذرا مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ تم دو منٹ میرے پاس ٹھہرو۔

(سب جا چکے ہیں صرف ابا اور سلیم سیٹ پر موجود ہیں۔ سلیم ریشہ خطمی انداز میں اس کے پاس بیٹھتا ہے۔)

ابا: بیٹے تم پڑھے لکھے آدمی ہو۔ میرا خیال ہے پڑھا لکھا آدمی فراخدل ہو جاتا ہے اپنی تعلیم کی وجہ سے۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی پروا نہیں کرتا' کمینہ نہیں ہوتا۔ تعلیم اسے وسعت نظر دیتی ہے۔

سلیم: (ڈر کر) جی اماں جی نے آپ کو بتا دیا ہے ناں کہ میں بی اے پاس ہوں۔

ابا: (ٹٹول کر اس کا ہاتھ پکڑتا ہے) میں سمجھتا ہوں بیٹے پڑھے لکھے لوگوں میں بڑی وسعت ہوتی ہے۔ وہ چادر کی طرح دوسروں کے عیب چھپا لیتے ہیں اپنے علم میں۔

سلیم: ہاں جی تعلیم سے ہی آدمی انسان بنتا ہے۔

ابا: ساری کائنات ایک تال پر ناچ رہی ہے بیٹے۔ اللہ کے ستارے' سیارے سب سر کیے ہوئے ہیں۔ سرمدی نغموں سے بھری ہے۔ اس کی یہ ساری لیلا......

سلیم: وہ جی مربعوں پر جانا تھا مجھے۔

ابا: (ہاتھ جوڑ کر) دیکھو بیٹا! سر اور تال کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ ایک ماترا بھی

زیادہ لگ جائے تو...... نغمہ بے سرا ہو جاتا ہے۔ جو کچھ...... میری بیٹی نے تم لوگوں کو بتایا ہے جھوٹ ہے۔

سلیم: جی؟

ابا: ہم پکی سرکار کے متولیوں کی اولاد نہیں ہیں...... ہم سر تال کی خدمت کرنے والے لوگ ہیں۔ ہماری کئی پشتیں اسی انتظار میں رہی ہیں کہ کب تم سے پڑھے لکھے لوگ آگے بڑھ کر ہمیں سینے سے لگا لیں۔

(اس وقت آپا واپس آتی ہے۔ سلیم کو چلنے کا اشارہ کرتی ہے' وہ باہر جاتا ہے۔ آپا اس کا چہرہ دیکھتی ہے۔ اب وہ آہستہ آہستہ باپ کی طرف بڑھتی ہے۔ اب تک وہ بڑی منہ زوری عورت ہے لیکن اب اس کا ماسک ٹوٹنے لگا ہے اور ایک بیچاری غم دیدہ عورت باہر ابھرنے لگتی ہے۔ باپ یوں بولتا جاتا ہے جیسے وہ اب بھی سلیم سے باتیں کر رہا ہو۔)

باپ: یہ میری بیٹی راشدہ...... بہت اچھا گاتی ہے بیٹے۔ کہیں اس کی تعلیم ہو جاتی تو...... آج ستارہ کا قدم نہ جم سکتا...... لیکن بیٹے ایک روز یہ سکول سے روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی۔ ابا میں اب سکول نہیں جاؤں گی اور...... اور تم کو میری قسم ہے۔ تم بھی گھر سے کبھی باہر نہیں جاؤ گے وہاں...... سکول میں میری بے عزتی ہوئی ہے ابا...... یہاں میرے پاس آؤ سلیم......

(راشدہ پاس آکر باپ کے قدموں میں بیٹھتی ہے۔ اب اس کے آنسو آنکھوں سے جاری ہیں۔)

باپ: پھر میں نے اپنے کسی بچے کو موسیقی کی تعلیم نہیں دی بیٹے...... بتاؤ ہمارا کیا قصور ہے۔ پڑھے لکھے لوگ تصویر بنانے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ گیت کہنے والوں سے پیار کرتے ہیں۔ بتاؤ بیٹا ہم لوگوں کے حصے کی عزت تم نے کہاں چھپا رکھی ہے؟ ہم نے تو کئی پشتوں سے سُر کی خدمت کی ہے اور اس کے بدلے میں کچھ نہیں مانگا لیکن میرے بچوں نے تو اس سے بھی منہ موڑ لیا۔ تم انہیں سینے سے کیوں نہیں لگاتے؟ انہیں اپنا کیوں نہیں بناتے؟

آپا: آپ بھی کیسے باپ ہیں ابا جی؟ آپ نے ہمیشہ سچ کو بچوں پر ترجیح دی۔ اب نگینہ کو وہ

کیسے بیاہ لے جائیں گے؟

(باپ شفقت سے آپا کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے۔)

باپ: میں تمہارا بڑا گنہگار ہوں راشدہ۔ میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ جھوٹے آدمی کا ئز کبھی سچا نہیں ہوتا۔

آپا: ابا جی۔ جب ہاتھ پلے کوڑی نہ ہو۔ شکل بھی واجبی ہو۔ عزت بھی جھوٹی ہو تو...... جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ صبح شام، رات دن۔

باپ: (شفقت سے سر پر ہاتھ پھیر کر) اللہ کارساز ہے۔ جھوٹ بولنے سے فائدہ۔

آپا: پکی سرکار والے سائیں جی اگر زندہ ہوتے ابا جی تو وہ ضرور ہمیں اپنے رشتہ دار بنا لیتے۔ وہ کوئی عام لوگ تھوڑی تھے۔ آپ نے سُر کی خدمت کر کے دیکھ لی۔ ہم نے گانا بجانا چھوڑ کر دیکھ لیا ابا جی۔ کہیں کوئی پناہ نہیں، کہیں کوئی پناہ نہیں ابا جی۔ کہیں کوئی پناہ نہیں۔

کٹ

سین 5 آؤٹ ڈور (رات کا وقت)

(اس میں ہم یہ چیزیں اسٹیبلش کریں گے کہ عاشی اور سکندر اور افتخار اور ستارہ فلم کے پریمیئر پر آتے ہیں۔ سینما کے سامنے جھنڈیاں لگی ہیں۔ خوب کاروں کا رش ہے۔ عاشی اور سکندر کار سے اترتے ہیں۔ اندر جاتے ہیں۔ اسی طرح تھوڑی دیر کے بعد افتخار اور ستارہ کار میں آتے اور اترتے ہیں۔ پھر ان کو علیحدہ علیحدہ جوڑا جوڑا جاتے دکھاتے ہیں۔)

کٹ

سین 6 ان ڈور (رات کا وقت)

(ایک باکس میں افتخار اور ستارہ بیٹھتے ہیں۔ ساتھ ہی دوسرے باکس میں عاشی اور سکندر

بیٹھتے ہیں اور فلم دیکھ رہے ہیں۔ ستارہ رو رہی ہے۔ ستارہ کو افتخار رومال دیتا ہے کہ وہ اپنے آنسو پونچھے۔ باکس میں ان دونوں جوڑوں کو اس فلم کے ٹکڑوں کے ساتھ دکھاتے ہیں جس کو یہ دونوں جوڑے دیکھنے آتے ہیں۔)

فلم کا سین

(سکرین پر جو فلم دکھائی جائے گی، اس کا ٹکڑا علیحدہ بنے گا۔ یہ فلم افتخار اور عاشی کو کاسٹ کیے ہوئے ہیں۔ اس میں خالص فلم کا ماحول ہے۔ عاشی پیانو پر بیٹھی گانا گا رہی ہے۔ افتخار دولہا بنا بیٹھا ہے۔ ارد گرد مہمان کھڑے بیٹھے ہیں۔ افتخار کی دلہن ساتھ بیٹھی ہے۔ یہ ایسا Typical سین ہے جس میں ہیرو کی شادی ہو جاتی ہے اور اس کی پرانی محبوبہ شادی کے دن پیانو بجا کر گانا گایا کرتی ہے۔ افتخار پر اس گانے کا شدید اثر ہو رہا ہے۔ گانے کے اختتام میں افتخار بے قابو ہو کر پیانو کے پاس جا کر کھڑا ہوتا ہے۔ عاشی چہرے پر ہاتھ رکھ کر بھاگتی ہے۔ فلم میں آواز ستارہ کی ہے۔)

گیت نمبر 2

جل میں آگ جلی یہ کیسے — سکھی ری آگ جلی یہ کیسے؟
ندی میں چاند اتر گیا کیسے — من مندر کی لو ہو جیسے
دکھ برکھا سے بھیگ کر — کلی کھلی یہ کیسے؟

سکھی ری کلی کھلی یہ کیسے؟
جل میں آگ جلی یہ کیسے؟
سکھی ری آگ جلی یہ کیسے

(فلمی شادی کا سین اور باکس میں بیٹھے ہوئے جوڑوں کو باری باری دکھانے سے یہ بات واضح کی جاتی ہے کہ عاشی بہت خوش ہے لیکن ستارہ کی جان پر بنی ہے۔)

کٹ

سین 7 ان ڈور (رات کا وقت)

(افتخار اور ستارہ نے وہی لباس پہن رکھے ہیں جو فلم کے وقت اس نے پہن رکھا

ہے۔ افتخار اس وقت صوفے پر یوں لیٹا ہے کہ اس کی ٹانگیں صوفے سے Dangle کر رہی ہیں اور وہ پلنگ پر اس طرح لیٹا ہے۔ اس نے سیاہ شلوار قمیص پہن رکھا ہے اور گلے میں مالا ہے۔ ستارہ صوفے پر ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھی ہے۔ اس نے اپنے بازو کھڑے زانوؤں کے گرد حمائل کر رکھے ہیں اور ٹھوڑی کو گھٹنوں پر جما رکھا ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو گر رہے ہیں۔)

ستارہ: مجھ کو تمہارے ساتھ پریمیئر پر نہیں جانا چاہیے تھا۔

افتخار: تم نے خوامخواہ گانا چھوڑ دیا۔ سنا تھا آج اپنے گانے کو۔

ستارہ: اس نے مجھے تمہارے ساتھ ضرور دیکھا ہوگا۔

افتخار: تم کو تو خدا نے آواز دی' خوامخواہ

ستارہ: دراصل...... افتخار میں ہمیشہ باتوں میں آجاتی ہوں اور کبھی وہ نہیں کر سکتی جو مجھے کرنا چاہیے جو میرا دل مجھے کہتا ہے۔

افتخار: سنو ستارہ۔ ایک بار تم کو اس کا امتحان لینا ہوگا ورنہ ہر بار...... یہ گیند پہلے سے زیادہ زور کے ساتھ تمہارے منہ پر لگے گی۔ سمجھوتہ ہو تو مضبوط ہو ورنہ نہ ہو۔

ستارہ: سمجھوتہ ہو جائے افتخار چاہے مضبوط نہ ہو۔

افتخار: مرد عورت کے ساتھ تین رشتے قائم کر سکتا ہے یا وہ اس سے محبت کرتا ہے یا اس کی حفاظت کر سکتا ہے یا پھر اسے اپنے آرٹ میں امر کرتا ہے۔ میں تمہاری حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔

ستارہ: تم غلط سمجھے ہو۔ مرد یا عورت کو قتل کرنا چاہتا ہے یا اسے مضحکہ خیز بنانا چاہتا ہے یا پھر اس کا انجر پنجر توڑنا چاہتا ہے۔

افتخار: جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا ستارہ تو تم طفیل صاحب کے دفتر کے سامنے برآمدے میں کھڑی تھیں۔ چق پر ہاتھ دھرے تم نے دو چھوٹی چھوٹی چوٹیاں کر رکھی تھیں اور تمہارے چہرے پر کوئی میک اپ نہیں تھا۔

ستارہ: اگر میں تمہارے ساتھ فلم پر نہ جاتی...... اس نے مجھے دیکھ لیا ہوگا افتخار اب وہ مجھے کبھی نہیں بلائے گا۔

افتخار: تمہارے ساتھ تمہارا خاوند تھا۔ ماسٹر فضلی کا بیٹا۔ وہ اس وقت تمہارا چپڑاسی لگ رہا تھا۔ (یکدم کروٹ لے کر) In the First place, why did you marry him.

ستارہ: یہ بات مجھے تمہیں کتنی بار بتانا پڑے گی۔

افتخار: ہوٹل کی چھت تلے پہلی بار۔

ستارہ: ماسٹر کے گھر میں جایا کرتی تھی۔ حالانکہ میرے ابا مجھے کسی کے گھر جانے نہیں دیتے تھے...... پر میں چھوٹی ماں سے پوچھ کر ماسٹر فضلی کا گانا سننے جاتی تھی۔ وہ بھی کبھی کبھی مجھے اپنے ساتھ گانے کو کہتے تھے...... پھر اچانک ایک رات مجھے خبر ملی کہ ان کے بیٹے فیروز نے زہر کھا لیا ہے۔

افتخار: تم چوری چوری ہسپتال پہنچیں اور فیروز کو مرنے سے بچایا۔

(سوپر امپوز۔ ستارہ اور فیروز کسی سٹوڈیو کے آگے برآمدے میں کھڑے ہیں۔ افتخار سیڑھیاں چڑھ کر اوپر برآمدے میں جاتا ہے۔ ڈائیلاگ سوپر امپوز۔)

ستارہ: افتخار خدا کی قسم مجھ میں ذرا Pride نہیں ہے۔ تم ایک بار مجھے فون کر لینے دو۔ میں خود اسے سب کچھ Explain کر دوں گی۔ دیکھو ناں کہیں یہ نہ ہو کہ وہ سمجھے میں اسے Defy کر رہی ہوں۔

افتخار: تم کو اس زہر کے واقعے سے پہلے فیروز سے محبت تھی......؟

ستارہ: تم کو فیروز کی پڑی ہے۔ خدا کے لیے افتخار اتنی ضد نہ کرو۔ مجھے ایک بار فون کر لینے دو۔

افتخار: جب تک موتی سمندر کی تہہ میں ہوتا ہے۔ کیسی سر دھڑ کی بازی لگا کر انسان اس تک پہنچتا ہے۔ جب یہی موتی جوہری کی دکان پر آتا ہے تو داؤ کم قیمت ہو جاتا ہے۔ صرف جیب پر بوجھ پڑتا ہے لیکن خریدنے کے بعد یہ کبھی دراز میں بند رہتا ہے۔ کبھی لاکر میں' کبھی سنک پر بھول جاتے ہیں اسے' کبھی سرہانے تلے......

ستارہ: خدا کے لیے یہ فلسفے کا وقت نہیں ہے۔

افتخار: میں جانتا ہوں کس چیز کا وقت ہے۔

ستارہ: کس چیز کا؟

افتخار: You need a good thrashing افسوس یہاں ہوٹل میں ہو ورنہ میں تمہیں سیدھی کر دیتا۔ بے وقوف، احمق، گدھی عورت۔ تمہارا خیال ہے اگر وہ تم سے محبت کرتا، تھوڑی سی بھی تو وہ یوں رہ سکتا تھا لاتعلق۔ میں تم سے ذرا محبت نہیں کرتا، تب بھی میں تمہاری مصیبت پر تلملا جاتا ہوں۔ خدا کے لیے اس کے پیچھے مت بھاگو۔ اسے خود ایک بار Resolve کر لینے دو کہ وہ کیا چاہتا ہے؟

ستارہ: میں کسی قیمت پر کسی طور پر اس سے علیحدہ نہیں رہ سکتی۔ کبھی بھی ہو میں اس کے پاس رہوں گی ہمیشہ ہمیشہ ہمیشہ۔

افتخار: تو اسے فون کرو۔ معافی مانگو۔ واپس چلی جاؤ۔ پھر چھ مہینے کے بعد اس سے دوگنی ذلت کے ساتھ باہر آ جانا۔ رفتہ رفتہ شٹل کاک کی طرح کبھی تم اس کے کورٹ میں ہو گی، کبھی میرے کورٹ میں اور دو چار سال کے اندر ہم تمہیں مل کر گنجی کبوتری بنا دیں گے۔

(اس وقت ہوٹل کا بیرا بڑی ٹرالی لے کر آتا ہے، اس پر کھانا لگا ہے۔)

خانساماں: سر وہ کھانا لگا دیا ہے۔

افتخار: میرے لیے پراٹھا پکایا ہے؟

خانساماں: جی سر۔

ستارہ: اس وقت کھانا؟

افتخار: میرے جیسے ذہین آدمی کا ذہن زیادہ کام کرتا ہے۔ میری Calories تم سے زیادہ Burn کرتی ہیں، چلو۔

بیرا: وہ سر نیچے غوری صاحب انتظار کر رہے ہیں آپ کا لابی میں۔

ستارہ: اس وقت؟

بیرا: جی وہ کہہ رہے ہیں، ضروری کام ہے۔

افتخار: کچھ ٹھنڈا وغیرہ Offer کروا نہیں۔

بیرا: کافی دی ہے سر۔

افتخار: گڈ بوائے۔

(بیرا جاتا ہے۔ دروازہ اپنے پیچھے مودب طریقے سے بند کرتا ہے۔)

ستارہ: ساری زندگی، ساری عمر مجھے کسی نے اپنی مرضی نہیں کرنے دی افتخار۔ جہاں میں جاتی ہوں، جہاں رہتی ہوں وہاں ہمیشہ دوسرے لوگوں کی مرضی مجھ سے طاقتور ہوتی ہے۔

افتخار: میں تمہارا مالک نہیں ہوں۔ اٹھاؤ فون اور کرو اس Exploiter کو فون اسی وقت...... لیکن اگر اس نے تمہاری بے عزتی کی تو خدا قسم I will break his Skull.

(ستارہ فون نمبر ملاتی ہے)

افتخار: میں ذرا غوری صاحب کا تیاپانچہ کر لوں اتنی دیر میں (جاتا ہے)

ستارہ: سکندر۔ سکندر سنو۔ دیکھو میری بات سنو۔ میں ستارہ بول رہی ہوں۔ خدا کے لیے فون بند نہ کرنا۔

(دوسری طرف فون سکندر اٹھاتا ہے۔ سنتا ہے، پھر ساتھ بیٹھی ہوئی عاشی کے کانوں کے ساتھ لگاتا ہے۔)

(مجھے تھوڑا سا وقت دو...... مجھے (یکدم فون کو دیکھتی ہے جیسے دوسری طرف فون کسی نے بند کر دیا ہو۔ پھر آہستہ سے کہتی ہے) سکندر۔ سکندر

فون رکھتی ہے اور زانو پر سر رکھ کر سسکیاں بھرنے لگتی ہے۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور (لابی) رات کا وقت

(غوری صاحب فلمی دنیا کے بڑے دھنتر خان ہیں۔ وہ اپنی تعلیم، تجربے اور بیرونی ممالک کی سیاحی کی بدولت فلمی دنیا کے چھٹ بھیوں کو مرعوب کرتے ہیں۔ منہ میں پائپ ہوتا

ہےاور دھوئیں کے مرغولے چھوڑنے کے عادی ہیں۔ یہ ایسے ڈائریکٹر ہیں جو فلمیں تو کم بناتے ہیں لیکن ان کی گفتگو کی وجہ سے فلمی دنیا میں تہلکہ بہت ہے۔ اس وقت افتخار اور وہ دونوں ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہیں۔ کافی سامنے دھری ہے۔)

غوری: میں آپ کو رات کے وقت تکلیف نہ دیتا لیکن کل میں اسلام آباد جا رہا ہوں۔ سٹیٹ فلم اتھارٹی والوں کے ساتھ ایک میٹنگ ہے۔ کچھ Ideas ہیں۔ کچھ Plans Discuss کرنے ہیں، کچھ پروڈیوسروں کے Problems ہیں۔

افتخار: آپ کی ہمت ہے غوری صاحب ورنہ ہم لوگ تو بس ایسے پھنستے ہیں کہ شوٹنگ کے علاوہ اور کسی کام کا وقت ہی نہیں ملتا۔ بادام لیجئے۔ Roasted ہیں۔

غوری: تو تھینک یو۔

(اب باقی وقت افتخار بادام اٹھا اٹھا کر خود کھاتا رہتا ہے)

غوری: سویڈن میں بھی سب لوگ میرے Creative Force پر حیران ہوتے ہیں۔ انگمار برگمن نے تو میرا نام Galloping Horse رکھا ہوا تھا۔

افتخار: کیا بات ہے جی برگمن کی آپ نے (Stawberries) دیکھی؟

غوری: میں ساتھ تھا اس کے۔ وہ جو Famous Scene ہے Duel والا، میں نے arrange کر کے دیا تھا۔ برگمن سارے سین کو Long میں ٹریٹ کرنا چاہتا تھا (ہاتھوں کی فریم بنا کر) میں نے جائزہ لیا اور کہا اس سے برگمن سے۔ Mid میں ٹریٹ کر دیا Close میں ورنہ سارا Effect تباہ ہو جائے گا۔

افتخار: آپ کی کیا بات ہے غوری صاحب۔

غوری: یہاں بھی ویسی فلمیں بن سکتی ہیں ہمارے پاس Talent ہے، Ideas ہیں، محنت نہیں ہے۔ میں نے نیف ڈیک کی میٹنگ میں مرید صاحب سے صاف صاف کہا تھا کہ آپ ہمیں Talented آدمی دیں، ہم آپ کو آرٹ موویز دیں گے۔

افتخار: Idea کی بھی کچھ کمی لگتی ہے غوری صاحب۔ میرا خیال ہے ہم آج تک وہی ایک پرانی Stereotype کہانی بنا رہے ہیں۔

غوری: آپ میرا Idea سنیں جس کے لیے میں حاضر ہوا ہوں۔ جب آپ Idea سنیں

گے تو آپ خود کہیں گے، میں اس میں کام کروں گا۔ آپ دیکھیں گے۔ گریجوایٹ ایوارڈ لے گی۔ کوئی مشکل کام نہیں ہے، صرف ارادہ چاہیے۔

افتخار: انشاءاللہ۔ انشاءاللہ۔ بڑے نرم بادام ہیں، پلیز ٹرائی کریں۔

غوری: نو تھینک۔ میرا خیال ہے کہ میں Split Personality پر فلم بناؤں گا۔ ہیرو ایک نیک دل، محنتی جوان ہے لیکن چلتے چلتے اچانک کسی Noise کی Frequency سے اس کی پرسنیلٹی بدل جاتی ہے، وہ شرابی، جوئے باز...... اوباش آدمی بن جاتا ہے اور اپنی بیوی کو مار دیتا ہے۔

افتخار: Wonderful......!

(اس وقت ستارہ اوپر سے اترتی آتی ہے۔ وہ مڑ کر اندر کی طرف چلی جاتی ہے۔ جیسے ڈائننگ ہال کی طرف گئی ہو۔)

غوری: یہ میڈم ستارہ نہیں ہیں؟

افتخار: جی وہی ہیں۔

غوری: یہ تو بلبل پاکستان ہیں۔

افتخار: (سر اثبات میں ہلاتا ہے)

غوری: یہ ہوٹل میں ہیں آج کل۔ سنا ہے کوٹھی بنالی تھی اپنی۔

(یہاں پر غوری کے چہرے پر شیطنت ہے۔ افتخار اس کی طرف معصومیت سے دیکھتا ہے۔)

کٹ

سین 9 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(ایک چھوٹا سا تباہ حال مزار۔ آپ اسے کسی بیرونی جگہ پر فلمانا چاہیں تو آپ کی مرضی ہے۔ اگر سٹوڈیو میں مزار بنانا چاہیں تو بھی آپ کی Discetion ہے لیکن مزار پرانا ہونا چاہیے۔ اباجی مزار پر دیا جلا کر رکھتے ہیں۔ پھر اپنی پگڑی اتار کر مزار کی لوح پر رکھ کر نیچے

بیٹھتے ہیں اور ہاتھ جوڑ کر گاتے ہیں۔)

(گانے کے آخر تک چھل چھل آنسوان کی آنکھوں سے برستے ہیں۔)

"گیت"

مورے خواجہ

غریب نواجا

اتنی عرج سنو واری

بنتی کرت میں تمہاری

پل پل روپ میں بدلوں کیسے؟

اس چنتا نے ہاری

مورے راجہ

غریب نواجہ

(صرف ایک دیا مزار پر روشن ہے)

(آہستہ آہستہ کیمرہ باپ کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔ آخر میں سکرین پر صرف اس کی آنکھیں رہ جاتی ہیں۔ گیت جاری رہتا ہے۔)

فیڈ آؤٹ

قسط نمبر (8)

کردار

ستارہ

سکندر

افتخار

عاشی

چوکیدار

مالی کی لڑکی

جمیلہ

غوری صاحب

اباجی (ماسٹر فضلی)

آپاراشدہ

نگینہ

(ہم ابا جی کو مزار پر گاتے ہوئے دکھاتے ہیں۔ اس گانے کے دوران اگر ممکن ہو تو اسی چلتی تصویر پر ستارہ آپا' عاصم اور نگینہ کے چہرے سپر امپوز ہوتے ہیں جس سے یہ تاثر ہو کہ باپ ان بچوں کی خاطر جانے کون کون سے روپ دھارتا ہے۔)

ٹائٹل ختم ہوتا ہے۔

کٹ

سین 1 ان ڈور (ہوٹل) دن کا وقت

(ستارہ مکمل طور پر نروس بریک ڈاؤن کا شکار ہے۔
افتخار بہت متفکر ہے۔ اب جو وہ ہنسانے کی باتیں کرتا ہے لیکن ستارہ پر اثر نہیں ہوتا۔ وہ ستارے کے لیے بہت متوحش ہے اور اس وقت وہ برف کی پٹیاں ستارہ کے ماتھے پر رکھتا ہے۔ افتخار منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر ستارہ پر دم کرتا ہے۔ ستارہ آہستہ آہستہ آنکھیں کھولتی ہے)

ستارہ: میں کتنی دیر سوئی ہوں افتخار؟

افتخار: چپ چاپ پڑی رہو اور بکواس کرنے کی کوشش مت کرنا۔

ستارہ: تم بڑے اچھے ہو افتخار۔

افتخار: یہ بہت پرانا Topic ہے۔ بعد میں بھی ڈسکس ہو سکتا ہے۔ Shut your eyes.

(ستارہ آنکھیں بند کرتی ہے)

ستارہ: تم یہ کیا کر رہے ہو؟

افتخار: تمہارا بخار تیز ہو گیا ہے۔ پھر سے برف کی پٹیاں لگا رہا ہوں اور تمہاری جان کو رو رہا ہوں۔ تم نے پکڑ کر میرا سارا شوٹنگ شیڈول تباہ کر دیا ہے۔ سیٹ پر ڈائریکٹر غوری میری جان کو رو رہے ہوں گے۔

ستارہ: میں نے خواب میں ابا جی کو دیکھا افتخار۔

افتخار: ابا۔جی۔ or no ابا جی۔ تم چپ رہو اب۔ ہوٹل بیمار پڑنے کی جگہ نہیں ہے۔

ستارہ: وہ مجھے تلاش کر رہے تھے۔ بڑے اونچے اونچے پہاڑوں پر۔ مجھے بڑا ڈر لگا کہ کہیں وہ گر نہ جائیں کسی پہاڑی سے۔

افتخار: چپ کرو۔

ستارہ: یہ استاد بھی کیا چیز ہوتے ہیں۔ ٹوٹے کو جوڑتے ہیں۔ راستے میں بھٹکے ہوئے کو شاہراہ پر ڈال دیتے ہیں۔ جو کچھ جب کبھی ملتا ہے' استاد کی دعا سے ملتا ہے۔ ہے ناں۔

افتخار: بڑی باتونی عورت ہے (دراز کھول کر Adhesive ٹیپ نکالتا ہے اور اسے قینچی سے کاٹتا ہے۔ یہ C.U میں دکھایئے تاکہ Register ہو ستارہ کی آواز آتی رہتی ہے۔

ستارہ: استاد ہی سمت مقرر کرتا ہے۔ وہی اجالا کرتا ہے۔ وہی سب کچھ عطا کرتا ہے؟ استاد نہ ہو تو دین ملتا ہے نہ دنیا۔ ہے ناں؟

افتخار: منہ بند کرو۔ بکواسی لڑکی۔

(ستارہ منہ بند کرتی ہے۔ افتخار اس کے منہ پر ٹیپ لگاتا ہے۔ ستارہ شکایت کے انداز میں تلملاتی ہے۔ اس وقت مالی کی لڑکی آتی ہے۔ ہاتھ میں ایک پھول ہے۔)

لڑکی: کیا حال ہے آپا جی کا؟

(افتخار ستارہ کے منہ سے ٹیپ اتارتا ہے۔ ستارہ چپ رہتی ہے)

لڑکی: اب آپ کا کیا حال ہے آپا جی؟

افتخار: جواب دے کمینی۔

ستارہ: (اس سے پھول لے کر) شکریہ۔

لڑکی: ہم سب نے مل کر کل نفل پڑھے تھے جی۔ جمیلہ چاچی میلاد کرائیں گی۔ جب آپ کا بخار اترے گا۔

(افتخار پر اس بات کا اثر ہوتا ہے)

افتخار: اچھا اچھا بھاگو اب آپا جی کو سونے دو۔ آنکھیں بند اور لب بند اور خاموش۔

(جمیلہ سر کے اشارے کے اثبات میں جواب دیتی ہے۔ افتخار جانے کا اشارہ کرتا ہے۔ لڑکی جاتی ہے۔ ڈرائیور کے ساتھ آئی ہو؟)

ستارہ: مجھے یوں لگتا ہے افتخار جیسے گوشت میری ہڈیوں سے علیحدہ ہو گیا ہے۔ مجھے کنویں میں کہیں اندر اندر گرتے رہنے کی فیلنگ ہوتی رہتی ہے۔ آپا جی وغیرہ بڑے اچھے لوگ تھے۔ مجھ سے لڑتے رہتے تھے۔ پر ہمیشہ کے لیے ناراض نہیں ہوتے تھے۔ میری ٹانگیں سو گئی ہیں افتخار دونوں۔

(جمیلہ دھوبن آتی ہے)

جمیلہ: چھوڑیں سرکار میں دباؤں گی ٹانگیں۔

ستارہ: یہ سب تو بہشت جیسا ہے افتخار۔ ایک اور بہشت نہ دیکھا ہوتا تو میرے لیے یہ کافی تھا۔

(جمیلہ پائنتی بیٹھتی ہے۔ افتخار ستارہ کا ماتھا چھو کر دیکھتا ہے۔ پھر جمیلہ سے کہتا ہے)

افتخار: جمیلہ میں شوٹنگ پر جا رہا ہوں۔ نسیم سٹوڈیو میں فلور نمبر 2 پر۔ میں اپنا ٹیلی فون نمبر نذیر کو بھی اور خانساماں کو بھی دے آیا ہوں۔ اگر آپا جی کی طبیعت ذرا بھی خراب ہو تو فوراً پہلے ڈاکٹر مسعود کو اور پھر مجھے اطلاع دینا۔

ستارہ: تم کہاں جا رہے ہو افتخار؟

افتخار: بہت کہا غوری صاحب سے کہ میں نہیں آسکتا لیکن وہ کہتے ہیں، پھر تین مہینے عاشی ڈیٹز نہیں دے سکتی۔ فلم کو عید پر ریلیز ہونا ہے۔

ستارہ: جلدی آجانا۔

افتخار: گیا اور آیا۔ سوپ پلا دینا جمیلہ زبردستی جیسے اپنے بچوں کے سینے پر چڑھ کر دودھ پلایا کرتی تھی چیچی چیچی۔ ان کے پاس نرس رہے گی، تم نرس کے آنے پر گھر چلی جانا۔

جمیلہ: آپ فکر نہ کریں سرکار۔

افتخار: گانے کی شوٹنگ ہے۔ اللہ نے چاہا تو دیر نہیں لگے گی۔ مجھے بڑی پریکٹس ہے

ہیروئن کے پیچھے بھاگنے کی

ستارہ: کون سا گانا ہے افتخار؟

افتخار: وہ...... تمہارے والا۔ پیا نام کا دیا۔

ستارہ: بڑا پرانا گانا ہے۔

افتخار: ایسے کام ہوتے ہی رہتے ہیں بیٹا۔ فلم انڈسٹری میں سات سات سال پہلے گانے ریکارڈ ہوتے ہیں اور شوٹنگ نہیں ہو سکتی۔ اچھا خدا حافظ۔ باتیں مت کرنے دینا اپنی آپا جی کو۔

جمیلہ: اچھا جی۔

ستارہ: کتنا کچھ بدل گیا۔ کتنا کچھ۔

(افتخار پلٹ کر)

افتخار: انسان کے پاس بدلنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں ہے ستارہ۔ There is no other choice for man.

(کیمرہ ستارہ کے چہرے پر آتا ہے۔ وہ سسکیاں لیتی ہوئی تکیے میں منہ چھپاتی ہے۔)

کٹ

سین 2 آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(ایک چھوٹا سا کٹ آؤٹ قسم کا سیٹ۔ اس میں افتخار فون نمبر ملانے کی کوشش کر رہا ہے اور جیسے دوسری طرف فون نہیں مل رہا۔ پاس چوکیدار بندوق لگائے کھڑا ہے)

افتخار: سنو بھائی میرے۔ یہ میں فون کے نیچے بڑا بڑا نسیم سٹوڈیوز کا نمبر لکھ کر جا رہا ہوں (دکھاتا ہے) تم نے آج کوٹھی کے باہر پہرہ نہیں دینا۔ یہاں کرسی پر بیٹھے رہو۔ اگر آپا جی کی طبیعت خراب ہو تو مجھے فوراً فون کر دو۔ نسیم سٹوڈیوز۔

چوکیدار: جی سر۔

(اندر سے دھوبن آتی ہے)

جمیلہ: آپا جی کہہ رہی تھیں سرکار کہ آپ گاڑی آہستہ چلائیں۔

افتخار: بتا دینا کہ میں پیدل سٹوڈیوز جاؤں گا۔ انشاءاللہ۔

(جمیلہ مسکراتی ہوئی جاتی ہے)

افتخار: نذیر کو بلاؤ۔ (چوکیدار جاتا ہے۔ افتخار پھر نمبر ملاتا ہے) ہیلو...... ہیلو۔ نہیں عاشی صاحب مجھے سکندر سے کچھ کہنا ہے۔ آپ سکندر کو بلائیں...... یہ نہانے دھانے کا بہانہ نہیں چلے گا۔ آپ بلائیں اسے...... ورنہ مجھے گھر آنا پڑے گا اور آپ کئی فلموں میں کام کر چکی ہیں میرے ساتھ' آپ جانتی ہی میرا Temper میرے بس کی بات نہیں' بلائیں اسے۔ Get going حرامزادے کو

کٹ

سین 3 ان ڈور وہی وقت

(سکندر کا بیڈ روم۔ سکندر فون اٹھائے بات کر رہا ہے۔ عاشی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی میک اپ کر رہی ہے)

سکندر: جی جی...... میں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

عاشی: (فاصلے سے) مختصر بات یہ ہے سکندر۔ مجھے دیر ہو رہی ہے۔ خدا قسم۔ اوپر سے غوری صاحب بہت بدمزاج آدمی ہیں۔

سکندر: (C.U) دیکھئے افتخار صاحب۔ اب ستارہ میری Lialibity نہیں ہے۔ وہ خود میرا گھر چھوڑ کر گئی تھی۔ میں نے اسے گھر سے نہیں نکالا۔

افتخار: غالباً جس گھر میں آپ رہ رہے ہیں' وہ میڈم ستارہ کا ہے۔

سکندر: لیکن حسن اتفاق سے اس کی رجسٹری میرے نام کی ہے۔

عاشی: (فاصلے سے) شاباش۔ مرد کو Strong ہونا چاہیے۔

سکندر: مجھے افسوس ہے کہ وہ اتنی بیمار ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا

ہے لیکن یقین جانیئے میں اس معاملے میں اپنے آپ کو بالکل Guilty نہیں سمجھتا۔ دراصل وہ ذہنی مریضہ ہے' اسے کسی شوہر کی ضرورت نہیں' کسی Psychiatrist کی ضرورت ہے۔ (وقفہ) خوامخواہ...... خوامخواہ یعنی آپ مجھے خوامخواہ دھمکیاں دے رہے ہیں۔ بیمار وہ آپ کی وجہ سے ہوئی اور الزام آپ مجھے دے رہے ہیں۔ آپ کی ہمدردی اس کے لیے زہر ہے افتخار صاحب۔ اصلی گنہگار آپ ہیں...... عورت کو سیدھا رکھنا چاہیے سیدھا۔ خدا حافظ۔

(فون رکھتا ہے)

عاشی: کیا کہتا تھا؟

سکندر: بکتا تھا۔ عشق جتانا آسان ہے' نبھانا مشکل ہے۔ اب بچو کو جان کے لالے پڑے ہیں۔ سانپ گلے میں لپٹ گیا ہے۔

(دروازے کی گھنٹی بجتی ہے)

عاشی: یہ اب کون جو جلدی آنا سکندر...... مجھے دیر ہو رہی ہے۔ (سکندر جاتا ہے) غوری صاحب خوامخواہ پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ مشاعرے کا سین ہے۔

کٹ

سین 4 ان ڈور دن

(برآمدے کا تھوڑا سا کٹ آؤٹ ڈور قسم کا سیٹ لگا لیجئے۔ یہاں ایک ضرورت مند نوجوان جو گانے کا شوقین ہے اور اپنا نام بنانا چاہتا ہے' کھڑا ہے۔ وہ چہرے بشرے سے غریب ہی نہیں بلکہ تپ دق کا مریض بھی لگتا ہے۔ کبھی کبھی ہلکا ہلکا کھانستا ہے۔ سکندر باہر آتا ہے)

سکندر: جی فرمائیے۔

نوجوان: سلام علیکم سر۔

سکندر: وعلیکم سلام۔

(سکندر کا طریقہ ایک بیوروکریٹ کا ہے' وہ لہجے میں ایک سختی رکھتا ہے حالانکہ جو باتیں وہ کہتا ہے' سخت نہیں ہیں)

نوجوان: جی میں آپ کے پاس ایک چھوٹی سی عرض لے کر آیا تھا۔

سکندر: دیکھئے آپ بات مختصر کریں۔ مجھے ریکارڈنگ پر جانا ہے اور میرے پاس وقت کم ہے۔

نوجوان: جی...... مجھے گانے کا شوق ہے۔

سکندر: اچھا اچھا۔ میں سمجھا تھا آپ کوئی مالی مدد وغیرہ چاہتے ہیں۔

نوجوان: نہیں جی...... میں پتوکی کا رہنے والا ہوں...... میں آپ کا بہت پرانا فین ہوں سر۔ مجھے آپ کے سارے گانے آتے ہیں۔ اگر آپ میرا ٹیسٹ لینا چاہیں۔

سکندر: بھائی میرے میں آپ کا ٹیسٹ لے کر کیا کروں گا بھلا۔

نوجوان: جی میں پتوکی میں کافی فنکشنوں میں گا چکا ہوں۔ پچھلے سال جب ہارس اینڈ کیٹل شو ہوا تھا ہمارے ڈی سی صاحب نے......

سکندر: آپ کے ڈی سی صاحب ضرور باذوق آدمی ہوں گے اور آپ ضرور پتوکی کے عظیم آرٹسٹ ہوں گے لیکن بتائیے میں کیا کروں؟

نوجوان: جی آپ مجھے ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر صرف ایک چانس دلا دیں سر' صرف ایک چانس۔

سکندر: یعنی؟

نوجوان: اگر فلم میں کسی کورس میں ہی ایک موقع دے دیں' آپ دیکھیں گے سر...... میری آواز بری نہیں...... مجھے ایک بار موقع مل جائے تو میں جلد ہی میڈم ستارہ کے ساتھ دوگانے گانے لگوں گا۔

سکندر: اب تم ان کے ساتھ دوگانے نہیں گا سکو گے کبھی۔

نوجوان: کیوں جی؟

سکندر: اول تو وہاں تک پہنچنا مشکل ہے۔ دوسرے میڈم ستارہ نے گانا چھوڑ دیا ہے۔

نوجوان: اچھا جی کب...... میں تو ریڈیو سے ان کے گانے سنتا رہتا ہوں۔ عام طور پر......

سکندر: ریڈیو پر تو بیس سال پہلے کے گانے آتے رہتے ہیں۔

عاشی: (عاشی آتی ہے) سکندر مجھے بڑی دیر ہو گئی خدا کی قسم۔

نوجوان: آپ مجھے ایک رقعہ لکھ دیں سر۔ ریڈیو' ٹیلی ویژن پر سب آپ کی عزت کرتے ہیں۔

سکندر: اب یہ تو تمہاری زیادتی ہے۔ مجھے کیا پتہ تم میں Talent ہے کہ نہیں۔ جس طرح ہم دھکے کھا کر بنے ہیں' مصیبتیں جھیلی ہیں' ویسے ہی تم بھی کرو۔

نوجوان: سر جی Talent ہو بھی تو سفارش کے بغیر کام نہیں چلتا۔ آپ رفیق صاحب کے نام ایک پرزہ لکھ دیں۔

عاشی: دیکھئے آپ پھر کسی روز آئیں۔ اس وقت سکندر صاحب کے پاس وقت نہیں ہے۔ بڑی مجبوری ہے' آپ برا نہ منائیں۔

نوجوان: جی میں تو پتوکی سے آیا ہوں بڑی مشکل سے۔

عاشی: (پرس کھول کر دس روپے کا نوٹ نکال کر) تو بھائی اب واپس چلے جاؤ۔ گھنٹے گھنٹے کے بعد بسیں جاتی ہیں پتوکی۔ آؤ چلو سکندر۔ خدا کی قسم مجھے گھر سے سیدھے چلے جانا چاہیے تھا۔ تمہارے پاس میں یونہی آئی۔

سکندر: اچھا جی پھر ملیں گے' خدا حافظ۔

(سلام کے انداز میں ہاتھ اٹھا کر جاتا ہے۔ نوجوان نوٹ دیکھتا ہے۔ پھر آہستہ سے کہتا ہے)

نوجوان: میں تو جی...... گانے کے شوق میں آیا تھا پتوکی سے......

(اس کے چہرے کا کلوز اپ دکھاتے ہیں جس پر گہری مایوسی چھائی ہے)

کٹ

سین 5 ان ڈور دن

(افتخار ایک سپورٹس کار میں ڈرائیور کر رہا ہے۔ اس کی ڈرائیونگ بہت خطرناک ہے اور وہ

ملتان روڈ پر جارہے ہیں۔ اس کے ساتھ ایسا Suspense Music لگایئے جس سے ظاہر ہو کہ اب حادثہ ہوا کہ ہوا۔ مختلف زاویوں سے مختلف مقامات سے افتخار کے نکتہ نظر سے اسے کلوزاپ میں سٹڈی کرتے ہوئے یہ حصہ بنایئے جیسے اس پر بہت زیادہ پریشر ہو۔)

کٹ

سین 6 آؤٹ ڈور دن

(غوری صاحب سیٹ پر موجود ہیں اور کیمرہ مین کو ہدایات دے رہے ہیں۔ سیٹ پر لائٹر مین بتیاں وغیرہ فٹ کر رہے ہیں۔ چل پہل ہے' سیٹ پر بھی کام ہو رہا ہے۔ سامنے دو سیٹ ہیں اور بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن ایک بار ہی نظر آتے ہیں۔ ایسے سیٹ جو عموماً فلموں پر لگتے ہیں۔ ایک حصہ میں افتخار کا بیڈ روم ہے اور ایک کھڑکی ہے۔ پلنگ' میز اور کھڑکی سیٹ غریب آدمی کا ہے۔ دوسرا عاشی کا بیڈ روم ہے' خوبصورت بیڈ' لمبی خوبصورت کھڑکی اور ڈریسنگ ٹیبل۔ دونوں سیٹ میں صرف دو دو دیواریں ہیں۔ ایک دیوار میں دروازہ ہے اور اس کے ساتھ جڑنے والی دیوار میں کھڑکی ہے۔

غوری: بھائی میرے وہ میرا Problem ہے۔

کیمرہ مین: سر Jump ضرور آئے گا۔

غوری: Editing میں ایک مونڈاج لگائیں گے۔ اس جگہ (اس وقت افتخار منہ رومال سے پونچھتا اندر آتا ہے۔ (غوری فاصلے سے) آپ کا ہی انتظار ہو رہا ہے افتخار آیئے آیئے۔ How is madam?

افتخار: ایسے ہی ہے جی ابھی تو۔

غوری: (پاس آکر) خیر اس وقت تو ان سے یہ بات نہیں کہی جاسکتی لیکن (کندھے پر ہاتھ رکھ کر) افتخار تم ذرا ان کی طبیعت ٹھیک ہو تو عرض کرنا۔ تین گانے ان کے ہو چکے ہیں۔ اگر وہ چار گانے اور گا دیں تو میں بڑی ذلت سے بچ جاؤں گا۔

افتخار: کہوں گا' کہوں گا لیکن وہ مانیں گی نہیں۔

غوری: کمال ہے۔ آپ کی بات مانیں گی۔

افتخار: میں جلدی جانا چاہتا ہوں غوری صاحب۔

غوری: آپ پر Depend کرتا ہے سب کچھ۔ میک اپ کریں' آئیں۔ We are ready for shooting

(افتخار جاتا ہے۔ غوری کیمرہ کے View Finder میں آنکھ لگا کر دیکھتا ہے۔ پھر ہاتھوں کی فریم بنا کر منظر کو جانچتا ہے۔ پھر کیمرے کو ذرا سا Move کرتا ہے۔ پھر پائپ کا دھواں چھوڑ کر لمبی سانس بھرتا ہے۔ جیسے مطمئن نہ ہو۔

کٹ

سین 7 ان ڈور کچھ لمحے بعد

(میک اپ روم:- اس وقت افتخار کے چہرے پر مونچھیں ہیں اور میک اپ مین آخری مرحلوں میں اس کا میک اپ کر رہا ہے۔ پاس والی کرسی پر عاشی بیٹھی ہے۔ وہ بہت ماڈرن قسم کا فلمی لباس پہنے ہوئے ہے اور میک اپ مین اس کے میک اپ کے آخری مرحلوں میں ہے۔ افتخار کنکھیوں سے عاشی کی طرف دیکھتا ہے۔ عاشی لاتعلقی سے آنکھوں کا میک اپ کروا رہی ہے۔ جیب میں سے چابیاں نکال کر اپنے میک اپ مین کو دیتا ہے۔)

افتخار: یار تکلیف معاف میری کار کی ڈکی میں سے ذرا میری سگریٹیں تو منگوا دو۔ معاف کرنا۔

میک اپ مین: نہیں کوئی بات نہیں سر جی۔ (جاتا ہے)

افتخار: میں تو تیار ہو گیا ہوں۔ آپ کو کتنی دیر ہے؟

عاشی: (بڑے تکلف سے جواب دیتی ہے) کچھ ہے ہی دیر ابھی۔

افتخار: (بہانے کے ساتھ) یعقوب تمہیں غوری صاحب بلا رہے تھے۔

یعقوب: اچھا جی' ابھی گیا۔

عاشی: تم کام کروا پنا۔ آگے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔

افتخار: انہیں Payment کرنی ہے شاید۔

یعقوب: میڈم میں ابھی آیا۔ معاف کرنا جی یہ Payment کی بڑی بک بک ہوتی ہے۔

عاشی: تھوڑا سا تو کام رہ گیا ہے یعقوب۔

یعقوب: بس جی گیا اور آیا۔ پھر غوری صاحب شوٹنگ میں مصروف ہو جائیں گے۔ مجھے پتہ ہے ان کی عادت کا۔ ابھی آیا جی۔

(اب عاشی اپنی کرسی قدرے موڑ کر افتخار کی طرف پیٹھ کرتی ہے۔ افتخار اپنی کرسی سے اتر کر پچھلی طرف سے ہو کر عاشی کے سامنے آتا ہے)

افتخار: عاشی مجھے تم سے ایک Request کرنی ہے۔

عاشی: جی فرمائیے۔

افتخار: تم کسی نہ کسی طرح آج سکندر کو میرے ساتھ ہوٹل بھیجو گی۔ اگر تمہیں کسی گڑبڑ کا خیال ہو تو تم خود ساتھ چلی آنا۔ آدھے گھنٹے کے لیے۔

عاشی: مجھے کیا مصیبت پڑی ہے آنے کی۔

افتخار: ستارہ مر گئی تو میرا تمہارا نہیں سارے پاکستان کا نقصان ہوگا ایسی آرٹسٹ سے۔ ملک بنتا ہے' عزت ملتی ہے مفت کی ہم سب کو۔ وہ تاج محل ہے پاکستان کا۔

عاشی: سکندر صاحب کوئی میرے پابند نہیں ہیں۔ وہ اپنے گھر میں رہتے ہیں۔ میں اپنے گھر میں' ہم دونوں آزاد ہیں۔ آپ ان سے کہیں۔

افتخار: جی جی جی...... اور کوئی پل آپ کا ایک دوسرے کے بغیر نہیں کٹتا۔

عاشی: افتخار صاحب میں جس قدر نرمی سے بات کرتی ہوں' آپ اسی قدر بکھرتے جا رہے ہیں۔

افتخار: میں منت کر رہا ہوں آرٹ کے نام پر' آرٹسٹ کے نام پر...... یہ بڑی گہری جھیل ہے۔ یہاں تنکا زندگی بچا سکتا ہے اور ایک چھوٹا سا غوطہ لے ڈوبتا ہے۔ آپ تو خود اس پروفیشن میں ہیں۔ آپ کو کیا معلوم نہیں کہ ہم لوگ...... ہم سب کیسی کیسی موت سے مرتے ہیں؟ ہمارے تعاقب میں کیا کچھ ہوتا ہے؟ آپ کو معلوم نہیں۔

عاشی: اچھا جی اب چلیں۔ یہ یعقوب صاحب تو جانے کہاں مر گئے؟

(افتخار اس کی کرسی کے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر اس کا راستہ بند کرتا ہے)۔

افتخار: صرف ایک بار سکندر کو بھیج دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں میں' میں سکندر کو صحیح سالم Un Touched واپس بھیج دوں گا۔

عاشی: (غصے سے) آپ بازو ہٹائیں پلیز۔

افتخار: تم میں اور سکندر انڈسٹری کے وہ لوگ ہیں۔ عاشی وہ کمینے' گھٹیا' حرام خور لوگ ہیں جن کو Chance نے بنایا ہے اور ہم اسے اپنی لیاقت' اپنی قابلیت' اپنے Talent سے منسوب کرتے ہیں۔ ہماری وجہ سے ساری فلم انڈسٹری بدنام ہوتی ہے۔ ہمارے گھٹیا پن کی وجہ سے۔

عاشی: افتخار صاحب میں بہت برداشت کر چکی ہوں۔

افتخار: وہ مر رہی ہے...... سکندر کی منکوحہ بیوی۔

عاشی: (ہنس کر) ایسی بیویوں سے خدا بچائے۔ انڈسٹری ایسی بیویوں سے بھرا پڑا ہے۔

افتخار: تم کو سکندر سے محبت نہیں ہے۔ اگر تمہیں اس سے محبت ہوتی تو عاشی تو تمہیں ضرور اس کی پہلی محبت کا بھی پاس ہوتا۔ تم صرف ستارہ کے ساتھ ون اپ (one Up) ہونا چاہتی ہو۔ تم ایسی عورت ہو جو اپنے سے خوبصورت' اپنے سے ذہین' اپنے سے زیادہ قابل کسی اور عورت کو برداشت نہیں کر سکتی۔ You are not a woman but low lying bitch.

(عاشی زور سے افتخار کے منہ پر طمانچہ مارتی ہے۔ افتخار اسے گردن سے پکڑ لیتا ہے)

افتخار: تم جیسی عورت کے مر جانے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ نہ انڈسٹری میں' نہ زندگی میں...... برساتی کیڑے......

(اس وقت سکندر اندر آتا ہے۔ وہ افتخار کو پیچھے سے پکڑ کر علیحدہ کرتا ہے۔ افتخار مڑتے ہی سکندر کے جبڑے پر مکہ مارتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے۔ عاشی منہ چھپا کر رونے لگتی ہے۔ سکندر ہکا بکا اس کا منہ تکتا ہے)

کٹ

سین 8   ان ڈور۔ سیٹ پر   کچھ دیر بعد

(غوری صاحب کا سیٹ۔ دونوں بیڈ اندھیرے میں ہیں۔ ایک پلنگ پر افتخار لیٹا سگریٹ پی رہا ہے۔ عاشی اس وقت پلنگ پر اوندھی لیٹی ہوئی سسکیاں بھر رہی ہے)

غوری: Wonderful عاشی ونڈر فل۔ کوائٹ...... لائٹز آن۔

(سیٹ پر خاموشی ہوتی ہے)

(ایک دم دونوں سیٹ فل لائٹ میں آجاتے ہیں)

غوری: Play back on کریں۔

(کلیپ بوائے سامنے آکر کلیپ کرتا ہے۔)

(کلیپ۔ کلیپ ون Take one پیا نام کا دیا میوزک شروع ہوتا ہے۔ افتخار سگریٹ کا دھواں چھوڑتا ہے اور پھر کھڑکی میں جا کر کھڑا ہوتا ہے۔ غم اور شکستگی کے تاثرات چہرے پر لاتا ہے اور گاتا ہے۔ پھر کیمرہ عاشی پر آتا ہے' وہ سسکیاں بھرتی کھڑکی تک جاتی ہے اور گانا گاتی ہے۔ اس کے بعد Cut to Cut ان پر کچھ دیر یہ گانا جاری رہتا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ کچھ وقفے کے لیے کیمرہ Movement بھی دکھائی جاتی ہے۔ تماشائیوں میں ایک جانب سکندر بیٹھا ہوا غصے سے بائیں ہاتھ سے ناخن دانتوں سے کاٹ رہا ہے۔ حسنات صاحب چونکہ ان دنوں باہر کی شوٹنگ مشکل ہے' اس لیے آپ کی سہولت کے تحریر ہے کہ جونہی گیت کا مکھڑا ختم ہوتا ہے' آپ اس گانے کا پہلا انترہ بیک پروجکشن کی مدد سے آؤٹ ڈور میں لے جایئے۔ امجد اسلام امجد کا گیت "پیا نام کا دیا جلا ہے ساری رات" اسی کو بیک پر پروجیکٹ کر کے ایک جانب سے افتخار چلتا آرہا ہے اور دوسری طرف سے عاشی اپنے اپنے خیالوں میں ایک مرتبہ پھر خواب میں باغ بہشت میں اکٹھے ہو گئے ہوں۔ دونوں ہاتھ پھیلائے ایک دوسرے کی جانب بڑھتے ہیں۔ بہت کلوز میں۔ گال سے گال ملا کے گیت کا انترہ کہتے ہیں۔

اس سین سے بزنس Show man کی وہ عجیب حالت دکھائی جاتی ہے جہاں کبھی کبھی دشمنوں کو بھی محبت کے سین فلمانے پڑتے ہیں۔)

پیا نام کا دیا جلا ہے ساری رات
قطرہ قطرہ درد کی شبنم
برسی دل کی دیواروں پر
تیرے نام کی خوشبو لے کر
ہولے ہولے' مدھم' مدھم
دکھ اگنی میں جیا   جلا ہے ساری رات
پیا نام کا دیا   جلا ہے ساری رات

کٹ

سین 9   ان ڈور (ہوٹل)   شام

(دھوبن جمیلہ اور ڈاکٹر ستارہ کے پاس ذرا فاصلے پر کھڑے ہیں۔)

جمیلہ: ڈاکٹر صاحب! آپا جی تو بڑی عجیب عجیب باتیں کر رہی ہیں۔

ڈاکٹر: کیسی باتیں؟

جمیلہ: وہ تو جی سارے مرے ہوئے لوگوں کے نام لے رہی ہیں۔ جب جب اللہ نہ کرے دشمنوں سے ایسی حالت میں مردے نظر آنے لگتے ہیں' ڈاکٹر صاحب ان کی روحیں لینے آجاتی ہیں۔

ڈاکٹر: کب سے یہ حالت ہے؟

جمیلہ: آدھے گھنٹے سے۔

ڈاکٹر: افتخار صاحب کہاں ہیں؟

جمیلہ: انہیں فون کر دیا ہے جی نسیم سٹوڈیوز

کٹ

سین10 ان ڈور (آپا راشدہ کا آنگن) دن کا وقت

(اس وقت یہاں نگینہ اور آپا جی موجود ہیں۔ زمین پر ایک نوجوان کی فوٹو پڑی ہے۔ پچھلے کٹ سے فوراً اس نوجوان کی تصویر پر آتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ کیمرہ Tilt کر کے آپا جی کو دکھاتے ہیں۔ وہ ایک ٹاور کی طرح کھڑی ہے۔ جھک کر تصویر اٹھاتی ہے۔ اب نگینہ کو فریم میں انکلوڈ کرتے ہیں۔)

آپا: کیوں کیا کسر ہے اسے؟ کیا برائی ہے اس میں؟

نگینہ: کوئی کسر نہیں ہے' کوئی برائی نہیں ہے۔ ستے خیراں ہیں اسے۔

آپا: پھر؟

نگینہ: ساری برائی مجھ میں ہے سب خرابی میری ہے' مجھ میں کچھ ہوتا تو..... تو ناں؟

آپا: کیا ہو گیا ہے ہم سب کو۔ کیا بھوت پھیری چلی ہے کیا ہوا اُچھولی ہے؟

نگینہ: آپا جی آپ اتنی بڑی ڈکٹیٹر ہیں کہ آپ کسی اور کی بات سننا گوارا نہیں کرتیں۔ کہ اور کا بھی پوائنٹ آف ویو ہو سکتا ہے۔ کبھی آپ نے سوچا۔

آپا: بتا..... کہہ..... سنا اپنا پوائنٹ آف ویو۔

نگینہ: مجھے شادی نہیں کروانی۔ کسی سے بھی نہیں آپا جی خدا قسم نہ کسی شہزادے سے نہ کسی لکڑہارے سے۔

آپا: ایسے رہے گی۔ ایسے اکیلی ساری عمر؟ بے سہارا؟

نگینہ: آپ کو کیا پتہ کہ ہر بار جب لوگ مجھے دیکھ کر چلے جاتے ہیں تو میرے اوپر کیا گزرتی ہے..... آپ کو تو میاں جی نے۔

(یکدم آپا جی جیسے اپنی کمزوری پر قابو پالیتی ہے۔ باپ آتا ہے)

آپا: یہاں کوئی تارا نہیں ہے ابا جی۔

ابا: کون بیمار ہے؟ تم لوگ مجھے بتاتے کیوں نہیں' کون بیمار ہے؟

آپا: یہاں کسی کو موت نہیں آتی ابا جی۔

نگینہ: آہستہ آہستہ روئے جا رہی ہے' باپ کی طرف بڑھتی ہے۔ میں رو رہی ہوں ابا جی میں

(باپ کے ساتھ آ کر لگ جاتی ہے۔ اب باپ اور بیٹی کو C.U میں ٹریٹ کیجئے) مجھے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے شرم آتی ہے ابا جی کہ میں بے سہارا ہوں..... اور مجھے معلوم نہیں کہ میں کس سمت جاؤں تو مجھے..... تو مجھے سہارا ملے گا؟

ابا: آدمی کسی سمت میں نہیں جاتا بیٹی (پیار سے بیٹی کے سر پر بوسہ دیتا ہے) دنیا گول ہے نا تو اس کے سارے راستے چکر میں چلتے ہیں۔ آدمی جب بچہ ہوتا ہے تو بے سہارا ہوتا ہے۔ جب بوڑھا ہوتا ہو جاتا ہے تو بے سہارا رہتا ہے..... ایک جوانی میں آدمی کو شرم آنے لگتی ہے بے سہارا رہنے سے۔ جو عقلمند ہوتے ہیں وہ..... اپنی سمت تو تلاش کرتے ہیں۔ روتے نہیں' بس چلتے رہتے ہیں' گرتے پڑتے' ایک چکر میں.....

(نگینہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے۔ ابا اس کے سر پر کندھوں پر اندھوں کی طرح ہاتھ پھیرتا ہے)

کٹ

سین10 آؤٹ ڈور دن کا وقت

(افتخار اسی طرح Rash driving کر رہا ہے۔ پچھلے شاٹ میں اور اس سین میں یہ فرق ہے کہ پچھلے سین میں ہر مرتبہ کار کی پشت کیمرے کی جانب تھی' وہ کیمرے سے آگے جا رہی تھی۔ اس بار کار کا فرنٹ ہے اور ہر بار وہ کیمرے کی طرف بڑھتی چلی آتی ہے۔)

کٹ

سین11 ان ڈور رات کا وقت

(سیڑھیاں۔ جیسے یہ عاشی کا گھر ہو۔ عاشی اوپر والی سیڑھی پر کھڑی ہے اور نیچے آخری

سیڑھی پر سکندر کھڑا ہے۔ سکندر شراب کے نشے تلے ہے اور وہ بات کرتے ہوئے کبھی کبھی ماتھے کو چھوتا ہے۔ گویا کچھ یاد کر رہا ہوں۔ ذہن پر زور ڈال رہا ہو۔)

عاشی: خبردار جو تم نے اوپر آنے کی کوشش کی۔ تم جیسے بے غیرت کمینے آدمی کے ساتھ میں ایک منٹ نہیں گزار سکتی۔ تم نے میرے گھر آنے کی جرات کیسے کی؟

سکندر: خدا قسم عاشی میں سمجھا تھا کہ تم دونوں اپنے شاٹ کی ریہرسل کر رہے ہو...... میں سمجھ نہیں پایا تھا...... اچانک سب کچھ ہوا (اوپر چڑھتا ہے) مجھے سوچنے کی مہلت نہیں ملی......

عاشی: اس وقت بھی تم نہیں سمجھ سکے جب اس نے تمہارے منہ پر مکا مارا تھا۔

سکندر: اس نے مجھ سے معافی مانگ لی تھی عاشی سیٹ پر جانے سے پہلے...... شاید وہ ستارہ کی بیماری سے پریشان تھا۔ شاید وہ ستارہ سے محبت کرتا ہے۔ شاید......

عاشی: نیچے اتر جاؤ سکندر فوراً...... ستارہ' ستارہ' ستارہ۔ خدا جانے یہ ستارہ کب ڈوبے گا۔

سکندر: ہم کو...... (ہکلا کر) ہم کو کیا؟ ہمیں ایک چھوٹے سے واقعے سے اپنی زندگی میں زہر نہیں گھولنا چاہیے۔

عاشی: یہ تمہارے لیے معمولی واقعہ ہے۔ تمہارے سامنے ایک آدمی میری گردن دبا رہا تھا اور تم...... نے اسے معافی دے دی۔ تمہارے سپرد میں اپنی زندگی کروں گی؟ مائی فٹ!

سکندر: میں قانون پڑھتا رہا ہوں عاشی...... میں جانتا ہوں کہ چھوٹی باتوں سے Flare up ہو کر کبھی کبھی بڑے خوفناک واقعات جنم لیتے ہیں بلکہ ہمیشہ بڑے درخت کا بیج چھوٹا ہوتا ہے۔

عاشی: تم جیسے کمزور لوگ کبھی اپنے آپ سے فیصلہ نہیں کر سکتے۔ شراب پینے سے فیصلوں کو پس پشت تو ڈالا جا سکتا ہے۔ سکندر لیکن ہمیشہ کے لیے ٹالا نہیں جا سکتا...... جب بھی ہوش میں آؤ گے بیٹھ کر سوچنا...... سمجھنا...... اور فیصلہ کرنا...... کیا کوئی عورت تم پر اعتبار کر سکتی ہے؟ خود اپنے آپ سے...... پوچھنا۔

(ان سارے ڈائیلاگ میں آواز Cresendo میں لے جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ

یہ مکالمے Hissing tone میں ادا کیے جائیں کہ ایک Impending danger کا شبہ ہو۔)

سکندر: میں (لڑکھڑا کر) میں کیسے کفارہ ادا کر سکتا ہوں؟ کیسے اس بھول کی تلافی ہو گی عاشی...... تم تک پہنچنے کا کوئی راستہ؟ میں تو خود بھی نہیں جانتا تھا کہ میں اتنا کمزور آدمی ہوں' اتنا بے غیرت ہوں......

(سکندر کے چہرے پر ایک آنسو اچانک گرتا ہے اور وہ چھوٹے بچے کی طرح سر جھکائے ریلنگ پکڑے کھڑا ہے۔ اس کے چہرے پر ڈزالو کریں)

ڈزالو

سین 12 ان ڈور دن

(یہ صرف اتنا سیٹ ہے۔ جیسے ابھی میک اپ روم کا دروازہ بند کر کے افتخار باہر نکلا ہو اور اوپر سے سکندر نے اسے پکڑ لیا ہو۔ پیچھے دروازہ نظر آتا ہے اور سامنے سکندر نے اس وقت افتخار کو کالر سے پکڑا ہوا ہے)

افتخار: میں...... میں۔ تم سے ڈرتا نہیں ہوں۔ تم مجھے جان سے مار دو تو بھی میں تمہیں حق بجانب سمجھوں گا کیونکہ جو کچھ تم کر رہے ہو' ایک عورت کے لیے ہے اور جو کچھ میں نے کیا' ایک عورت کے لیے کیا۔

سکندر: میں بھی Conseqences سے نہیں ڈرتا لیکن آج مجھے تمہارے ساتھ سب اگلے پچھلے حساب برابر کرنے ہیں۔

افتخار: جہاں تک میرے Action کا تعلق ہے' میں تم سے معافی مانگتا ہوں...... لیکن یہ مت سمجھنا کہ میں بزدل ہوں۔ صرف میں اپنی قوت کو اس وقت منتشر کرنا نہیں چاہتا۔ وہ ہم سے رخصت ہو رہی ہے۔

سکندر: تم ایسی باتوں سے مجھے Side track نہیں کر سکتے۔

افتخار: کل جب وہ مرُ جائے گی تو پھر تم ریڈیو پر، ٹیلی ویژن پر اخباروں میں بیانات دو گے اور اس کے جائز شوہر بن جاؤ گے۔ آج جب اسے الوداع کہنے کا وقت ہے تم......ایسے پتھر دل کیسے ہو سکتے ہو؟

سکندر: میں اس سے ملنا نہیں چاہتا...... میں اس سے نہیں مل سکتا، ناممکن ہے۔

افتخار: (یکدم ہاتھ جوڑ کر) میں معافی مانگ رہا ہوں سکندر...... مجھے عاشی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ She is a nice girl میں گھبرا گیا تھا اس کے طریقے سے، اس کے Attitude سے وقت کم ہے۔ بہت کم ہے۔ ہو سکتا ہے اب تم جیسا مسیحا بھی اسے بچا نہ سکے۔

(یہاں ان دونوں کی Tones بہت ہلکی ہو جاتی ہے اور وہ ایک دوسرے کے بہت قریب آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہے ہیں۔ جیسے ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ دونوں کی آنکھوں میں حملہ کرنے والے چیتے جیسی کشش ہے۔)

سکندر: تمہیں ستارہ سے محبت ہے؟

(افتخار کے دونوں کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے ہوء)

افتخار: نہیں۔ یہ رشتہ بھائی سے زیادہ اور عاشق سے کم ہے۔

سکندر: کیا مطلب؟ ترس کا رشتہ۔

افتخار: میری محبت میں Passion نہیں ہے۔ میں اس کے ساتھ سونا نہیں چاہتا۔ میں چاہتا ہوں، وہ گلدان میں سجی رہے اور اس کی خوشبو پھیلتی جائے ہر طرف۔ سارے پاکستان میں۔

سکندر: پھر تم اسے اپنے ساتھ کیوں لے گئے تھے؟

افتخار: کیونکہ ڈرتا تھا تم سے...... شوہروں کو عام طور پر یہ فکر نہیں ہوتا کہ اس کی بیوی کیسے مر گئی؟ کیسے کب مر سکتی ہے؟ میں اسے تمہاری آنکھوں سے اس وقت تک دور رکھنا چاہتا تھا جب تک تمہارا دل اس کے لیے ازسرنو موم نہ ہو جائے۔

سکندر: اسے کیا ہوا ہے؟

افتخار: (یکدم پرامید ہو کر) ایک بار سکندر خدا کے لیے، رسولؐ کے لیے، عاشی کی

خاطر...... ہوٹل آ جانا۔ پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

سکندر: اچھا میں آؤں گا افتخار۔

(خوشی سے افتخار اس کا ہاتھ پکڑتا ہے)

سکندر: صرف تمہاری خاطر۔ میں نے تم جیسا انسان نہیں دیکھا۔

(یکدم سکندر دروازہ کھول کر اندر چلا جاتا ہے۔ افتخار حیرانی سے اسے دیکھتا ہے۔)

کٹ

سین 13 ان ڈور (ہوٹل کا کمرہ) رات

(ایک ڈاکٹر ستارہ کے پاس بیٹھا ہے۔ ستارہ کو گلوکوز لگی ہوئی ہے اور وہ بے ہوشی، نیم ہوش کے مقام پر ہے۔

ڈاکٹر مستقل طور پر اس کی Impulses کو چیک کرتا رہتا ہے۔ بلڈ پریشر، نبض، آنکھ کی پتلی، بخار وغیرہ لیکن اس کا یہ کام اس کی گفتگو میں Interfere نہیں کرتا۔ ہمدردانہ طریقے سے کبھی کبھی اسے تھپتھپاتا بھی ہے اور اس کی باتوں میں دلچسپی بھی لیتا ہے۔

ستارہ: آپ نے کبھی سائیں مرنے کو دیکھا تھا ڈاکٹر صاحب؟

ڈاکٹر: میں نے ان کے ریڈیو پروگرام سنے ہیں۔ ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

ستارہ: وہ اباجی کے پاس آیا کرتے تھے...... وہ مرنے سے بہت پہلے مر گئے تھے ڈاکٹر صاحب...... اکتارے میں ان کی روح گھس گئی تھی، جسم خالی ہو گیا تھا بہت پہلے۔

ڈاکٹر: دیکھئے ہم دونوں ایک دوسرے کی مدد کریں گے، اچھا؟

ستارہ: بڑی عجیب بات ہے...... ہمارا کوئی رفیق نہیں ہوتا۔ بس ہم تنہائی کو ساتھ ساتھ لیے پھرتے ہیں اپنے سائے کی طرح...... آپ نے کبھی کسی شاعر کو، کسی ادیب کو...... کسی آرٹسٹ کو سٹیشن پر دیکھا ہے؟ ایئرپورٹ پر کسی پارٹی میں کسی میلے میں...... پکچر ہاؤس کے سامنے...... شادی بیاہ کے

موقع پر...... وہ اتنے لوگوں کے باوجود آپ کو بہت اکیلا نظر آئے گا...... بالکل تنہا۔

ڈاکٹر: رات کو کچھ کھایا تھا؟

(ستارہ نفی میں سر ہلاتی ہے)

ڈاکٹر: پھر آپ ہمارے ساتھ Co-operate تو کریں تھوڑا سا پلیز۔

ستارہ: (اثبات میں سر ہلا کر) امانت علی کو میں آخری بار جب ملی ہوں تو وہ ریڈیو سٹیشن کے سامنے بیٹھے تھے لان پر...... مجھے کہنے لگے تم نے بی بی سنا۔ میں نے پوچھا کیا؟ تو کہنے لگے انشاء جی اٹھو اب کوچ کرو...... کل شام میرا پروگرام تھا ٹیلیویژن پر۔

ڈاکٹر: دیکھئے میڈم انسان کے اندر جب تک زندہ رہنے کی Motivation نہ ہو...... ڈاکٹر اس کی مدد نہیں کر سکتا یا آپ کو اپنی سوچ کا دھارا بدلنا ہو گا۔

ستارہ: (بغیر پروا کیے) اس وقت ڈاکٹر صاحب مجھے یوں لگا تھا جیسے امانت کوچ کر چکے ہیں اپنے گیت کے ساتھ۔ وہ میرے بڑے دوست تھے امانت صاحب' بہت اچھے دوست۔

ڈاکٹر: (تنبیہ کے ساتھ) زندہ رہنے کی Motivation

(ستارہ گھبرا کر ہاتھ ہلانا چاہتی ہے لیکن ڈاکٹر ہاتھ پکڑتا ہے کیونکہ ادھر گلوکوز لگی ہوئی ہے)

ستارہ: ہم سے اگر کوئی محبت کرتا تو وہ...... موت ہے ناجو...... ڈاکٹر صاحب' موت۔ وہ آرٹسٹوں سے بڑی محبت کرتی ہے...... وہ ہمیں دنیا سے بچا کر اپنے سینے سے لگانا چاہتی ہے...... ہمارے تعاقب میں رہتی ہے۔ ہمارا دل اس دنیا میں لگنے نہیں دیتی۔ کبھی آپ کو بہت چھینکیں آئی ہیں ڈاکٹر صاحب؟

ڈاکٹر: کبھی کبھی زکام جب ہو جائے تب' الرجی ہو تب۔

ستارہ: نہیں نہیں نہیں...... چھینکیں جب آتی ہیں تو کوئی آپ کو یاد کرتا ہے جی...... آپ آزمالیں۔ اس کے بعد آپ چپ سے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں ہر وقت موت

یاد کرتی رہتی ہے۔ ہمیں ایسے ہی چھینکیں آتی ہیں۔ پندرہ پندرہ' بیس بیس۔

(اس وقت جمیلہ اندر آتی ہے)

جمیلہ: صاحب پوچھتے ہیں جی کہ ابھی کتنی دیر ہے؟

ڈاکٹر: بس ابھی آیا...... تم چلو۔

(جمیلہ باہر جاتی ہے)

ستارہ: میں میکلوڈ روڈ پر جا رہی تھی ڈاکٹر صاحب۔ میں نے کچھ پان خریدنے کے لیے ایک کھوکھے پر کار روکی تو مجھے...... ساغر صدیقی نظر آیا۔ ساغر کو تو آپ جانتے ہوں گے؟

ڈاکٹر: ہ

فقیہ شہر نے تہمت لگائی ساغر پر
یہ شخص درد کی دولت کو عام کرتا ہے

ستارہ: ہاں...... درد کی دولت عام کرنے والا ساغر۔ وہ...... مجھے آج بہت لوگ یاد آ رہے ہیں ڈاکٹر صاحب' سب جاننے والے...... سب جنھوں نے موت کا آسرا قبول کر لیا۔

ڈاکٹر: میں بلاؤں افتخار صاحب کو؟

ستارہ: نہ نہ۔ وہ مجھے بولنے نہیں دیتا ڈاکٹر صاحب۔ بات نہیں کرنے دیتا...... کسی سے بھی......

ڈاکٹر: تو پھر آپ اچھی اچھی باتیں کریں ناں۔ ان کو اعتراض نہیں ہو گا۔

ستارہ: (لاڈ کے ساتھ) ساغر کی باتیں بڑی پیاری ہیں ڈاکٹر صاحب۔ آپ کو کیا پتہ شاعر کا غم جب آواز کے دکھ سے ملتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ آپ جیسے لوگ بھی رونے لگتے ہیں' ٹیکہ لگانے والے بھی......

ڈاکٹر: Smile for a change.

ستارہ: ساغر نے مجھے سگریٹ کی ڈبیا پر تین شعر لکھ کر دیئے۔ کہنے لگا' میرے مرنے سے پہلے انہیں گا دینا۔ تم کو لوگ بہت سنتے ہیں۔ وہ شعر تھے ڈاکٹر صاحب (سوچتے

ہوئے)

چراغ طور جلاؤ بڑا اندھیرا ہے
ذرا نقاب اٹھاؤ بڑا اندھیرا ہے
مجھے تمہاری نگاہوں پہ اعتماد نہیں
میرے قریب نہ آؤ بڑا اندھیرا ہے

(اس وقت افتخار جیسے بریک ان کرنے کے انداز میں اندر آتا ہے۔)

افتخار: یہ پھر بول رہی ہے' بولے جا رہی ہے...... ہے۔ اری کمبخت تو کوئی سیاسی لیڈر ہے کہ گلوکارہ...... ٹیپ دیجیے ذرا ڈاکٹر صاحب۔ یہ اس طرح باز نہیں آئے گی۔

(افتخار کے ہاتھوں پر کیمرہ آتا ہے۔ وہ Adhesive Tape کو قینچی سے کاٹتا ہے۔)

کٹ

سین 14 ان ڈور دن

(یہاں تین کٹ ایسے بنائیے جن سے ظاہر ہو کہ عاشی اور سکندر آپس میں لڑ رہے ہیں۔ پہلے کٹ میں عاشی اور سکندر کھڑے لڑ رہے ہیں۔ دوسرے میں دونوں پاس پاس بیٹھے ہیں اور جھگڑا ہو رہا ہے۔ عاشی سکندر کے چانٹا مارتی ہے۔ تیسرے میں عاشی سیڑھیوں پر نیچے بھاگتی جاتی ہے۔ سکندر اس کا تعاقب کرتا ہے اور جیسے کہتا ہے رکو' ٹھہرو...... ابھی مت جاؤ۔)

ڈزالو

سین 15 ان ڈور کچھ دیر بعد

(فون والا کارنر۔ یہاں اس وقت ڈاکٹر اور افتخار کھڑے باتیں کر رہے ہیں۔)

ڈاکٹر: دراصل میں کچھ Predict نہیں کر سکتا۔ ہو سکتا ہے Fever کے اترتے ہی وہ بالکل نارمل ہو جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ Consequences کچھ اور ہوں۔
Anything might happan.

افتخار: لیکن کیوں؟ آخر کیوں؟

ڈاکٹر: میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرے خیال میں ان کے Hypothalmus کا فنکشن اس وقت ٹھیک نہیں۔ وہ جتنی Impulses باقی Glands کو دے رہا ہے' ان میں شاید Co-ordination نہیں ہے۔

افتخار: آپ کا خیال ہے' مجھے ستارہ کو ہسپتال میں Remove کر دینا چاہیے۔

ڈاکٹر: خوف۔ Anxiety اور ڈر کے لمحوں میں Insulin کا Discharge زیادہ ہوتا ہے دراصل Crisis کو Face کرنے کے لیے organism خود خود sugar level اونچا کر دیتی ہے لیکن اگر یہ زیادہ دیر تر condition رہے تو یہی secretions انسان کے جسم کی دشمن بن جاتی ہیں۔

افتخار: آپ مجھے سیدھی سیدھی بات بتائیں پلیز۔ یہ تمام technicalities چھوڑ کر۔
Is she out of danger?

ڈاکٹر: نروس بریک ڈاؤن میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ I am not sure, may be اگر ان کا بخار رات تک نارمل نہ ہوا تو I am afraid ہمیں ہسپتال لے جانا پڑے گا۔ خدا حافظ۔

(ڈاکٹر جاتا ہے۔ افتخار گم سم کھڑا ہے۔ پھر یکدم جیسے وہ آف کیمرہ کسی کو کہتا ہے)

افتخار: نذیر ڈاکٹر صاحب کو کار تک پہنچانا۔

(اب افتخار کھڑکی تک جاتا ہے۔ نیچے کی طرف دیکھتا ہے' پھر آ کر فون نمبر ملاتا ہے)

افتخار: سکندر...... بھائی مجھے سکندر صاحب سے بات کرنی ہے۔ آپ انہیں اطلاع دیں۔ پلیز باقی بک بک بند کریں' جائیں۔

کٹ

سین 15 ان ڈور دن

سکندر کا کمرہ

(سکندر فون ہاتھ میں لیے بیٹھا اس کے سامنے شراب اور گلاس پڑا ہے۔)

سکندر: (فون پر) ہر چیز کو اس کے اندر پیدا ہونے والا کیڑا کھا جاتا ہے۔ اناج ڈھورا...... کپاس کو سنڈی...... امرود کو اس کے اندر خود پیدا ہونے والا کیڑا۔۔۔

(رک کر سنتا ہے)

مجھے پاس ہے اپنے وعدے کا...... میں...... مجھے میری Ambition کھا جائے گی...... تمہاری ستارہ کو بس کی عشق پرستی ختم کرے گی...... ہم...... ہم سب کے کیڑے ہمارے اندر Natural proeess سے پیدا ہوتے ہیں اور نیچرل طریقے سے مارتے ہیں۔

(ہچکی)

نہیں نہیں۔ آؤں گا لیکن ابھی نہیں، ابھی نہیں...... آؤں گا ضرور...... لیکن

(اس وقت عاشی آتی ہے۔ بے قرار بھاگتی ہوئی۔ سکندر فون کو چھوڑتا ہے۔ فون Dangle کرتا رہتا ہے۔ وہ بھاگ کر عاشی سے بغلگیر ہو جاتا ہے۔ کیمرہ لٹکے ہوئے فون پر واپس آتا ہے۔)

کٹ

سین 16 آؤٹ ڈور رات

(رات کے وقت ایک کار جا رہی ہے۔ اس پر اونچا کر کے Suspense کا میوزک لگائیے۔

کٹ

سین 17 ان ڈور

(ہوٹل کی لابی میں افتخار اور سکندر اوپر بیڈ روم کی طرف جا رہے ہیں۔ دونوں سیڑھیوں پر پہنچتے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں۔)

افتخار: تم نے بہت اچھا کیا سکندر کہ آ گئے۔ وہ تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہو گی۔

سکندر: (بہت لاتعلق طریقے سے) اب کیسی ہیں؟

افتخار: پہلے سے بہتر ہے۔ تھوڑا سا پسینہ آ گیا۔ میرا خیال ہے بخار بھی کچھ ہلکا ہے، پہلے سے How can I thank you?

سکندر: میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکوں گا۔

افتخار: بالکل نہیں، بالکل نہیں۔ یہ بہت کافی ہے۔ پانچ دس منٹ وہ اس سے زیادہ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ آؤ...... Don't feel embarrassed there is nothing to worry about.

(دروازہ کھولتا ہے۔ سکندر اندر جاتا ہے۔ افتخار کچھ رک کر اندر جاتا ہے۔)

کٹ

سین 18 بیڈ روم ہوٹل (ان ڈور) رات

(ستارہ آنکھیں بند کیے ہے۔ اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے ہیں۔ افتخار اور سکندر اندر آتے ہیں۔ افتخار سرہانے پڑے ہوئے تولیے سے ستارہ کا چہرہ پونچھتا ہے۔)

افتخار: تارا...... تارا دیکھو کون آیا ہے۔ آنکھیں کھول See who's come

(تارا آنکھیں کھولتی ہے۔ سکندر کی طرف دیکھتی ہے۔ پھر ایسے چہرہ بناتی ہے جیسے اسے یقین نہ ہو کہ یہ سچ ہے۔ افتخار کہنی سے سکندر کو ہلاتا ہے کہ آگے بڑھے۔ سکندر آگے بڑھ کر ستارہ کا ہاتھ پکڑ کر پاس بیٹھتا ہے۔ افتخار جھک کر کہتا ہے۔)

افتخار: میں تم سے کہتا تھا ناں کہ...... کہ میں یا سکندر کو واپس لاؤں گا یا...... زندہ نہیں چھوڑوں گا...... گڈلک Both of you

(باہر جاتا ہے۔ سکندر ستارہ کا ہاتھ آرام سے واپس رکھ دیتا ہے)

سکندر: آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

ستارہ: اب ٹھیک ہو گئی ہوں۔

سکندر: میں...... آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے کیے پر بہت پشیمان ہوں...... جو کچھ ہوا...... جو کچھ بھی......

ستارہ: خدا کے لیے خاموش رہو سکندر...... تم ہمیشہ اعتراف کر کے سب کچھ Spoil کر دیتے ہو۔

سکندر: مجھے آپ سے جو کچھ کہنا ہے' ابھی اس وقت اس کے کہنے سے پہلے میں ایک بار آپ سے معافی مانگنا چاہتا ہوں بھرپور قسم کی۔

ستارہ: اس کی ضرورت نہیں سکندر۔ معافی...... تم دے سکتے ہو تو مجھے دے دو......

سکندر: آپ جانتی ہیں کچھ باتیں اپنے اختیار میں نہیں ہوتیں۔ انسان کی عقل' اس کی دانش...... چاہے لاکھ سمجھائے' پھر بھی وہ اپنی Instincts کا غلام ہو کر رہتا ہے...... مجبوری ہوتی ہے اس کے لہو کی۔

ستارہ: مجھے بڑی پیاس لگی ہے سکندر۔

(سکندر اٹھ کر جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیلتا ہے۔ پھر ستارہ کو سہارا دے کر پانی پلاتا ہے)

سکندر: کافی بخار ہے۔

ستارہ: نہیں کچھ بھی نہیں' ملیریا ہے۔ اتر جائے گا صبح تک۔

سکندر: میں آخری بار آپ کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں۔ مجھ پر آپ کے بہت سے احسانات ہیں۔ اگر میں آپ سے نہ ملا ہوتا تو میں اس جگہ نہ پہنچ سکتا جہاں میں آج ہوں...... لیکن احسان کرنے والے اور احسان لینے والے کے درمیان ایک ہی رشتہ ہوتا ہے ہمیشہ۔

ستارہ: (خوشی سے) رشتوں کی بات نہ کرو سکندر...... ہم تو رشتوں کو بہت پیچھے چھوڑ

آئے ہیں۔

سکندر: ایک رشتہ...... اور وہ ہے نفرت کا۔ ایسی نفرت جو بظاہر محبت نظر آتی ہے۔

ستارہ: (یکدم) نفرت کا۔ کہہ کیا رہے ہو؟

سکندر: میں بات کو طول نہیں دے سکتا کیونکہ میرے پاس وقت کم ہے اور...... میں اسی شرط پر آیا ہوں کہ...... کہ آپ کو سچ سچ بتا دوں۔

ستارہ: کیا؟

سکندر: میں اب آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ آپ مجھ سے کوئی توقع نہ رکھیں۔

ستارہ: خدا کے لیے سکندر Let us not start it all over again

سکندر: میں آپ سے اجازت لینے آیا ہوں۔

ستارہ: کیسی اجازت؟

سکندر: میں شادی کر رہا ہوں عاشی کے ساتھ...... مجھے آپ کی اجازت کی ضرورت ہے...... اور میرے پاس وقت کم ہے۔

(گھڑی دیکھتا ہے)

میں کسی لمبے ڈرامے میں پڑنا نہیں چاہتا۔

(ستارہ بے ہوش ہو کر ہاتھ ڈھیلے چھوڑتی ہے۔ یکدم افتخار دروازہ کھول کر اندر آتا ہے۔)

افتخار: کیا ہوا...... کیا ہوا سکندر؟ کیا بات ہے؟

(افتخار ان دونوں کو باری باری دیکھتا ہے۔ کیمرہ اس کے چہرے کا C.U لیتا ہے۔)

فیڈ آؤٹ

قسط نمبر 9

کردار

ستارہ
سکندر
عاشی
ماسٹر لطیف
اناؤنسر
مالی کی لڑکی
چوکیدار
آپا جی
عاصم
سلطان
بڑھیا
درزی
مسکین
ڈانس ماسٹر
میوزک ڈائریکٹر عنایت
دیہات کے تین نوجوان

(ٹائٹل ختم ہونے پر پچھلی قسط سے ہم اس ڈائیلاگ سے شروع کرتے ہیں میں بات کو طول نہیں دے سکتا جس وقت افتخار اندر آتا ہے ایک اونچا بینگ آتا ہے یہاں سے نئی قسط کا آغاز ہوتا ہے۔)

کٹ

سین 1 آؤٹ ڈور رات

(افتخار اور ستارہ تیزی سے سپورٹس کار میں جا رہے ہیں۔ کسی ہسپتال کے سامنے جا کر رکتے ہیں۔

کٹ

ہسپتال کی لمبی گیلری ستارہ سٹریچر پر ہے ساتھ ساتھ افتخار تیز تیز چل رہا ہے ایک نرس اور نرس بوائے سٹریچر دھکیل کر لے جا رہے ہیں۔)

کٹ

سین 2 ان ڈور دن

(اس وقت ستارہ ہسپتال کے بیڈ پر لیٹی ہوئی ہے اس کی آنکھیں بند ہیں۔ نقاہت بہت ہے۔ نرس پاس کھڑی ہے سٹول پر پانی کی سلفچی ہے وہ اس میں تولیے بھگو بھگو کر ستارہ کو اسفنج کر رہی ہے۔

نرس: اب طبیعت کیسی ہے میڈم۔
ستارہ: (آنکھوں کے اشارے سے کہتی ہے کہ اچھی ہے۔)

نرس: پتہ ہے میڈم جی ساری نرسیں مر رہی ہیں۔ رات کو ڈاکٹر مسعود سے اتنا جھگڑی سسٹر ایتھل۔

ستارہ: کیوں؟

نرس: سب نرسیں چاہتی ہیں کہ آپ کی نائیٹ ڈیوٹی کریں۔ سسٹر ایتھل تو خوب جھگڑیں ڈاکٹر مسعود سے کہنے لگیں ایسے V.I.P مریض داخل کر کے آپ مجھے ان پاپولر کر دیتے ہیں۔ نرسوں میں بلوہ ہو جاتا ہے۔

ستارہ: تھینک یو سسٹر۔

نرس: یہ جو ہیں...... آپ کے ساتھ ...... یہ آپ کے ہزبنڈ ہیں۔

ستارہ: نہیں۔

نرس: نہیں' اچھا تو پھر بھائی ہوں گے۔

ستارہ: سوتیلے بھائی ہیں۔

نرس: ہائے میڈم سوتیلے بھائی تو اتنی محبت کبھی نہیں کرتے۔

ستارہ: (آہستہ) مجھ سے تو ہمیشہ سوتیلوں نے ہی محبت کی۔ ایک میری سوتیلی ماں تھی۔ وہ......وہ بھی بہت پیار کرتی تھی مجھ سے۔

نرس: پلیز آپ باتیں نہ کریں پتہ ہے آپ آنکھیں بند کر کے آرام سے لیٹی رہیں پلیز۔

ستارہ: (آنکھوں میں نشے کی کیفیت ہے) تھینک یو۔

نرس: منہ تو خشک نہیں ہو رہا۔

ستارہ: (اثبات میں سر ہلاتی ہے۔)

نرس: یہ جو آپ کی آنکھوں میں تکلیف ہے نا وہ کم ہو جائے گی۔ شام تک ڈاکٹر نذیر نے ایک اور دوائی Add کر دی تھی نسخے میں۔

ستارہ: سسٹر ذرا پردہ بند کر دیں مجھے روشنی بری لگتی ہے۔

(سسٹر پردہ بند کرتی ہے اس وقت دروازے پر دستک ہوتی ہے۔)

نرس: کم ان۔

(ماسٹر لطیف ایک چھوٹا سا ٹفن کیریئر اٹھائے داخل ہوتا ہے۔)

نرس: اچھا میڈم میں ذرا ایمرجنسی میں جا رہی ہوں۔ ابھی آؤں گی۔ (لطیف سے) دیکھیں جی آپ ان سے زیادہ باتیں نہ کریں ڈاکٹر نذیر کا آرڈر نہیں ہے۔

لطیف: نرس جی میں کیوں زیادہ باتیں کروں گا۔ مجھے کیا پتہ نہیں (نرس سلفچی اٹھا کر جاتی ہے) ہے نا کملی۔

نرس: (مڑ کر) اور اگر یہ سو جائیں تو پلیز ان کو جگائیں نہیں (چلی جاتی ہے)

لطیف: آپ بے فکر رہیں۔ میڈم اب طبیعت کیسی ہے؟

ستارہ: اچھی ہے (پھر غنودگی سی طاری ہو جاتی ہے۔) دوائیوں کی دکان پر میں فیروزہ کے لیے Cough mixture لینے گیا تھا ساری رات کھانسی رہتی ہے۔ میں تو آپ کی بیماری کا سن کر حیران ہی رہ گیا۔

ستارہ: ابا جی...... کا کچھ پتہ ہے؟ ماسٹر جی۔

لطیف: شیخوپورہ کے پاس ہیں آپا جی کی زمینوں پر۔

ستارہ: اچھا آپا لے گئیں انہیں ساتھ۔

لطیف: اور کیا جی' یہ میں آپ کے لیے سری پائے پکوا کر لایا ہوں بخار کے لیے اکسیر ہے اور یہ نچلے ڈبے میں انڈوں کا حلوہ ہے۔

ستارہ: یہ آپ نے کیا تکلیف کی ماسٹر جی۔

لطیف: لیجئے۔ تکلیف کیسی بی بی۔ ہم غریب تو کچھ کرن جوگے ہی نہیں۔ ارمان ہی رہا ہمارے دل میں آپ کی خدمت کرنے کا کچھ ہاتھ پلے ہی نہیں ہوا کبھی۔

(اس وقت افتخار دبے پاؤں اندر آتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں بہت سے لفافے ہیں۔)

لطیف: سلام علیکم سرکار۔

(ستارہ کی آنکھیں بند ہیں)

افتخار: سو تو نہیں رہیں۔

یہ تمہارے لیے خربوزے ہیں' لیچیاں ہیں Cherries اور خوبانیاں' پائن ایپل (پاس بیٹھتا ہے) چھوٹے چھوٹے سیب اتنے اتنے۔

ستارہ: تم کتنے اچھے ہو افتخار (آہستہ) کاش اچھے لوگوں پر دل مطمئن ہو جایا کرے۔

افتخار: اوہو...... یہ بات بہت ڈسکس ہو چکی ہے ماسٹر جی آپ میرا ایک کام کریں پلیز۔

لطیف: جی فرمائیے۔

افتخار: ریڈیو سٹیشن پر آج میرا انٹرویو تھا وہاں آپ...... نقی صاحب کو پیغام دے دیں کہ پہنچوں گا ضرور ذرا آدھا گھنٹہ لیٹ۔ تین بجے کے قریب (ستارہ سے) ڈاکٹر نذیر راؤنڈ پر آئے تھے۔ (پھر لطیف سے) دیکھیں تکلیف تو نہیں ہو گی۔

لطیف: نہیں سرکار میں تو سیدھا وہیں جا رہا ہوں (اٹھتا ہے)

افتخار: کیسے جائیں گے آپ۔ بس مل جائے گی آپ کو۔

لطیف: رکشا لے لوں گا سرکار۔

(لطیف کے پیچھے پیچھے افتخار جاتا ہے پھر راز داری کے ساتھ لطیف کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے۔)

افتخار: یہ لطیف صاحب (سو روپے جیب سے نکال کر) یہ بچوں وغیرہ کو مٹھائی لڈو وغیرہ۔ اللہ نے ہم پر بڑا کرم کیا ہے۔ ورنہ ستارہ بی بی تو چلی تھیں۔

(یکدم اس کی آنکھیں بھر آتی ہیں وہ لوٹتا ہے لطیف رکتا ہے پھر دعائیں دیتا ہے۔)

لطیف: اللہ اتنا دے جتنا کھوہ میں پانی نین پران سلامت رہیں۔ دشمن زیر سجن ڈھیر۔ سکھ کی پڑ چھتی پر سوئے راجہ جی ہمیشہ (چلا جاتا ہے۔)

ستارہ: افتخار۔

افتخار: جی حضور والا......

ستارہ: ماسٹر جی سری پائے پکا کر لائے ہیں۔ یہ کھا لو پلیز۔

افتخار: (چپ چاپ کرسی میں بیٹھتا ہے) مجھے بھوک نہیں ہے تارا۔

ستارہ: (بہت آہستہ) انڈوں کا حلوہ بھی ہے۔

افتخار: (بہت دور دیکھ رہا ہے) میں ہر وقت بچہ نہیں بنا رہ سکتا تارا۔ کبھی کبھی۔ ایکٹ کرنے کو دل نہیں چاہتا۔

ستارہ: (لمبی جمائی لے کر) تم نے رات بھی کچھ نہیں کھایا۔

افتخار: سو جاؤ...... آرام سے۔ میری وجہ سے پریشان نہ رہو۔

ستارہ: پتہ نہیں ابا جی جانتے بھی ہیں یا نہیں (آنکھیں بند کر کے) پہلے تو افتخار اگر میں انہیں کچھ بھی نہیں بتاتی تھی پھر...... پھر بھی انہیں میرے سارے دکھوں کا علم ہو جاتا تھا اب شاید......

(سو جاتی ہے کیمرہ ستارہ کے چہرے سے افتخار پر آتا ہے۔ گہرا دکھ موجود ہے۔)

کٹ

سین 3 آؤٹ ڈور دن

(سکندر اپنی کار میں ریڈیو سٹیشن آتا ہے۔ پھاٹک سے سکندر کی کار آتی ہے۔ Barrier کھلتا ہے۔ کار مڑتی ہے۔)

کٹ

سین 4 آؤٹ ڈور وہی وقت

(ریڈیو سٹیشن کے سامنے کار رکتی ہے سکندر اترتا ہے۔ سیڑھیاں چڑھتا ہے۔ ماسٹر لطیف سیڑھیاں اتر رہے ہیں سلام کرتے ہیں سکندر جواب نہیں دیتا لطیف حیران کھڑا رہتا ہے۔)

(فیڈ آؤٹ)

سین 5 ان ڈور

(اناؤنسر اور سکندر)

اناؤنسر: سکندر صاحب ایک سوال پوچھنا ہے آپ سے۔

سکندر: جی ضرور۔

اناؤنسر: جس مقام پر آج آپ ہیں اور جس طرح سارے ملک میں آپ کے گیت گونج رہے ہیں اس ترقی یا کامیابی کا کوئی خاص نسخہ آپ کے ساتھ آیا ہے۔

سکندر: (خود اعتمادی سے) جب میں لاء کا سٹوڈنٹ تھا تو اس وقت سے میرے دل میں پلے بیک سنگر بننے کا خیال رہا کرتا تھا۔ میرا خیال ہے جو خواب آدمی دیکھتا ہے ان کی تعبیر اسے زندگی میں اسی وقت ملتی ہے جب وہ انتھک کوشش کرے رات دن اس خواب کو پانے کے لیے جدوجہد کرے اور راستے کی کسی مشکل کو کوہ گراں نہ بنائے۔

اناؤنسر: کسی شخص، کسی ادارے، کسی وسیلے کی مدد سے آپ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ یہ سب ذاتی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

سکندر: دیکھئے کوئی شخص یہاں کسی کی مدد نہیں کرتا نہ کر سکتا ہے۔ ہر شخص یہاں اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ منزل مل جائے تو دوسروں کے سر سہرہ باندھتا ہے۔ گم گشتہ ہو جائے تو دوسروں پر الزام دھرتا ہے۔ یہ دونوں طریقے غلط ہیں جو کچھ ہوتا ہے اپنے فیصلے سے ہوتا ہے۔

اناؤنسر: آپ اپنی زندگی کا کوئی دلچسپ واقعہ سنائیں گے؟

سکندر: جس روز میں اپنی زندگی کی پہلی ریکارڈنگ کے لیے بوتھ میں آیا۔

اناؤنسر: آپ کا پہلا گانا۔

سکندر: پیا نام کا دیا جلا ہے ساری رات

اناؤنسر: جی وہ تو مشہور گلوکارہ ستارہ کے ساتھ تھا۔

سکندر: اس وقت وہ سمجھتی تھیں کہ شاید میں نروس ہو رہا ہوں اور یقین کیجئے میں نروس نہیں تھا۔ خوش تھا جو پسینہ میرے ماتھے سے وہ پونچھ رہی تھیں وہ Excitement کا تھا۔

اناؤنسر: سکندر صاحب۔ محترمہ ستارہ نے شادی کے بعد گانا چھوڑ دیا۔ اس کی وجہ کیا ہے کیا آپ بتائیں گے؟

سکندر: جس مقام پر وہ کئی سال رہی ہیں اس کے پیش نظر میں کہوں گا کہ یہ فیصلہ ان کا ذاتی تھا۔ کبھی کبھی شہرت سے بھی بوریت ہونے لگتی ہے۔

اناؤنسر: کہیں آپ نے...... مشرقی شوہر کی طرح ان کی راہ میں روڑے تو نہیں اٹکائے۔

سکندر: وہ اس قدر مشرقی بیوی بھی نہیں ہیں کہ کسی چھوٹے موٹے روڑے کی پروا کریں۔

اناؤنسر: میرا خیال ہے کہ ہمارے سننے والے آپ کی آواز سننے کے لیے بے تاب ہوں گے۔ اگر زحمت نہ ہو تو حسب وعدہ ایک گیت......

سکندر: جی ضرور...... آج میں آپ کو ایک نیا گیت سناتا ہوں۔ یہ میں نے غوری صاحب کی فلم "کالی رات" کے لیے ریکارڈ کرایا ہے۔

اناؤنسر: کچھ اس کی Situation بھی بتا دیجئے۔

سکندر: ہیرو دل برداشتہ کوٹھے پر جاتا ہے۔ یہاں ناچنے والی موتی بیگم جو دراصل اس کی بیوی ہے مجرا کر رہی ہے۔ غم زدہ ہیرو گانے لگتا ہے۔

اناؤنسر: موتی بیگم کا رول مشہور اداکارہ عاشی اور ہیرو جمال کا رول افتخار سلیم کر رہے ہیں۔ میری Information ٹھیک ہے ناں۔

سکندر: جی بالکل۔

(سکندر اٹھتا ہے Standing Mike تک پہنچتا ہے اور گانے کی استھائی اٹھاتا ہے۔)

غزل: ساغر صدیقی۔

جھوم کر گاؤ میں شرابی ہوں
رقص فرماؤ میں شرابی ہوں

کٹ

سین 6 ان ڈور (ہسپتال) دن

(ستارہ ہسپتال میں لیٹی ہے۔ میز پر ریڈیو پڑا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں سے آنسو

گر رہے ہیں۔ نرس اس کے بال بنانے میں مشغول ہے ریڈیو پر انترہ آتا ہے۔)

آواز: حادثے روز ہوتے رہتے ہیں
بھول بھی جاؤ میں شرابی ہوں

(ستارہ ریڈیو بند کرتی ہے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیتی ہے نرس حیران دیکھتی رہ جاتی ہے۔)

ڈزالو

سین 7 ان ڈور رات

(گاؤں میں ایک چھوٹا سا چھپر ہے یہاں تین نوجوان لڑکے عاصم کے ساتھ بیٹھ کر تاش کھیل رہے ہیں۔ ان میں ایک سلطان بھی ہے۔ یہ بالکل خاموش شاٹ ہے اور اس پر پچھلے گانے کی موسیقی چلتی رہتی ہے۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور (ہوٹل) دن کا وقت

(افتخار اور ستارہ ہوٹل میں۔ ستارہ اپنے دھلے ہوئے بال تولئے سے پونچھ رہی ہے۔)

افتخار: دوائی پی لی......؟

(ستارہ اثبات میں سر ہلاتی ہے)

افتخار: کیا ہو گیا ہے تجھے۔ کہاں باتیں کرتی نہیں تھکتی تھی اور اب ہاں نہیں کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں۔

ستارہ: کیا بولوں افتخار...... کہنے کو اب رہا کیا ہے؟

افتخار: تم دیکھو گی میں اس کم بخت کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دوں گا۔

ستارہ: تم ایسی کوئی حرکت نہیں کرو گے۔

افتخار: تم کو اس سے محبت ہو گی میں اس کا غلام نہیں ہوں۔

ستارہ: تمہیں ہو کیا جاتا ہے ہر آدھے گھنٹے کے بعد......

افتخار: بس تمہارا میرا وعدہ ہے۔ ہم سکندر کو Discuss نہیں کریں گے۔ ختم۔ میں جو سوچوں میری مرضی۔ تم جو سوچو تم جانو۔

(اس وقت چوکیدار پلیٹ میں بکرا ذبح کرنے کے لیے چھری رکھ کر لاتا ہے ساتھ ایک بکرا بھی ہے۔)

چوکیدار: آپا جی' جی ذرا یہ بکرے اور چھری پر ہاتھ پھیر دیں۔

افتخار: یہ بکرا کہاں لا رہے ہو اندر تمہیں ہوٹل والوں نے منع نہیں کیا۔

چوکیدار: کیا تھا جی منع۔ بڑی مشکل سے مانے...... سر وہ ہم سب مل کر صدقے دے رہے ہیں آپا جی کی جان کا۔

افتخار: واہ سبحان اللہ۔ (خوشی کے ساتھ) میرے لیے تو کچھ نہیں کیا کبھی تم نمک حراموں نے۔ ایک چڑی قربان نہیں کی۔

چوکیدار: (ہنس کر) آپا جی ذرا اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیں جی...... بکرے کے۔

(ستارہ بکرے کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہے۔)

ستارہ: کتنی چمکدار آنکھیں ہیں اس کی۔ عبدالرحمان اتنے خوبصورت بکرے کو کیوں قربان کرنے لگے ہو مجھ پر...... (آہستہ) مجھ جیسی عورت پر۔

چوکیدار: صدقے کی چیز بے داغ ہونی چاہیے آپا جی۔ نذیر اور میں بکر منڈی سے خود خرید کر لائے ہیں۔ اسی بکرے دیکھ کر ملا ہے۔

(افتخار محبت سے بکرے پر ہاتھ پھیرتا ہے۔)

افتخار: واہ یار مرنا ہو تو تیرے جیسا ہو کسی پر نثار ہو جان گنوائے آدمی۔ پلنگ پر ہڈیاں توڑ توڑ کر کیا مرنا۔

(ستارہ چھری پکڑتی ہے چوکیدار منہ میں کچھ پڑھ کر چھری کو دم کرتا ہے۔ اس سین میں

محبت کی خوشبو آتی ہے۔)

افتخار: بلاوجہ نثار ہو جانے والے غرض و غایت کے بغیر چاہنے والے خوب ہوں گے ستارہ......

ستارہ: ہاں......! ہوں گے۔

(بکرا لے کر چوکیدار جاتا ہے۔)

افتخار: میں نے ایسی محبت کا مزہ چکھا نہیں لیکن سرشاری بہت ہوگی...... ہے نا؟

ستارہ: ہو سکتا ہے مایوسی بہت ہو۔

افتخار: نہیں نہیں۔ Ecstasy!.....just joy

(اس وقت مالی کی بیٹی آتی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک پلیٹ ہے جسے اس نے جالی سے ڈھانپ رکھا ہے۔ ہاتھ میں موتیے کا ہار ہے۔)

افتخار: آؤ جی...... آؤ جی آؤ جی...... یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

لڑکی: دیگ دی ہے میٹھے چاولوں کی ابے نے۔

ستارہ: دیگ کس خوشی میں۔

افتخار: اتنے پیسے کہاں سے آئے مالی کے پاس۔ اس کی تنخواہ تو نہیں بڑھی۔

ستارہ: لیکن خوشی کیا ہے۔

لڑکی: آپ کی صحت کی خوشی ہے۔ ابا نے شاہ جمال میں منت مانی تھی۔ میں ساتھ گئی تھی جی...... زردہ ہے آپا جی کھائیں۔

(افتخار اس سے پلیٹ لیتا ہے۔)

افتخار: تیری آپا جی کو کیا پتہ...... بندر کیا جانے ادرک کا سواد۔ لا مجھے دے اس ہوٹل کو چھوڑ کر گھر چل...... ستارہ...... ان سے پیارے رشتہ کب ملیں گے تجھے۔

(ہاتھ سے کھاتا ہے لڑکی آپا جی کے گلے میں ہار ڈالتی ہے۔ ستارہ یکدم اتنی محبت سے مغلوب ہو کر اس سے لپٹ جاتی ہے اور اونچے اونچے رونے لگتی ہے۔)

کٹ

سین 9 ان ڈور دن

(سٹوڈیو کا حصہ اس وقت یہاں میوزک ماسٹر ایک طبلچی اور ایک ڈائریکٹر بیٹھا ہے۔ سب فرش پر بیٹھے ہیں۔ ان کے پاس گاؤ تکیئے سے ٹیک لگا کر سکندر بیٹھا ہے وہ اس وقت پائپ پی رہا ہے۔

میوزک: یہ سنیں سکندر صاحب استھائی کے سر ایسے ہیں۔ دھن بجتی ہے پھر اپنی منمنی آواز میں گاتا ہے۔

وہ بلائیں تو کیا تماشہ ہو

ہم نہ جائیں تو کیا تماشہ ہو

سکندر: سمجھ گیا ہوں میں عنایت صاحب۔ بار بار کیا سمجھا رہے ہیں۔

میوزک: انترہ دیکھ لیجئے۔

سکندر: ایک دفعہ دیکھ جو لیا ہے۔ اب بار بار اگر آپ کہلوائیں گے تو میرا گلا Hoarse ہو جائے گا۔

میوزک: اب آپ ادھر جلدی آ جائیں سکندر صاحب، ریکارڈنگ کی طرف۔

سکندر: آپ ذرا چل کر Bridges تو نکلوائیں Musicians سے۔

میوزک: نکلے نکلائے ہیں۔ پرانے آدمی ہیں سرکار۔ ایک بار کان سے نکل جائے تو بجا لیتے ہیں۔

ڈائریکٹر: ماسٹر جی اگر ساؤنڈ ریکارڈسٹ آ گئے ہوں تو مجھے اطلاع دے دیں فوراً۔

میوزک: چل بھئی پچھے چل میرے ساتھ غنی صاحب کا پتہ کریں۔ پہلے آپ آ جائیں سرکار ہمارے پاس۔ آج آدھی شفٹ ہے۔

سکندر: آپ تیار ہوں تو مجھے پیام بھیج دیں فوراً حاضر ہو جاؤں گا۔

(میوزک ماسٹر اور طبلچی جاتے ہیں۔)

سکندر: توقیر صاحب ایک بات ہے۔

ڈائریکٹر: جی فرمائیے۔

سکندر: آپ Mind نہ کریں لیکن مجھے بڑی مجبوری ہے۔

ڈائریکٹر: نہیں نہیں نہیں۔ آپ تو دوست آدمی ہیں۔

سکندر: مجھے پتہ ہے کہ آپ کو ناگوار ہوگا۔

ڈائریکٹر: کہیں صاحب جی۔ ناگوار کیسا؟

سکندر: دیکھئے آپ کے جو باقی کے چار گانے ہیں میں ان کے دس ہزار نہیں لوں گا۔

ڈائریکٹر: تو کیا کچھ کم لیں گے؟

سکندر: جی نہیں زیادہ لوں گا۔

ڈائریکٹر: آپ کو پتہ ہے سکندر صاحب پہلے ہی پوزیشن کتنی Tight ہے اوپر سے ڈسٹری بیوٹر کا مزاج نہیں ملتا اس نے ایڈوانس کا جو وعدہ کیا تھا۔

سکندر: آپ کے Distributer مجھے کل ملے تھے اقبال سندھو صاحب کے۔

ڈائریکٹر: اچھا پھر؟

سکندر: وہ کہنے لگے سکندر صاحب آپ کے گانے ضمانت ہیں۔ ورنہ فلم تو بالکل ڈبہ ہے میں نے دو ریلیں دیکھی ہیں۔

ڈائریکٹر: اب یہ تو کہنے کی باتیں ہیں۔ مر گیا تھا اقبال سندھو ایک ایک شاٹ پر سینے پر ہاتھ مارتا تھا۔

سکندر: فر جی وہ آپ کا اور اقبال سندھو کا معاملہ ہے لیکن میں دس ہزار میں فلم کے باقی گانے نہیں گا سکتا۔

ڈائریکٹر: دیکھئے ہمارا Agreement ہو چکا ہے۔

سکندر: یہ تو میں دوستی کی بنا پر کہہ رہا ہوں بالفرض میں Co-operate نہ کروں۔ وقت پر نہ آؤں آپ کی شفٹیں خراب کراؤں۔ کئی بار آپ Musicians کو Pay کریں تو آپ کا کتنا خرچ ہوگا۔

ڈائریکٹر: لیکن سکندر صاحب فلم کے درمیان میں پہنچ کر آپ یہ نیا مطالبہ کیسے کر سکتے ہیں۔

سکندر: آپ سوچ لیں۔ آرام سے ٹھنڈے دل سے میں آپ کو مجبور نہیں کر رہا۔ گانے

آپ کے پورے کر دوں گا لیکن ہر گانے کے پندرہ ہزار ہوں گے کل پانچ ہزار زیادہ کی بات ہے۔ آپ سوچ لیں۔

(اٹھ کر جانے لگتا ہے۔)

ڈائریکٹر: کہاں جا رہے ہیں سکندر...... صاحب؟

سکندر: مجھے شاید...... ذرا میرے گلے میں خراش پڑ رہی ہے۔ عنایت صاحب سے کہئے کہ آج میں گانا ریکارڈ نہیں کرا سکتا۔

ڈائریکٹر: ظلم خدا کا سکندر صاحب پینتیس آدمیوں کا Batch بیٹھا ہے۔ شفٹ کا خرچہ علیحدہ پڑ رہا ہے ساؤنڈ ریکارڈسٹ Busy آدمی پھر ملے ملے نہ ملے نہ ملے۔

سکندر: (ذرا کھانس کر) اب ڈائریکٹر صاحب گلے پر تو آدمی کا اختیار نہیں۔

(جیب سے دو ہزار کے نوٹ ڈائریکٹر نکالتا ہے۔)

ڈائریکٹر: چلو صاحب جی...... ادھر...... سٹوڈیو کی طرف بادشاہو...... ذرا سی بات کا غصہ نہیں لگا لیتے آؤ جی۔

سکندر: اب گایا جائے نہ گایا جائے گلا ٹھیک نہیں میرا۔

ڈائریکٹر: گایا جائے گا...... گایا جائے گا...... چلو جی۔

(محبت سے کھینچ کر لے جاتا ہے۔)

کٹ

سین 10 ان ڈور دن

(آپا جی کا کمرہ۔ اس وقت آپا جی گوٹے کناری لگے سوٹ ایک ٹرنک میں پیک کر رہی ہیں۔ جیسے وہ نگینہ کا جہیز سنوار رہی ہوں پاس عاصم کھڑا ہے۔)

عاصم: چلئے سو روپیہ سہی اسی روپے سہی۔

آپا: میرے باپ کا کوئی کارخانہ نہیں چل رہا کہ تجھے فضول خرچیوں کے لیے سو پچاس

نکال دیا کروں ہر روز۔

عاصم: ہر روز کہاں پیسے دیتی ہیں آپ۔

آپا: دیتی تو ہوں ناں ہر روز نہ سہی دوسرے تیسرے ہی سہی۔

عاصم: دوسرے تیسرے بھی کب جی۔

آپا: اور...... یہ (ایک جوڑا اٹھا کر) یہ کیسے بنتے ہیں۔ تیری بہن کا جہیز۔ چوری کر کے سینہ زوری کر کے...... کبھی منتیں کر کے کبھی پاؤں پکڑ کر۔ یہ سارا جہیز کس طرح بنا ہے معلوم ہے تمہیں کچھ...... اس پر گوٹا نہیں لگا میرے آنسو ٹکے ہیں' ہر جوڑے پر۔

عاصم: خدا کی قسم میں کل آپ کو لوٹا دوں گا۔

آپا: کبھی تیرے تن پر اجلا کپڑا نہیں دیکھا۔ تیرے ہاتھ میں دو آنے کی مونگ پھلیاں نہیں ہوتیں واپسی پر۔ یہ سارے روپے تو کرتا کیا ہے؟ یہ مت سمجھنا مجھے خبر نہیں ہوتی۔

عاصم: ایک آدمی کو رام کر رہا ہوں آپا۔ وہ مجھے کویت بھیج دے گا۔ پھر میں وہاں سے تجھے آپا خدا قسم آپا یہ جھولیاں بھر بھر روپیہ بھیجا کروں گا۔

آپا: رہنے دے بابا۔ پہلے فیروز کو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترس گئیں اب تو چلا ہے کویت...... ہمیں کمائیوں سے معاف ہی کرو تم لوگ!

عاصم: چلو آپا پچاس دے دو۔

(پاس ہی ایک کونڈی ڈنڈا پڑا ہے آپا ڈنڈا اٹھاتی ہے۔)

آپا: جاتا ہے کہ نہیں۔

عاصم: یہی ستارہ باجی ہوتیں تو سو کے بدلے سوا سو دیتیں۔

راشدہ: سوا دو سو دیتیں اور سوا ہزار کا احسان چڑھاتیں ستارہ باجی...... توبہ ہمارے خاندان کا تو ایک ایک مرد بک گیا ستارہ باجی کے ہاتھ پر۔

عاصم: ویسے سچی بات کہوں آپا۔

آپا: کہو کہو...... سارے گھر کو مجھے ہی تو سچی باتیں سنانی ہوتی ہیں۔

عاصم: ستارہ باجی نے ہمارے لیے جو کچھ کیا وہ کچھ کم نہیں تھا۔

آپا: کیا کیا ہمارے لیے...... بتا کیا کیا؟ ایک گھر تو بنا کر نہ دیا سر چھپانے کے لیے۔

عاصم: جتنے پیسے فیروز بھیا ان سے لے کر ریس کھیلتے آیا اس سے تو تین کوٹھیاں پڑتی تھیں۔

آپا: تو وہ منع کرتی اپنے خاوند کو۔ نہ کھیلنے دیتی ریس پیسہ جوڑتی کوٹھیاں بنواتی۔ فیروز کی زندگی نہ بن جاتی......

عاصم: آپ منع کر لیتی ہیں میاں جی کو کسی بات سے!...... ہیں آپا؟

آپا: ہاں اگر میں چاہوں تو ہو جاتے ہیں منع۔

(شرمندہ ہو کر)

عاصم: یعنی میاں جی آپ کی مرضی سے مجرے کراتے ہیں؟ آپ کی مرضی سے صبح و شام پہلوانوں کی خدمتیں ہوتی ہیں۔ آپ کی مرضی سے سارے مزارعوں کی جوان بیٹیوں کو زیور بن بن کر جاتا ہے ہیں آپا؟

آپا: (یکدم اپنے پلے سے پچاس روپے کا نوٹ نکالتی ہے اور دبے ہوئے غم اور غصے سے کہتی ہے) لے یہ پچاس روپے اور دفع ہو...... اور خبردار جو میرے سامنے پھر کبھی ستارہ کا نام لیا تو نے...... جا کھڑا کیوں ہے۔

عاصم: تھینک یو...... تھینک یو...... آپ تو ستارہ باجی سے بھی اچھی ہیں راشدہ آپا۔

(آپا یکدم چپ چاپ ہو کر بیٹھ جاتی ہے جیسے برف پڑ گئی ہو۔)

کٹ

سین 11 ان ڈور

(ٹیلر ماسٹر کی دکان یہ ٹرائی روم ہے اس وقت سکندر نے قمیص اور پینٹ پہن رکھی ہے۔ ٹائی لگی ہوئی لیکن کوٹ کھونٹی پر لٹک رہا ہے۔ ٹیلر ماسٹر اس کا ناپ لے کر کاپی میں درج

کرتا جارہا ہے۔ سکندر اپنے آپ کو کمرے میں لگے ہوئے آئینوں میں دیکھتا ہے اور اپنے پر فریفتہ ہے۔ وہ آئینے میں اپنی خوبصورتی کو دیکھ کر نرگسیت کا شکار ہو رہا ہو۔ ٹیلر اس کی چھاتی، بازو، کف بیک ناپتا ہے۔ پھر پتلون کی لمبائی دیکھتا ہے۔ اس دوران ریڈیو پر ستارہ گا رہی ہے۔

(غزل غالب)

آکہ میری جان کو قرار نہیں ہے
طاقت بیداد انتظار نہیں ہے
گریہ نکالے ہے تیری بزم سے مجھ کو
ہائے کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے
قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے
وائے اگر عہد استوار نہیں ہے

کٹ

سین 11 ان ڈور دوپہر

(عاشی کا بیڈروم جس میں ایک طرف Living Room بھی بنا ہوا ہے۔ اس سین میں ایک نیا کردار مسکین آتا ہے۔ اس کردار کو بہت ہلکی آواز میں بات کرنے کی عادت ہے۔ اول اگر اشارے سے کام چلے تو وہ بات نہیں کرتا۔ اگر نظر سے کام بن جائے تو بھی وہ بات نہیں کرتا۔ دبلا پتلا چالیس اور پچاس کے درمیان۔ چیتے کی طرح تیز آنکھیں اور کسی لڑکی کی طرح نرم ونازک ذہن۔

اس وقت سکندر پلنگ پر سو رہا ہے۔ عاشی ایک صوفے میں دھنسی بیٹھی ہے اس کے پاس ایک سکرپٹ ہے جسے وہ Study کر رہی ہے۔ سکرپٹ پڑھنے کے بعد وہ اسے ٹھپ بند کرتی ہے اور زبانی منہ سے الفاظ نکالے بغیر یہ جملے ادا کرتی ہے جیسے سیٹ پر جانے سے پہلے

جملے رٹ رہی ہو۔ (پچھلی غزل بہت مدھم آواز میں سپر امپوز کیجئے)

عاشی: (بغیر آواز کے۔ لیکن زیادہ Expsessions کے ساتھ) لیکن تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے؟ جانتے نہیں میں نواب فیض اللہ صاحب کی پوتی ہوں؟ تم جیسے لوگ تو ہمارے دربانوں کے نوکر ہیں۔ جاؤ چلے جاؤ۔

(ایک بار پھر سکرپٹ دیکھتی ہے اور آنکھیں بند کر کے یہ جملہ دوہراتی ہے۔)

تم جیسوں کی میں کیا پرواہ کرتی ہوں۔

اب وہ سکرپٹ کو صوفے پر رکھتی ہے اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جاتی ہے۔ آئینے کے سامنے بیٹھ کر یہی جملے پھر ادا کرتی ہے اور اپنے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو Study کرتی ہے۔ پھر ڈریسنگ ٹیبل سے پاؤڈر اٹھا کر صوفے تک آتی ہے۔ اپنے پیروں میں پاؤڈر لگاتی ہے اس وقت اس کی ماں آتی ہے۔ اس نائیکہ کو ہم ستارہ کے ساتھ متعارف کر چکے ہیں وہ آتی ہے اور اشارہ کرتی ہے کہ ناچ سکھانے والے ماسٹر صاحب آئے ہیں۔ عاشی دونوں ہاتھوں سے ماں کو چلے جانے کا اشارہ کرتی ہے۔ پھر ہاتھ جوڑتی ہے اور سکندر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جیسے بتا رہی ہو کہ سکندر سو رہا ہے پلیز آپ اسے جگا نہ دینا۔ نائیکہ قدرے غصے اور بیزاری سے جاتی ہے عاشی پھر سکرپٹ اٹھاتی ہے دو تین صفحے ادھر ادھر کر کے دیکھتی اور اس بار نہایت شیریں مسکراہٹ چہرے پر لا کر ان جملوں کی پریکٹس کرتی ہے۔

عاشی: آپ کو کیا پتہ کہ کوئی آپ کا کتنا انتظار کرتا ہے۔ جائیے باتیں بنانا کوئی آپ سے سیکھے۔

(یہ دو جملے وہ دو تین طریقوں سے ادا کرتی ہے اس کے بعد ایک لمبی جمائی لیتی ہے اس وقت مسکین چائے کا ٹرے لے کر داخل ہوتا ہے۔ وہ چیتے کی نظر سے سکندر کی جانب دیکھتا ہے۔ پھر چائے کے ٹرے کو عاشی کی طرف لاتا ہے۔ عاشی اشارہ کرتی ہے کہ ٹرے سکندر کے پاس والی تپائی پر رکھ دو۔ جانے لگتا ہے تو عاشی اسے اپنے پاس بلاتی ہے۔ قریب میز پر رکھی ہوئی گھڑی اسے پکڑاتی ہے مسکین سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتا ہے۔)

عاشی: (سرگوشی میں) چھ بجے کا الارم لگا دیں۔ مجھے چھ بجے سٹوڈیو پہنچنا ہے۔

(مسکین چابی دینا چاہتا ہے عاشی قدرے غصے سے لیکن بڑی دبی آواز میں

عاشی: باہر جا کر چابی دیں...... وہ اٹھ جائیں گے۔

(یہاں تک موسیقی لگائیے۔ مسکین گھڑی لیکر باہر جاتا ہے۔ اب عاشی کو چھینک آتی ہے وہ چھینک مار کر چہرے پر ہاتھ رکھتی ہے۔ کیمرہ سکندر پر آتا ہے وہ آنکھیں کھولتا ہے۔ پلنگ پر دوسری جانب ہاتھ پھیرتا ہے۔)

سکندر: عاشی! عاشی! عاشی!

(عاشی اٹھ کر پاس آتی ہے۔)

عاشی: یہ میری کمبخت چھینک نے تمہیں جگا دیا۔

سکندر: نہیں کافی سو لیا۔ میرا خیال ہے تم نہیں سوئیں۔

عاشی: ہماری قسمت میں نیند کہاں۔ خدا قسم یہ میرا پروفیشن نیند کا جانی دشمن ہے۔ ساری ساری رات شوٹنگ سارا سارا دن ٹریننگ اب ڈانس ماسٹر آگیا ہے اب سوئمنگ سیکھو۔ اب رائیڈنگ کرو۔ توبہ۔

سکندر: کیا کر رہی تھیں؟

عاشی: ذرا لائنز یاد کر رہی تھی۔

(اب عاشی فرش پر بیٹھی ہے سکندر پلنگ پر۔ اس طرح کہ سکندر اس کے بالوں کو چھو سکتا ہے۔)

سکندر: مجھے لگتا ہے کہ میں صدیوں بعد اتنی گہری نیند سویا ہوں۔

عاشی: (شرارت سے) ستارہ کو بھی یہی کہا کرتے تھے۔

سکندر: ان کے ساتھ تو میں دبی دبی نفرت کا اظہار کیا کرتا تھا۔

عاشی: کیوں؟ دبی دبی کیوں۔

سکندر: کیونکہ...... ان کے مجھ پر بڑے احسانات تھے اور میں، مجھے کمینہ پن لگتا تھا کہ میں اپنی نفرت کا اظہار سیدھے الفاظ میں کروں۔

عاشی: تمہاری بھی بڑی الٹی سائیکالوجی ہے۔

سکندر: جس چیز سے وہ محبت کرتی تھیں میں اس سے نفرت کا اظہار کرتا اس طرح ان کی روح بہت زیادہ مجروح ہوتی تھی۔

عاشی: کیا مطلب۔

سکندر: ان کو پھولوں سے، سازوں سے، شعروں سے محبت تھی۔ وہ جگہ بے جگہ بڑے بڑے گلدستے سجایا کرتی تھیں۔ مجھے پھولوں سے ہی نفرت ہو گئی۔

عاشی: جائیں جائیں پھولوں سے کون نفرت کر سکتا ہے۔

سکندر: نفرت تو نہیں ہو سکتی لیکن ان کو Scape goat تو بنایا جا سکتا ہے۔ ان سے نفرت کے اظہار کا موثر طریقہ تو یہی تھا کہ میں ہر اس چیز سے نفرت کروں جس سے انہیں محبت تھی۔

عاشی: How horribly ---- How mean mean(How horribly mean)

سکندر: میں گلدستے اٹھا کر پھینک دیتا۔ ملازموں کو اٹھانے کا حکم دیتا۔ پھولوں میں سگریٹ کی Ash ڈالتا۔

عاشی: مجھے (نظریں جھکا کر) مجھے بھی تو پھولوں سے محبت ہے سکندر۔

سکندر: یہی تو فرق ہے۔ وہ ٹیلی ویژن پر Vase رکھتی تھی تو مجھے بوجھ لگتا تھا۔ تم میرے سر پر گملا رکھ دو تو راحت ہوتی ہے۔

عاشی: سچ۔

(مسکین اس وقت گھڑی اٹھائے آتا ہے اور بڑی پھنکارنے والی دبی دبی آواز میں کہتا ہے۔)

مسکین: لگا دیا جی الارم۔

(پھر نگاہ عاشی اور سکندر پر ڈال رہا ہے۔ سکندر اس کے وجود سے بے خبر عاشی کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا ہے۔)

مسکین: ماسٹر جی۔

عاشی: کیا جی؟

مسکین: (ذرا سا اونچے) ڈانس ماسٹر جی۔

عاشی: آپ اونچی نہیں بول سکتے۔ خدا کے بندے گلا استعمال کے لیے دیا ہے خدا نے۔

مسکین: (ذرا اور اونچے) جی ماسٹر جی آئے ہیں۔ ماسٹر بشیر۔

عاشی: (سکندر کا ہاتھ اٹھا کر) چلو۔ بی بی بہت سخت ہیں جان سے مار دیں گی۔

مسکین: (آہستہ سے چائے کی طرف اشارہ کر کے) چائے۔

عاشی: وہیں لے آئیں۔

کٹ

سین 12 ان ڈور دن

(ستارہ بہت اچھے لباس میں بیٹھی ہے۔ پر کچھ ایسے دل برداشتہ طریقے سے کہ اس کا سر صوفے کی پشت سے لگا ہے۔ وہ کلی طور پر بیزار نظر آتی ہے۔)

ستارہ: نفرت کے اظہار کے بہت سے طریقے ہوتے ہیں۔ یہ بھی ایک پوری بولی ہوتی ہے۔ محبت کی زبان جیسی۔

افتخار: چلو چھوڑو۔ مٹی ڈالو۔ قسمت میں یونہی تھا۔

(افتخار اس وقت ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ٹائی درست کر رہا ہے۔)

افتخار: (غصے سے) ساری عمر ٹائی لگائی ایک دن ناٹ درست نہیں لگی مجھے اپنی۔

(مگر پھر سے ٹائی کھولتا ہے۔)

ستارہ: جب بلاوجہ کوئی شخص آپ کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو پکڑ کر اس پر لمبا چوڑا لیکچر دینے لگے تو تو وہ آپ کو پسند نہیں کرتا۔

افتخار: سکندر کی باتیں مت کیا کرو۔ پتہ ہے بخئے ادھیڑنے سے کبھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پھول کو پتی پتی دیکھو تو پھول باقی نہیں رہتا۔

ستارہ: اس نے شاعری کی تمام کتابیں ردی میں نکلوا دیں۔ میر' غالب سب گھر سے نکال دیئے۔ کیونکہ مجھے ان سے محبت تھی۔

افتخار: چلو اٹھو دیر ہوتی ہے Good Girl۔

ستارہ: میں سارا دن سوچتی رہتی ہوں میں نے کہاں غلطی کی؟ میں نے کہاں بھول کی۔ مجھ سے کونسی خطا ہوئی۔ میں کیا کر سکتی تھی اور میں نے نہیں کیا۔

افتخار: تم اسے بہت کچھ دے سکتی تھیں جو تم نے نہیں دیا۔ تم اسے خود طلاق دے سکتی تھیں اور تم نے نہیں دی۔ تم اس کا کیریئر تباہ کر سکتی تھیں اور تم نے نہیں کیا۔

ستارہ: توبہ توبہ کتنی سخت سوچ۔

افتخار: اٹھو چلو خدا قسم' دیر ہو گئی۔

ستارہ: شاید وہ کبھی مجھے یاد کرتا ہوگا۔

افتخار: ضرور مگر نیکی کے ساتھ نہیں۔

ستارہ: تم میری طرف سے معذرت نہیں مانگ سکتے۔

افتخار: تم کو معلوم ہے غوری صاحب کے ساتھ میرے کتنے پرانے مراسم ہیں۔ وہ مائنڈ کریں گے۔

ستارہ: میں کیا کروں گی وہاں جا کر۔ جھوٹی باتیں جھوٹی مسکراہٹیں۔ مجھ سے آج ایکٹنگ نہیں ہو گی۔

افتخار: وہ تمہارا غسل صحت منا رہے ہیں۔ اور تم جی اپنے قدر دانوں کی پروا نہیں کرتی ہو تم کو ایک ضد لگی ہے کہ جو تم سے نفرت کرتا رہا اسی سے محبت کروا کے ہٹو گی۔ چلو اٹھو۔ کچھ Curtsy بھی ہوتی ہیں۔ کچھ Manners بھی ہوتے ہیں۔

کٹ

سین 12 ان ڈور دن

(اس وقت ماسٹر بشیر ناچ سکھا رہے ہیں اور توڑے بول رہے ہیں سکندر چائے بنا رہا ہے اور بسکٹ کھاتا ہے۔ اس وقت عاشی ناچ رہی ہے۔ ہار مونیم بج رہا ہے اور ستار والا ستار بجا رہا ہے۔ طبلہ ساز ندداد دے رہے ہیں۔ نائیکہ چائے پی رہی ہے۔)

ماسٹر: دھن دھن دھن دھن دھا
دھن دھن دھن دھادھا...... دھا...... دھا

(کچھ دیر ناچ جاری رہتا ہے پھر یکدم جیسے Inspire ہو کر گانے لگتا ہے۔)

گیت:

سکندر: جھوم کر گاؤں میں شرابی ہوں۔
رقص فرماؤں میں شرابی ہوں۔

(ماسٹر بشیر توڑا بولتے ہیں اور عاشی اسے پاؤں سے نکالتی ہے۔)

سکندر: لوگ کہتے ہیں رات بیت چکی مجھ کو سمجھاؤ میں شرابی ہوں۔

(جس وقت ماسٹر بشیر اور عاشی کام کرتے ہیں نائیکہ اور سکندر اطمینان سے چائے پیتے رہتے ہیں۔)

ڈزالو

سین 13 ان ڈور رات

(ڈائریکٹر غوری کے گھر میں فلمی ستاروں کی پارٹی ہے۔ ایک بڑی سی کوٹھی کے آگے قطار در قطار کاریں کھڑی ہیں۔ ستارہ اور افتخار آتے ہیں۔ کار پارک کرتے ہیں اور اندر کی طرف جاتے ہیں۔ رات کا وقت پورچ میں ڈائریکٹر غوری اپنی بیگم کے ساتھ کھڑے ہیں۔ افتخار اور ستارہ آتے ہیں۔ برآمدے میں دو چار فلمی قسم کے لوگ کھڑے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں۔ افتخار اور ستارہ آتے ہیں انہیں ڈائریکٹر غوری اور ان کی بیگم ریسیو کرتے ہیں اور یہ ڈائیلاگ بولتے ہیں لیکن آواز نہیں آتی۔

غوری: اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔

ستارہ: شکریہ جی ٹھیک ہے۔

(اب ایک اور عورت آکر ستارہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہے اور پوچھتی ہے۔ Socially Graceful طریقے سے)

ایکٹرس: ہائے بھئی کبھی نظر نہیں آئیں آپ طبیعت کیسی ہے اب۔

ستارہ: اب تو ٹھیک ہے۔

ایکٹرس: ہسپتال میں Admit ہو گئی تھیں آپ۔ نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا ناں۔

(یہ ٹکڑا بھی Silent ہے۔ اس طرح ایک آدھ اور شخص اس کی طبیعت کا پوچھتا ہے ہر ایک طبیعت کے پوچھنے سے ستارہ کو قلبی تکلیف ہوتی ہے لیکن وہ بظاہر مسکراتی ہے۔ موسیقی اس حصے پر غالب رہتی ہے۔)

کٹ

سین 13 ان ڈور رات

(ایک نوجوان آدمی جو شکل سے تو نوسرباز نہیں ہے لیکن اصلاً ہے شلوار قمیص پہنے ہوئے۔ یہ شخص بڑا چلتا پرزہ ہے۔ گاؤں میں اس کا کاروبار یہ ہے کہ یہ سکول ماسٹر کا سالا ہے اور اس نے چھوٹی سی جعلی ڈسپنسری کھول رکھی ہے۔ اس وقت عاصم اس کے پاس ڈسپنسری میں موجود ہے۔ گاؤں میں ڈاکٹر بنا ہوا ہے۔ ایک بڑھیا کی آنکھوں میں دوائی ڈال رہا ہے۔)

بڑھیا: کاکا میری بہو تو کہتی ہے کہ میری آنکھوں میں موتیا اتر رہا ہے۔ دوائی سے کچھ اثر نہیں ہو گا۔

سلطان: ڈسپنسری میں نے کھول رکھی ہے کہ تیری بہو نے۔

بڑھیا: مجھے تو کچھ فرق لگتا ہے پہلے سے۔

سلطان: فرق ہے اماں وڈی بہت فرق ہے تو دوائی ڈلواتی رہ آرام سے چانن ہو جائے گا آنکھوں میں۔

بڑھیا: قرآن شریف پڑھنے لگوں گی کاکا۔

سلطان: اب یہ تو تیری ہمت پر ہے اماں وڈی بیماری پرانی ہے۔ جم کر علاج کرائے گی تو مرض جاتا رہے گا۔

بڑھیا: کاکا کتنے پیسے۔

سلطان: دو روپے چار آنے۔

(بڑھیا پلا کھول کر دو روپے نکالتی ہے۔)

بڑھیا: اب اس وقت تو چار آنے نہیں ہیں۔ سلطان کاکا۔

سلطان: نہ سہی نہ سہی چل جانے دے۔ اللہ رازق ہے۔ (اٹھ کر اماں کو اٹھاتا ہے) اماں تیل کا تڑکا مت کھانا آنکھوں کے لیے برا ہوتا ہے۔

بڑھیا: میں نے کہا تھا اپنی بہو کو کاکا۔ پر وہ روج کریلے پکاتی ہے۔ تیل کے تڑکے میں، وہ چاہتی ہے میں انھی ہو جاؤں۔

(سلطان اسے محبت سے پکڑ کر دروازے تک پہنچاتا ہے۔)

سلطان: سلام اماں وڈی۔

بڑھیا: اللہ سکھی رکھے خوش رہے۔ بیٹا تیری ڈسپنسری چلتی رہے بڑے سکھ دیئے ہیں تو نے ہمارے گاؤں کو۔

(بڑھیا جاتی ہے اب سلطان عاصم کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔)

سلطان: کیوں چن جی کوئی انتظام ہوا پھر۔

عاصم: (جیب سے پچاس کا نوٹ نکال کر) یہ پچاس تو پکڑ باقی بھی لاؤنگا۔

سلطان: چن جی یہ تو زیادتی ہے تمہاری۔ قسطوں میں رقم نہیں ملنی چاہیے۔

عاصم: لاؤنگا لاؤنگا۔ پورے ٹکٹ کے پیسے لاؤنگا ایک بار یار تم پاسپورٹ بنوا دو میرا۔

(سلطان دراز کھولتا ہے۔ اس میں سے پاسپورٹ کے فارم نکالتا ہے۔)

عاصم: لے آئے فارم۔

سلطان: اور کیا؟ ہمارے وعدے جھوٹے نہیں ہوتے پیارو یہ دیکھو جناب والا۔ آپ کے فارم پر سو روپے کی ٹکٹ بھی خود اپنے پلے سے لگائی ہے۔ چن جی ہم صرف تاش ہی نہیں کھیلتے تیرے ساتھ نانواں بھی لگاتے ہیں تیری ذات پر۔

عاصم: فارم لے آئے؟ کمال کر دیا...... ٹکٹ بھی لگا دیا سبحان اللہ۔

(سلطان کو پکڑ کر اس کی بائیں گال چومتا ہے۔)

سلطان: بھائی میرے ان خالی چمچوں کے ساتھ تو کویت نہیں پہنچ سکتا۔ فارم داخل ہوگا کچھ پیسے لگیں گے آگے کام نکلوانا ہے۔ رقم خرچ کرنی پڑے گی۔ پھر جن کے

ساتھ تیری نوکری کا بندوبست کیا ہے ہیں تو میرے رشتہ دار پر...... چن جی کون کسی کے لیے دمڑی نکالتا ہے۔

عاصم: بھروں اسے۔

سلطان: بھر بسم اللہ کر کے Capital Latters میں نام لکھو۔ لے اب تو سمجھ گیا کویتی بچہ۔

(پن دیتا ہے عاصم فارم کو بڑی خوشی کے ساتھ بھرتا ہے۔ کیمرہ اس کا C-U لیتا ہے۔)

کٹ

سین 14 ان ڈور رات

(ڈائریکٹر غوری کے بڑے ہال میں پارٹی کے مختلف مناظر یہ ایک Glamourous پارٹی اب جنرل پارٹی کے شاٹوں میں چار پانچ Exclusive شاٹ ستارہ کے لیجیے۔ جس میں اس کی شخصیت کا یہ روپ کھلتا ہے کہ باوجود اتنی تکلیف دہ حالت کے اسے سوشل لائف میں کسی طرح ایکٹ کرنا پڑتا ہے۔ ستارہ اور ایک فیشن ایبل ایکٹرس زور سے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنستی ہیں۔ خاتون آنکھ مار کر پارٹی میں کسی کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ جیسے کسی کا اسکینڈل ڈسکس کر رہی ہو۔ ستارہ اور وہ اس قدر زور سے ہنستی ہیں کہ ستارہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ کیمرہ اس کے چہرے پر آتا ہے۔ اور ہنستے چہرے پر چند لمحوں کے لیے سٹل ہو جاتا ہے۔

ستارہ کو ایک ایکٹر پھول پیش کرتا ہے۔ پھر یہ پھول اس کے بالوں میں لگانے کی اجازت مانگتا ہے۔ ستارہ لاتعلق لیکن Social grace کے ساتھ اجازت دیتی ہے۔ وہ پھول لگاتا ہے پھول لگواتے ہوئے ستارہ کا چہرہ بہت Aloof اور دکھی ہو جاتا ہے اور تصویر اسے کلوز اپ میں اور سٹل میں دکھا رہا ہے۔

ستارہ دو خوبصورت فیشن ایبل عورتوں کے ساتھ ایک گول میز کے گرد بیٹھی ہے۔

تینوں سٹرو کے ساتھ کوکا کولا پی رہی ہیں۔ تینوں کے سر تقریباً جڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک جلدی جلدی باتیں کر رہی ہے۔ دوسری بار بار ہاتھ کے اشارے سے صاد کرتی ہے کہ بالکل یہی خبر ہے ستارہ ابرو اٹھا اٹھا کر کہتی ہے ہائے I dont beleive it تینوں Gossipers پر کیمرہ آتا ہے۔ پھر آخر میں کیمرہ ستارہ پر آتا ہے' وہ ابرو اٹھائے حیرت کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ تصویر چند لمحوں کے لیے Still ہوتی ہے۔ اس پارٹی سین میں ماڈرن Orehetra بج رہا ہے۔ خوب گہما گہمی ہے۔ پارٹی کو پھر لانگ شاٹ میں Establish کیجئے۔ ستارہ کمرے سے باہر نکل جاتی ہے۔ غوری صاحب اس کا تعاقب کرتے ہیں۔)

کٹ

سین 15 ان ڈور ٹیرس رات

(ستارہ ریلنگ کے ساتھ لگی اوپر دیکھ رہی ہے۔ اوپر سے غوری آتا ہے۔)

غوری: اچھا اچھا میڈم آپ یہاں ہیں۔

ستارہ: آپ کا ٹیرلیس بڑا خوبصورت ہے۔

غوری: جی ہاں کچھ ہے ہی۔ اس کا نقشہ میں وی آنا سے لایا تھا۔

ستارہ: چاند راتوں میں تو اور بھی اچھا لگتا ہوگا۔

غوری: بس ایک غلطی ہوگئی ہے وہ جو ٹیرلیس میں نے دیکھا تھا اس پر فوارہ تھا یہاں وہ تعمیر نہ کر سکے ہمارے Architect آپ کے لیے کافی لاؤں۔

ستارہ: نہیں جی شکریہ۔

غوری: میڈم ایک Request ہے۔ میرا خیال زیادتی ہے وہ Request کرنا لیکن سب کہہ رہے ہیں صرف ایک۔

ستارہ: غوری صاحب ابھی میں بڑی پیچیدہ بیماری سے اٹھی ہوں میں اپنے آپ کو Exhaust نہیں کرنا چاہتی۔

غوری: آپ کا گانا تو میڈم سب کو Tranqolize کرے گا خوش کرے گا۔

ستارہ: شاید سب کو خوشی ہو...... لیکن میں اندر سے پریشان ہو جاؤں۔

غوری: دیکھئے میڈم ویسے انصاف کی بات ہے آپ کا گلا قومی پراپرٹی ہے۔ آپ کا اس پر اختیار نہیں ہونا چاہیے۔

ستارہ: بدقسمتی سے میری گردن میں فٹ جو کر دیا گیا ہے قومی خزانہ۔

غوری: پلیز میڈم۔ ہم سب آپ کا غسل صحت منا رہے ہیں We are celebrating پلیز۔

(اس وقت غوری صاحب اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اندر لے جاتے ہیں۔)

کٹ

سین 16 ان ڈور رات

(تمام مہمان ان فارمل طریقے سے کچھ کرسیوں پر کچھ قالین پر کچھ صوفے کے بازوؤں پر بیٹھے ہیں ستارہ ان سے سب سے کچھ الگ تھلگ سازندوں کے درمیان بیٹھی ہے۔ افتخار دو چھوٹی بچیوں دائیں بائیں چوکڑی مارے بیٹھا ہے۔ ستارہ غزل گاتی ہے۔

غزل:۔

پوچھا کسی نے حال کسی کا تو رو دیئے
پانی میں عکس چاند کا دیکھا تو رو دیئے
نغمہ کسی نے ساز پہ چھیڑا تو ہنس دیئے
غنچہ کسی نے شاخ سے توڑا تو رو دیئے
اڑتا ہوا غبار سرِراہ دیکھ کر
انجام ہم نے عشق کا سوچا تو رو دیئے

(اس غزل کے دوران آہستہ آہستہ ان تمام چہروں کو expose کیجئے جو پارٹی Attend کر رہے ہیں۔ غزل کے الفاظ جیسے ان کی اندر کی زندگی کا انکشاف کر رہے ہیں

مختلف قسم کے رد عمل۔ یعنی کچھ عورتیں بناؤ سنگھار میں مصروف ہیں۔ کچھ مرد سگریٹ پیتے ہوئے سوچوں میں کھوگئے ہیں۔ ایک دو ہولے ہولے باتیں کرنے میں مصروف ہیں تو ان پر اس گیت کا کچھ اثر نہیں غوری صاحب آنکھیں کبھی آسمان کی طرف آنکھیں اٹھا کر کبھی کانوں کو ہاتھ لگا کر داد دیتے ہیں۔)

کٹ

سین 17 ان ڈور دن

(افتخار اور اس کا وکیل افتخار کی Study میں۔ افتخار ڈسک پر بیٹھا ہے اور وکیل سے باتیں کر رہا ہے۔)

افتخار: دیکھئے ابھی میں آپ کو مختار نامہ لے کر نہیں دے سکتا۔ لیکن آپ مقدمہ کر دیں رفتہ رفتہ سب کچھ طے ہو جائے گا۔

وکیل: افتخار صاحب اس سے دو چار اڑ چین پیدا ہوں گی۔

افتخار: ہوں بہت ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ مقدمہ جیتوں یا ہاروں بکواس جاری رہنی چاہیے کئی سال تک۔

وکیل: وہ تو رہے گی سر جب تک آپ کہیں گے۔

افتخار: سمن چلے جائیں ایک دفعہ۔

وکیل: انشاءاللہ۔ آپ مجھے ذرا تفصیل سے سمجھا دیں۔

(افتخار اٹھ کر وکیل تک آتا ہے اور پھر اس کے کندھے پر رازداری کے انداز میں ہاتھ رکھ کر کھڑکی کی طرف جاتا ہے۔ اب وہ بول رہا ہے۔ لیکن ساؤنڈ نہیں آتی ان دونوں کی کیمرے کی طرف پشت ہے۔ یہاں موسیقی لگائیے۔ جو ستارہ کی پچھلی غزل کے ساتھ ہے؟ لیکن الفاظ سنائی نہ دیں۔)

کٹ

سین 18 ان ڈور دن

(ستارہ کا بیڈ روم۔ اس وقت مالی کا لڑکا غلیل ہاتھ میں لیے کھڑکی کے سامنے کھڑا ہے۔ اس کے پاس ستارہ کھڑی ہے۔ لڑکا تاک کر غلیل مارتا ہے۔ ستارہ بڑی دلچسپی سے اسے Watch کر رہی ہے۔)

لڑکا: (غلیل مار کر) وہ گری امبی آپا جی۔

ستارہ: کمال کا نشانہ ہے تیرا واہ۔

لڑکا: ٹرائی کریں آپا جی آپ کی باری ہے۔

(ستارہ غلیل پکڑتی ہے لیکن الٹی یعنی اس طرح کہ ربڑ اپنے منہ پر آ لگے اس وقت افتخار اندر داخل ہوتا ہے۔)

افتخار: اوئے 'اوئے 'اوئے چلا نہ دینا کہیں اپنے منہ پر لگے گی (پاس آکر) یار کبھی عورتوں کو بھی غلیل چلانی آئی ہے کس پر وقت ضائع کر رہے ہو۔

لڑکا: ابھی آپا جی نے امبی توڑی تھی جی ایک۔

افتخار: وہ امبی خود گرنے والی ہوگی۔ آپا جی بے چاری سے کوئی نشانہ نہیں لگتا (غلیل سے نشانہ لگا کر) بتا کونسی امبی گراؤں۔

لڑکا: وہ صاحب جی وہ کھبے ہاتھ جس کے پاس کوئل بیٹھی ہے وہ جی وہ۔

افتخار: کہے تو کوئل کو مار گراؤں لے یار تیار ہو جا۔

ستارہ: ہائے خدا کے لیے ایسا نہ کرنا افتخار کوئل کو کون مارتا ہے۔

افتخار: اچھا لے یار۔ نشانہ ہمارا تو کبھی خطا گیا نہیں اللہ کی مہربانی ہے۔

(اس منظر کو کھڑکی کے بیرونی حصے سے فلمائیے۔ یہاں ستارہ اور لڑکا افتخار کے دائیں بائیں ہیں۔ افتخار آنکھ بند کر کے نشانہ لگاتا ہے۔)

کٹ

سین19 ان ڈور شام

(اس وقت عاشی اور سکندر پورے جوش کے ساتھ Pillow fight کر رہے ہیں۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں سنبل کے تکئے ہیں۔ جو تھوڑے تھوڑے پھٹے ہوئے ہیں اور ان میں سے روئی نکلتی ہے۔ یہ کھیل ایسا ہے جس میں عاشی ہار رہی ہے اور جب اسے تکیہ لگتا ہے وہ چیخیں مارتی ہے۔ کھیل بالکل نیچرل ہو۔ صوفے پر پلنگ پر چڑھ کر Fight ہوتی ہے۔ پھر بھاگ کر عاشی ڈائننگ ہال والی گانگ کھانے کی میز پر سے اٹھاتی ہے۔)

عاشی: ٹائم...... ٹائم...... بھئی ٹائم۔ (گانگ بجاتی ہے)

(تکیہ پھینک دیتی ہے اور پانی پیتی ہے۔)

سکندر: جب ہارنے لگتی ہے فوراً ٹائم ٹائم چلانے لگتی ہے۔

عاشی: ہمارا پروفیشن ایسا ہے سکندر ہم ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ جب پبلک کو رلانا چاہیں رلا سکتے ہیں۔ ہنسانا چاہیں ہنسا سکتے ہیں۔ ہمارے اندر فائر بریگیڈ اور جلتا مکان ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ (سینے پر ہاتھ مار کر) ہمارا ہارنے سے کیا کام چلو اٹھو۔

سکندر: مجھے بھی تو پانی پلاؤ۔

(اب مسکین داخل ہوتا ہے۔)

عاشی: آپ سے نیچے کار میں نہیں بیٹھا جاتا آرام سے میں ابھی آجاتی خود ہی۔

مسکین: یہ سرکار خط ہے آپ کے لیے۔ مجھے چوکیدار نے دیا ہے۔

عاشی: چوکیدار نے؟...... خط۔

مسکین: Summon ہیں سرکار شاید۔

عاشی: جاؤ تم (مسکین جاتا ہے) کیا ہے سکندر...... کیسے سمنز ہیں۔ بات کیا ہے۔

(سکندر خط کھول کر پڑھتا ہے۔)

سکندر: ستارہ بیگم نے مجھ پر مقدمہ کر دیا ہے محبت کا منطقی انجام۔

عاشی: مقدمہ؟ کس بات کا۔ کیسا مقدمہ

سکندر: بولو جی۔

(یکدم سکندر اونچے اونچے ہنسنے لگتا ہے۔)

کٹ

قسط10

کردار

ستارہ
سکندر
عاشی
افتخار
اباجی
آپاجی
نگینہ
عاصم
منظور
دھوبن کے لڑکے
تین ایکسٹرا لڑکیاں
میوزک ڈائریکٹر
سازندے

(پچھلی قسط مسکین کی انٹری سے شروع کرتے ہیں اور جہاں سکندر قہقہے لگانا شروع کرتا ہے وہاں تک پچھلی قسط کا حصہ دکھاتے ہیں۔)

کٹ

سین 1 ان ڈور رات

پچھلے سین کے اختتام پر سکرین پر کار ریس آنے لگتی ہے۔ کسی فلم کا ٹکڑا جس میں خوب تیزی ہو کاریں الٹتی ہوں۔ ایک کار پیش پیش ہو اور انگریزی میں کمنٹری کرنے والا جوشیلا ہو۔ کچھ دیر یہ منظر دکھانے کے بعد کیمرہ ٹریک بیک کرتے ہیں اور نظر آتا ہے کہ یہ فلم جو دکھائی جا رہی ہے' ٹیلی ویژن پر ہے اس کے سامنے افتخار قالین پر لیٹا ٹیلی ویژن دیکھ رہا ہے۔ اس کی دونوں کہنیوں کے نیچے تکیہ ہے چہرہ بچوں کی طرح معصوم ہے۔ اس کے پاس دھوبن کے دونوں لڑکے بیٹھے پروگرام دیکھ رہے ہیں۔ افتخار اٹھتا ہے اور مالی کے ایک لڑکے کے کندھے کے گرد بازو حمائل کرتا ہے پھر تکیئے کو گھونسہ مارتا ہے ٹیلی ویژن افتخار اور بچوں پر بار بار کٹ کرتا ہے ماحول میں خوشی ہے۔

کٹ

سین 2 آؤٹ ڈور دن

(عاشی اور سکندر کار میں جا رہے ہیں۔ وہ کسی بینک کے سامنے جا کر رکتے ہیں کار سے اترتے ہیں۔)

کٹ

سین 3 ان ڈور دن

(لاکرز والا حصہ۔ منیجر عاشی اور سکندر اس Cell میں موجود ہے۔ منیجر لاکر کی "ماسٹر کی"

لگاتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ اب سکندر اپنی کار کی چابیوں والے چھلے میں سے ایک چابی منتخب کر کے لاکر کے اسی تالے میں لگاتے ہیں' جہاں منیجر نے چابی گھمائی تھی لاکر کھلتا ہے۔ وہ اس میں سے زیور اور کچھ کاغذات نکال کر عاشی کو دیتا ہے۔ یہ زیور چھوٹے ڈبوں میں ہونے چاہئیں۔ ایک بڑا ڈبہ ہے جسے سکندر خود اٹھاتا ہے' لاکر بند کرتا ہے اور چابی جیب میں ڈالتا ہے۔ جس وقت سکندر لاکر بند کر رہا ہے عاشی اس کے کندھے پر پیار سے ہاتھ رکھتی ہے۔ سسپنس کا میوزک لگایئے۔)

ڈزالو

سین 4 ان ڈور دن

(ستارہ فرش پر بیٹھی ہے تان پورہ اٹھائے ہے۔ اس پر ایک دائرے کی شکل میں روشنی پڑ رہی ہے' باقی سیٹ پر اندھیرا ہے دروازے کی چوکھٹ میں افتخار کھڑا ہے اور دونوں بازو سینے پر ہیں۔ اس وقت افتخار نے دوشالا اوڑھ رکھا ہے۔ اس کی آنکھیں بند ہیں اور وہ پوری عقیدت سے ستارہ کا گانا سن رہا ہے۔ ستارہ نے تمام سفید کپڑے پہن رکھے ہیں اور گلے میں لمبے موتیوں کی ایک مالا ہے۔ ستارہ اور افتخار کی آنکھیں بند ہیں۔ یہ کلام عالی جی کا ہے۔ سارا سیٹ نیم اندھیرے میں ہے صرف یہ دو افراد مکمل روشنی میں ہیں۔ ستارہ کی بند آنکھوں سے آنسو گرتے ہیں۔)

گیت

ستارہ: جب کبھی جلنا ایسے جلنا باقی بچے نہ راکھ
راکھ بچے تو گر جائے گی من اگنی کی ساکھ

ستارہ: جب کبھی لکھنا چاند سے لکھنا سورج سے اشلوک
سورج جس کی روشنیوں میں کوئی روک نہ ٹوک

انترہ: (اباجی کی آواز)

جب کبھی گانا گاتے ہی رہنا کھینچتے رہنا تان
اس اک تان کی آس پہ جس میں کھنچ جائے گی جان

جس وقت اس گیت کی استھائی گائی جاتی ہے اس وقت ستارہ اور افتخار کے چہرے دکھائے جاتے ہیں اور اس ماحول کی بے بسی دکھائی جاتی ہے۔

گیت جب انترے میں پہنچتا ہے۔ انترے کے یہ بول جب کبھی لکھنا جاری ہوتے ہیں کٹ کر کے ہم سکندر اور عاشی پر جاتے ہیں۔ ڈریسنگ ٹیبل پر وہی ڈبے پڑے ہیں جن میں لاکر والے زیورات ہیں۔ اس وقت سکندر ایک ہار نکال کر عاشی کو پہناتا ہے پھر پیچھے سے ہک لگاتا ہے۔ عاشی لمبے لمبے جھمکے پہن رہی ہے۔ اس سے ان کا کنڈہ بند نہیں ہوتا۔ سکندر یہ کنڈا بند کرتا ہے۔ عاشی آئینے میں غور سے سکندر کو دیکھتی ہے۔ آواز میں انترہ جاری رہتا ہے۔

جس وقت یہ انترہ ختم ہوتا ہے ہم اباجی پر آتے ہیں۔ وہ تنہا ایک درخت تلے اردگرد کوئی نہیں، ان کے ہاتھ میں بھی تان پورہ ہے اور اس وقت ان پر بھی دائرے میں روشنی پڑ رہی ہے۔ وہ پورے دکھ کے ساتھ آخری انترہ اٹھاتے ہیں۔ جب بھی گانا گاتے ہی رہنا۔

انترہ ختم ہوتا ہے ہم دوبارہ افتخار اور ستارہ پر آتے ہی۔ اس بار استھائی کو تصویر پر سوپرامپوز کرتے ہیں۔

"جب بھی جلنا ایسے جلنا باقی بچے نہ راکھ"

ستارہ چپ ہو جاتی ہے اور غور سے سنتی ہے پھر ہوا میں دیکھتی ہے، اٹھتی ہے اور افتخار کے پاس آتی ہے۔)

ستارہ: تم نے سنا؟ سنا......

افتخار: سن نہیں رہا تھا تو کیا سو رہا تھا۔ تم کو تو اپنی پانیوں جیسی بہتی آواز دے کرا میاں نے صرف اپنا نقصان کیا ہے۔

ستارہ: اباجی کی آواز تھی، تھی نا افتخار؟

افتخار: اچھا تو اب تم کو Hallucination بھی ہونے لگیں۔ میں کہتا تھا۔ کہتا تھا ابھی کچھ دن اور جم کر علاج کراؤ ڈاکٹر نذیر کا، ہسپتال میں رہو، لیکن تم کو تو ہر بات غلط کرنا ہوتی ہے۔ خیر سے (سر کے پیچھے ہاتھ رکھ کر) یہاں درد تو نہیں ہے؟

ہی جیسا ہسپتال میں ہوتا تھا۔

ستارہ: کچھ نہیں ہے ہسپتال جیسا افتخار۔ تم نہیں سمجھو گے۔

افتخار: ہاں افتخار کیوں سمجھے گا۔ ایک تم ہی تو ذہین ہو سارے شہر میں۔

ستارہ: اچھا چپ کرو۔ تمہیں تو مداری ہونا چاہیے تھا کہیں۔

افتخار: اگر جان کی امان پاؤں تو ایک بات کروں، یعنی اگر تمہارا موڈ درست ہو تو...... دیکھ لو میں۔

ستارہ: ہاں (پھر سے) لیکن اباجی کی آواز ضرور تھی۔

افتخار: اچھا بھئی تھی اور ہے۔ بات یہ ہے کہ غوری صاحب کل بہت ترلے منتیں کر رہے تھے بلکہ رونے والا ہوا ہوا تھا وہ تو۔

ستارہ: کس لیے؟

افتخار: ریکوسٹ کر رہے تھے کہ...... کہ (اس کی شکل دیکھ کر) اگر تم ان کی فلم کے چار گانے گا دو تو وہ تم کو۔

ستارہ: نہیں افتخار...... پلیز نہیں...... میں وعدہ کر چکی ہوں اپنے آپ سے۔

افتخار: کیوں نہیں۔ آخر کس لیے یہ انکار؟

ستارہ: وہ سکندر۔ وہ سمجھے گا کہ شاید میں...... دیکھو افتخار، یہ ہم دونوں کی ناچاقی ہے ناراضگی ہے۔ ہمیشہ کی جدائی نہیں ہے۔

افتخار: تم کو پتا ہے غوری صاحب کی کیا پرسٹیج ہے فلم انڈسٹری میں۔ بڑی ساکھ کے آدمی ہیں۔

ستارہ: میں جانتی ہوں تم مجھ کو بتا رہے ہو، خوامخواہ۔

افتخار: اگر تم دوبارہ گانے لگو تو اس کو دھچکا لگے گا۔ سکندر پر فکر کا پہاڑ گرے گا وہ اب تک سمجھتا ہے کہ تم اس کے بغیر کچھ نہیں ہو۔ اس پر ثابت کرو ستارہ وہ تم اس کے بغیر بھی زندہ رہ سکتی ہو اور خوش رہ سکتی ہو۔

ستارہ: میں اس کے پاس واپس جانا چاہتی ہوں۔ ہر قیمت پر۔

افتخار: تم ایسی کوئی بے وقوفی نہیں کرو گی۔

ستارہ: محبت میں کوئی Pride نہیں ہوتا افتخار۔

افتخار: آقا میرے بھولو بادشاہ جس سچوایشن میں آپ ہیں اس میں Pride رہنا چاہیے۔

ستارہ: یہ ایسے ہی ایک Phase سے گزر جائے گا عاشی والا۔

سکندر: اگر تم Phase سے نہ نکلیں پھر تم گزر گئیں تو؟

(اس وقت مالی کا لڑکا آتا ہے۔)

لڑکا: سر جی فون ہے آپ کا۔

افتخار: (زور سے) آگیا جی آگیا حاضر سائیں حاضر۔

کٹ

سین 5 ان ڈور دن

(سکندر عاشی کے گھر میں ہے۔ یہ عاشی کا بیڈ روم ہے۔ میز پر گلاس ہے اس گلاس کے اندر ایک تتلی ہے۔ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔)

سکندر: (آواز دے کر) عاشی...... عاشی...... عاشی...... (غسلخانے کے دروازے پر دستک دے کر) جلدی نکلو میں نے ایک تتلی پکڑی ہے۔

عاشی: کیا ہے سکندر؟

(اس کے منہ سے سگریٹ نکال کر پھینکتی ہے۔)

سکندر: جناب والا ایسی ترکیب سے پکڑی ہے۔ ایسی ترکیب سے۔

عاشی: کبھی تم کسی کو آزاد بھی کیا کرو ہر وقت پکڑتے ہی رہتے ہو۔ چور سپاہی کا کھیل ہی ہوتا رہتا ہے تمہارے ساتھ تو۔

سکندر: اتنی دیر کہاں لگا دی۔

عاشی: پتا ہے میرے Pimple نکل آئی ہے۔ بڑی درد ہو رہی ہے۔ تم کو کیا پتا یہ دیکھو پھنسی بھی کتنی Continuty خراب ہو جائے گی۔ ساری فلموں میں

بڑی ہے۔

سکندر: جناب مجھے کبھی کبھی قند کیوں کہتی ہیں؟ بتائیے؟

عاشی: کوئی پرسنل نام ہونا چاہیے۔ سکندر کیا نام ہے۔ سکندر اعظم......

سکندر: لیکن میں میٹھا تو نہیں ہوں۔

عاشی: اور کیا ہو؟ بھلا Honey؟ اچھا رہے گا۔

(اس وقت مسکین کھانس کر داخل ہوتا ہے۔ اس کے پاس ہینگر میں چار پانچ بلاؤز ہیں وہ چند ثانیے چور نظروں سے ان دونوں کو دیکھتا ہے۔)

سکندر: ٹھہر جا بڈھا تیری گردن مروڑتا ہے ابھی۔ پھر پتا چلے گا۔

(سکندر اس کے پیچھے بھاگتا ہے۔ وہ پلنگ کے اوپر سے چڑھ کر دوسری جانب جاتی ہے۔ سکندر اور ستارہ کے عشق میں وہ بوجھل پن تھا جو روح کی تلاش میں ہوتا ہے۔ ہر جملے میں کرب اور بے پناہ تھکاوٹ تھی، لیکن عاشی اور سکندر کے رشتے میں ایک خاص قسم کا کھلنڈرا پن ہے جو سطحی جذبات کی نشان دہی کرتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی طرف چیزیں اٹھا کر مارنے کے عادی ہیں۔ Horse play میں انہیں لطف ملتا ہے۔ اس وقت جب عاشی پلنگ کے دوسرے طرف جاتی ہے اسے مسکین نظر آتا ہے۔ اس سین میں عاشی نے بلاؤز اور بیٹی کوٹ پہن رکھا ہے اور بڑی بے فکر نظر آرہی ہے۔)

عاشی: (غصے سے) کیا چاہیے مسکین جی۔

مسکین: آپ کے بلاؤز لایا ہے درزی۔

(عاشی اب ساڑھی باندھنے لگتی ہے۔)

عاشی: آپ سے کتنی بار کہا ہے کھانس کر اندر آیا کریں۔

مسکین: کھانس کر ہی آیا تھا جی۔

(بلاؤز پکڑتی ہے اور انہیں جانچتی ہے۔ سکندر واپس تتلی دیکھنے بیٹھتا ہے۔)

عاشی: میں نے اس کم بخت درزی سے کہا تھا کہ فرنٹ اوپن بلاؤز ہو۔ اس نے پھر بیک اوپن بنا دیئے۔ سارے کے سارے ایک تو اس الو کے پٹھے کو کچھ یاد نہیں رہتا۔

مسکین: نیچے آیا بیٹھا ہے جی درزی؟

عاشی: اور یہ...... اور یہ اور یہ...... یہ کس نے کہا تھا اسے کہ وہ بازوؤں پر الاسٹک ڈال دیئے۔

سکندر: اس کو کیا جھڑک رہی ہو۔ نیچے جا کر ٹیلر ماسٹر سے کہو۔

(بلاؤز پکڑتی ہے) مسکین بھائی کو کیا پتا......

عاشی: (جوش کے ساتھ) آج تو ماسٹر جی کے ساتھ وہ کروں گی' وہ کروں گی' وہ کروں گی' وہ کروں گی' وہ کروں گی......

(جاتی ہے اس کے ساتھ ہی منظر فیڈ آؤٹ ہوتا ہے۔)

فیڈ آؤٹ

سین 8 ان ڈور (اباجی کی بیٹھک) دن

(آپا جی بہت بنی سنوری ہیں۔ گوٹے سے مڑھا جالی دار دوپٹہ پہن رکھا ہے اور وہ منظور کے ساتھ پلنگ پر چادر بدلوا رہی ہے۔)

آپا: لڑکا ایم اے پاس ہے کوئی مخول نہیں ہے۔

منظور: ناں آپ جی مخول کیوں ہونا ہے۔ آپ خود کوئی مخول ہیں؟

آپا: کیا وقت ہوا ہے؟

منظور: سوا گیارہ جی۔

آپا: سٹیشن پر کون گیا ہے۔

منظور: شیر اگیا ہے آپا جی تانگہ جوت کر۔ عاصم بھائی گئے ہیں۔

(اس وقت عاصم اندر آتا ہے۔)

آپا: آگئے عاصم۔

عاصم: مہمانوں کو بیٹھک میں بٹھا دیا ہے آپا۔

(اب منظور کچھ فاصلے پر جا کر کام کر رہا ہے۔ آپا اور عاصم میں باتیں ہوتی ہیں۔ س طرح کہ منظور نظر تو آتا ہے' لیکن ان کی باتیں نہیں سن سکتا۔)

آپا: کیسے لوگ ہیں؟

عاصم: (کچھ دل برداشتہ طریقے سے) جیسے لوگ ہوتے ہیں۔

آپا: کیا مطلب؟

عاصم: جیسے لوگ ہوتے ہی۔ امیر تعلیم یافتہ نجیب الطرفین قسم کے لوگ۔ لمبی ناکیں' اونچے شملے' بولنے والی جوتیاں۔

آپا: ان کے پاس کون ہے اس وقت...... اباجی کہاں ہیں؟

عاصم: مہمان منہ ہاتھ دھو رہے ہیں۔ تیار ہو رہے ہیں۔ رات ٹھہریں گے۔ کل دن کی گاڑی سے چلے جائیں گے۔

آپا: (غصے سے) ہوا کیا ہے؟ یہ تو باتیں کیسے کر رہا ہے آج؟

عاصم: کچھ نہیں۔

آپا: راستے میں کیا باتیں ہوئی تھیں؟

عاصم: باتیں کیا ہونی تھیں آپا' ہم میں اور خاندانی لوگوں میں...... جس کے پاس روپیہ ہوتا ہے وہ اس کی باتیں کرتا نہیں تھکتا۔ جو انگریزی جانتا ہے وہ انگریزی بولنے سے باز نہیں آتا۔ خاندانی لوگ رشتے ناطے گنواتے نہیں تھکتے۔ فلاں میرے ماے کا بیٹا ہے۔ فلاں گھی ملز والا میری نند کا دیور ہے۔

آپا: چل اچھا تو ان کے پاس جا۔ میں ابھی آئی یہ کمرہ ٹھیک کروا کے۔

عاصم: میں ان کے پاس نہیں بیٹھ سکتا۔ آپ خود ہی جائیں۔

آپا: کیوں؟ کیوں نہیں بیٹھ سکتا تو ان کے پاس۔

عاصم: ان سے بو آتی ہے۔

آپا: کیسی بو؟

عاصم: جیسے برساتوں میں نائیلون کے کپڑے پہننے سے آتی ہے۔

آپا: کیا بکواس کر رہا ہے عاصم۔

عاصم: ان سے تو دو کوس سے بو آتی ہے امیری کی۔ تعلیم کی عزت کی۔ میاں جی کو بلا لیں وہ فٹ آئیں گے ان کے ساتھ۔

آپا: اچھا اچھا چلو اب اندر......

(آپا اب چل کر منظور کے پاس آتی ہے۔)

آپا: میاں جی کو بلانے گیا تھا؟

منظور: جی گیا تھا بی بی...... کوئی سس ننان بھی آئی ہے' بی بی نگینہ کی۔

آپا: خیر سے تینوں نندیں آئی ہیں۔ ایک اسلام آباد رہتی ہے۔ ڈپٹی سیکرٹری ہے اس کا میاں۔ دوسری کا شوہر کراچی میں گھی فیکٹری کا مالک ہے۔ تیسری ابھی کنواری ہے۔

منظور: کنواری ہے لیکن اپھارہ ہوا ہوا ہے اس کو عزت کا اپنی بھوری بھینس کی طرح۔

آپا: اچھا چل بک بک نہ کر۔ ذرا مہربانی سے بلا لو تو سر پر ہی چڑھا آتا ہے۔

منظور: (قدرے دکھ سے) آپا جی ہم لوگوں کو مہربانی کی کوئی لوڑ نہیں۔ ہم تو کتے لوگ ہیں۔ پچ پچ کر کے بلاؤ تو بھی ڈرے آتے ہیں۔ درے درے کرو تو بھی پیروں میں گھسے جاتے ہیں۔

آپا: اچھا جلدی جا مربعوں پر اور میاں جی سے کہنا کہ اسلام آباد کے مہمان آ گئے ہیں۔

(اب آپا پلٹ کر عاصم کی طرف دیکھتی ہے۔ وہ آنکھوں کو رومال سے پونچھ رہا ہے۔ آپا جلدی سے اس کی بڑھتی ہے۔ منظور جاتا نہیں۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ عاصم اور منظور میں اتنا فاصلہ ہو کہ ادھر کی بات ادھر سنائی نہ دے سکے' لیکن جب منظور سے بات ہو تو عاصم بیک پر نظر آتا رہے' لیکن آپا اور عاصم کی باتوں پر حاوی نہ ہو۔)

آپا: تو ابھی یہاں بیٹھا ہے۔ گیا نہیں مہمانوں کے پاس؟

عاصم: کیا لے کر جاؤں ان کے پاس۔ طشتری میں کیا سجا کر لے جاؤں...... غریبی بے نامی بے سروسامانی۔

آپا: ایک کو سیدھا کرو تو دوسرا ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ مشکل سے نگینہ کو منایا ہے وہ سامنے آنا ہی نہیں چاہتی۔

عاصم: پیاری آپا جی آپ ہیں عورت۔ آپ کو پتا نہیں معاشرہ کیا ہوتا ہے۔ کسی امیر آدمی سے شادی ہو گئی تو عورت امیر ہو گئی۔ خاندانی مرد سے شادی ہو گئی تو ماتھے پر

خاندانی ہونے کا قشقہ لگا لیا۔ آپ کو کیا پتا جب ہاتھ پلے کچھ نہ ہو تو لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا کیا ہوتا ہے۔

آپا: ہیں یہ تجھے ہوا کیا ہے۔ توبہ اللہ میرے!

عاصم: تھوڑی دیر کے لیے کسی ملک میں داخل ہونا ہوناں آپا جی تو ویزہ چاہیے۔ ویزا دیکھا ہے کبھی۔ پاسپورٹ غور سے پڑھا ہے کبھی۔

آپا: میری جانے بلا۔

عاصم: آپا جی...... دوسرے ملک والے پوچھتے ہیں غیر ملکی ہے کہ ملکی...... مذہب کون سا ہے؟ ٹیکے لگے ہیں کہ نہیں...... شادی شدہ ہے یا کنوارا...... جسم پر کون سا داغ ہے' جس سے شناخت ہو گی۔ جب آدمی تھوڑی دیر کے لیے کسی دوسرے معاشرے میں قدم دھرے تو اتنی پوچھ گچھ ہوتی ہے۔ اپنے ملک والے چھوڑ دیں گے' توبہ کریں۔

آپا: تجھ کو آوارہ لڑکوں کی صحبت کا اثر ہو گیا ہے اور کوئی کسر نہیں ہوئی تجھے۔

عاصم: سکرین چاہیے آپا جی سکرین۔ فرد اور معاشرے کے درمیان ڈھال...... جب معاشرہ اکیلے فرد پر حملہ کرتا ہے تو محمد علی کلے کی طرح مارتا ہے' گول گول چکر لے کر......

آپا: چپ چاپ اندر جا اور مہمانوں کی دیکھ بھال کر۔ مجھے ان باتوں سے کوئی غرض نہیں۔

عاصم: ٹکٹ سکہ سکرین...... کوئی چیز میرے ہاتھ پلے نہیں ہے۔ میں اندر نہیں جاؤں گا۔ ابا جی کو بھیجیں ان کے پاس۔

آپا: اچھا اب میں ایک بات نہ سنوں جاؤ جلدی۔

عاصم: ان کے پاس میاں جی کو بھیجیں آپا جی۔ دونوں پلڑے برابر ہوں۔ میاں جی پورے اتریں گے۔

(آپا منظور کے پاس جاتی ہے۔)

آپا: تو ابھی یہاں ہی کھڑا ہے مربعوں پر گیا نہیں۔

منظور: گیا تھا جی۔

آپا: کب؟

منظور: سویرے۔

آپا: میاں جی کو پیام دیا تھا۔

منظور: اچھا جی پیام دینا تھا۔ میں سمجھا موج میلے کے لیے بھیجا ہے۔

آپا: اب بکواس نہ کر اور جا......

(آپا مڑتی ہے لیکن منظور جاتا نہیں۔)

آپا: عاصم خدا کے لیے اندر جا...... ہوا کیا ہے سارے گھر کو......

عاصم: (الزام کے انداز میں) آپ نے آپا جی آپ نے ہمارے اور معاشرے کے درمیان سکرین نہیں رہنے دی۔ آپ نے ہم کو برہنہ کر دیا ہے معاشرے کے سامنے۔

آپا: خواہ مخواہ۔

عاصم: ستارہ باجی کی دوات ان کی پوزیشن کی آڑ میں ہم زندگی بسر کر رہے تھے۔ ہم سب نالائق تھے...... نااہل تھے، لیکن ہمارے پاس باجی کی سکرین تھی۔ کاش آپ ہمیں یہاں نہ لائی ہوتیں۔

آپا: میاں جی ستارہ سے کم امیر نہیں۔ اس سے کم حیثیت نہیں ہے۔

عاصم: کوئی آدمی اپنے بہنوئی کے پاسپورٹ پر زندگی بسر نہیں کر سکتا آپا جی...... جو ہوا ہی سالا وہ بے چارہ کیا بہنوئی کی عزت پر جئے گا۔

(جاتا ہے۔)

منظور: (پاس آکر) آپا جی ترکالاں جب میں مربع پر گیا تھا، اس وقت میاں جی نے بک میں کھالے کا پانی لے کر حفیظاں کے منہ پر مارا تھا۔ حفیظاں نے الٹے ہاتھ کی چپیڑ ماری واٹ دیں میاں جی کے منہ پر...... بڑا گسہ چڑھا ہے۔ آج میاں جی کو لیکن خبر میں جاتا ہوں جی۔ زیادہ سے زیادہ دو چار مجھے بھی ٹھوک دیں گے اور کیا......

(منظور جاتا ہے۔ آپا جی آواز دیتی ہے۔)

آپا: منظور۔

منظور: جی آپا جی۔

آپا: چل رہنے دے میاں جی کو۔

منظور: بس جی شوق اتر گیا؟

آپا: ابا جی کہاں ہیں؟

منظور: آپ ابا جی کو زنجیری ڈال کر رکھیں۔ ان کا بھی کچھ پتا نہیں چلتا۔

آپا: دیکھ تو کہاں ہیں ابا جی بلا نہیں ادھر۔ وہ بیٹھیں مہمانوں کے پاس۔

منظور: ابھی لایا جی بلا کر۔ ابا جی کو بلانا کون سا مشکل ہے۔

(منظور باہر جاتا ہے آپا جی چپ چاپ ہو کر پلنگ کے کنارے بیٹھتی ہے۔ پھر سر پر لگایا ہوا ٹیکہ اتارتی ہے۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور دن

(سلطان کی ڈسپنسری...... اس وقت ابا جی سلطان کی ڈسپنسری پر موجود ہیں...... سلطان ان کے ساتھ بہت مودب طریقے سے پیش آتا ہے۔ سلطان ابا جی کا خط لکھ رہا ہے۔)

ابا: سنا بیٹا کیا لکھا ہے؟

سلطان: فکر نہ کرو بزرگو سب لکھ دیا ہے آپ کی ساری کیفیت......

ابا: پھر بھی۔

سلطان: میں نے لکھا ہے کہ ہم باقاعدگی سے آپ کے پروگرام سنتے ہیں۔ اس اتوار کو میڈم ستارہ کے فلمی گیت بہت پسند آئے۔

ابا: (محبت اور دبے ہوئے جوش کے ساتھ) کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ہر ہفتے ان کے گیت سنا دیا کریں۔

سلطان: لکھا ہے جی سب لکھا ہے آپ کے پسندیدہ گیتوں کی فرمائش بھی لکھ دی ہے۔

ابا: اور بیٹے...... پروگرام پروڈیوسر صاحب سے یہ بھی پوچھو بیٹا کہ اگر ہم...... میڈم

ستارہ سے ملنا چاہیں کو کس پتے پر ان کو مل سکتے ہیں؟ یہ ضروری ہے۔

سلطان: ملنے کا تو اچھا نہیں لگتا بزرگو...... میں نے یہ لکھ دیا ہے کہ...... ہم میڈم ستارہ کو خط لکھنا چاہتے ہیں۔ وہ مہربانی کر کے ان کا پتا بتا دیں ریڈیو پر......

ابا: (اپنے آپ سے) ہاں ملنے کا اچھا نہیں لگتا...... لیکن بیٹے وہ تو...... وہ تو ملک کی مایہ ناز گلوکارہ ہے' وہ تو دنیا جہاں کے لوگوں سے ملتی ہوگی۔ اگر مجھ جیسے اندھے سے مل لے گی تو...... تو بس صرف میرے خوشی ہو جائے گی اور کیا۔

سلطان: بزرگوں بات سمجھا کرو ناں' اتنے بڑے لوگوں کو آپ سے ملنے کی کیا ضرورت ہے؟

ابا: ہاں یہ بھی ٹھیک ہے اسے کیا ضرورت پڑی ہے؟

سلطان: (لفافہ بند کر کے) میں لاہور گیا تو اس کا پتا ریڈیو سٹیشن پہنچ کر لے کر آؤں گا۔ بلکہ آپ کو خود لے جاؤں گا۔ میڈم ستارہ کے۔

ابا: (خوشی کے ساتھ) تو بڑا اچھا ہے سلطان...... تیرے جیسے لوگ جہاں ہوں وہاں سے بڑی خوشبو آتی ہے...... انسانیت کی (جیب سے ایک ٹکٹ نکالتا ہے) یہ ٹکٹ لگا دے بیٹا۔

سلطان: آپ فکر نہ کریں بالکل ٹکٹ لگا دیا ہے' ایڈریس لکھ دیا ہے۔

ابا: اچھا لا دے۔

سلطان: میں پوسٹ کر دوں گا۔

ابا: نہیں' نہیں' میں خود پوسٹ کروں گا۔ راستے میں ہے۔ پوسٹ بکس میں پوسٹ کر دوں گا...... خود۔

(اس وقت عاصم اندر آتا ہے۔)

عاصم: ابا جی اس وقت آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟

ابا: کچھ نہیں کچھ نہیں۔ میں سلطان سے دوائی لینے آیا تھا' کھانسی کی (ہلکا سا کھانستا ہے۔) سلطان...... سلطان بیٹے ذرا مجھے تھوڑی سی دوا کھانسی کی بنا دے۔

عاصم: ادھر آپا آپ کو تلاش کرتی پھر رہی ہے۔ نگینہ کے سسرال والے آئے ہیں اسلام

آباد سے۔

ابا: خواہ مخواہ سب کو اس کے سسرال والے مت بنا دیا کر...... جب تک وہ بیاہی نہ جائے اس کا کوئی سسرال نہیں ہے۔

عاصم: اچھا جی گھر چلیں آپ...... وہ لوگ گھر والوں سے ملنا چاہتے ہیں۔

ابا: بس جا رہا ہوں' جا رہا ہوں......

(سلطان دوائی دیتا ہے۔)

ابا: کتنے پیسے سلطان؟

سلطان: توبہ کرو بزرگو...... آپ عاصم کے ابا جی ہیں...... ویسے اگر آپ اس کے باپ نہ بھی ہوتے تو بھی میں پیسے نہ لیتا۔

عاصم: آپ فکر نہ کریں ابا جی...... میں دے دوں گا۔ (ابا جاتا ہے' سلطان ہلکا سا ہنستا ہے) پاسپورٹ بن گیا میرا۔

سلطان: صبر بادشاہو صبر...... (ہنستا ہے)

عاصم: یہ تمہیں ہنسی کس بات پر آ رہی ہے۔

سلطان: یار غصہ نہ کرنا تمہارا باپ آدمی ٹھرکی ہے۔

عاصم: کیا؟

سلطان: ایکٹرسوں کو خط لکھواتا ہے مجھ سے؟

عاصم: کیا بکواس کر رہے ہو؟

سلطان: ابھی مجھ سے پلے بیک سنگر ستارہ کے لیے خط لکھوا کر گیا ہے۔ ملنا چاہتا ہے بڈھا اس سے سبحان اللہ۔

(عاصم کے چہرے پر دکھ اور پریشانی آتی ہے۔ وہ سلطان کا چہرہ کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا ہے۔)

سلطان: یار معاف کرنا...... کیا میں نے کوئی غلط بات کہہ دی...... عاصم......؟ عاصم یار......؟

کٹ

سین9   آؤٹ ڈور   دن

باپ کھیتوں میں جارہاہے۔ پھرایک سڑک پر پہنچ کر لیٹر بکس میں احتیاط کے ساتھ لیٹر پوسٹ کرتا ہے۔اس وقت اس کے عقب میں ستارہ کی آواز میں یہ انترہ جاری رہتا ہے لیکن بہت مدھم۔

جب بھی لکھنا چاند سے لکھنا سورج سے اشلوک
سورج جس کی روشنیوں میں کوئی روک نہ ٹوک

کٹ

سین10   ان ڈور   دن

(افتخار فون پر)

افتخار: وکیل صاحب میں خود آپ کے پاس آتا' لیکن میں آؤٹ ڈور کے لیے سوات چلا گیا تھا۔ (وقفہ) اوہ نہیں جی کوئی مزے وزے نہیں کیے میں نے...... مجھے خود جلدی ہے۔ میرا اپنا Interest ہے......جی...... میں سٹوڈیو جانے سے پہلے آپ کو مختارنامہ دے کر جاؤں گا...... نہیں جی پردمس...... بس آپ تھوڑا سا Margin بنالیا کریں۔ ہم ایکٹر لوگ اپنی سوشل Duties میں اتنے مستعد نہیں ہوتے جی وعلیکم سلام۔

فون رکھتا ہے چند لمحے بہت غور سے سوچتا ہے پھر چلتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کیمرہ اسے فالو کرتا ہے۔ وہ سیڑھیاں چڑھتا ہے گہری سوچ اس پر حاوی ہے۔ کیمرہ ساتھ ساتھ جاتا ہے۔

کٹ

سین11   ان ڈور   دن

(ستارہ کا بیڈ روم' ستارہ ایک گولی پانی کے ساتھ پیتی ہے۔ افتخار آتا ہے اور جس طرح وہ گیت سنتے وقت دروازے میں کھڑا تھا آکر اسی طرح دروازے میں رک جاتا ہے۔ اس سین میں افتخار اپنی چونچال طبیعت کا مالک نظر نہیں آتا' بلکہ ایک طرح سے حیران اور محجوب ہے۔ اسے سمجھ نہیں آرہی کہ وہ مسئلے کو کس طرح سلجھائے۔)

افتخار: تارا......

تارا: جی......؟

افتخار: تمہارے لاکر میں کتنے ہزار کا زیور ہوگا؟

تارا: کیوں......؟ کیوں پوچھتے ہو؟

افتخار: پھر بھی تمہارا کیا اندازہ ہے۔ لاکر میں جو زیور ہے اس کی لاگت کیا ہوگی آج کل۔

تارا: شاید پونے دولاکھ......شاید زیادہ۔

افتخار: کچھ Securities......؟ کچھ Bonds بھی ہوں گے وہاں۔

تارا: تھے......ہوں گے شاید......

افتخار: تمہارے لاکر کی چابی؟

تارا: سکندر کے چھلے میں تھی......اس کی کار کے چھلے میں۔

(ستارا ہر قدم پر افتخار کے پاس چلی آتی ہے۔)

افتخار: تمہارا اکاؤنٹ؟

ستارہ: جوائنٹ تھا۔

افتخار: اور چیک بک؟

ستارہ: گھر پر تھی......تم جانتے ہو میں گھر سے کن Conditions میں آئی تھی۔ میرے ساتھ کچھ نہیں تھا۔

افتخار: ستارہ! ایک بار میری بات غور سے سننا اور اس پر عمل کرنا۔

ستارہ: مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ بات کیا ہے؟

افتخار: مجھے تمہارا مختار نامہ چاہیے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم کو وکیل سے ملنا پڑے، کورٹ میں جانا پڑے...... دھکے کھانے پڑیں۔

ستارہ: کیوں کورٹ میں جانا پڑے؟ یہ...... یہ سب انکوائری، یہ کیا ہے؟

افتخار: وہ اتنی آسانی سے تمہاری دولت اور اپنی آزادی حاصل نہیں کر سکتا...... وہ اتنی آسانی سے تمہارا سب کچھ نہیں ہتھیا سکتا۔

ستارہ: خدا کے لیے مجھے کچھ بتاؤ افتخار۔ میرے سر میں درد ہونے لگا ہے پھر سے۔

افتخار: میں نے تمہاری طرف سے سکندر پر مقدمہ کر دیا ہے۔ جہانگیر زیدی بڑا قابل وکیل ہے۔

ستارہ: مقدمہ......؟

افتخار: وہ تمہاری کوٹھی، لاکر کا زیور، جوائنٹ اکاؤنٹ کا پیسہ سب کچھ رتی رتی تمہیں واپس کرے گا۔ ایک ایک پیسہ......

(ستارہ یہ سن کر افتخار کے منہ پر زبردست چانٹا مارتی ہے۔)

ستارہ: جو کچھ میں نے اسے Gift کر دیا تھا وہ...... وہ...... تم واپس لینا چاہتے ہو...... اس لیے کہ اس کی محبت باقی نہیں رہی تو تم اس پر...... یہ بھی ثابت کرنا چاہتے ہو کہ مجھے بھی پروا نہیں رہی......

(ستارہ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر محبت سے انہیں اپنے ہونٹوں سے لگاتا ہے۔)

افتخار: کاش تم یہ اتنی ساری اجلی محبت کسی کام کے آدمی پر برباد کرتیں۔

(ستارہ اس کی گال پر اپنا ہاتھ رکھتی ہے۔)

ستارہ: آئی ایم سوری...... پتا نہیں کیا وجہ ہے، میرے ساتھ کچھ دیر کے بعد سب کے Relations خراب ہو جاتے ہیں۔

افتخار: مجھے مختار نامہ چاہیے ستارہ۔ اسی وقت میں سٹوڈیو جانے سے پہلے وکیل صاحب کو مختار نامہ دینا چاہتا ہوں۔

ستارہ: افتخار میں جا رہی ہوں۔

افتخار: کہاں؟

ستارہ: سکندر کے پاس...... میرے پاس تمہاری ہمدردی اور مہربانیوں کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ میں نے...... لیکن اب میں اکیلی نہیں رہ سکتی۔

افتخار: میں تمہیں اس کے پاس کبھی نہیں جانے دوں گا...... میں اس کا Calibre جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں یہ ناگ کس بین پر آئے گا۔ اسے کیا چاہیے، یہ صرف میں جانتا ہوں۔

ستارہ: تم نے زندگی بھر مجھے ایک ہی نصیحت کی ہے کہ میں اپنا لائف سٹائل تبدیل کر لوں۔ آج کے بعد میں اپنی مرضی سے زندہ رہوں گی۔ اپنے فیصلے خود کروں گی۔

افتخار: اچھا ستارہ خدا حافظ۔

ستارہ: خدا حافظ۔

افتخار: لیکن اگر تمہیں کہیں پناہ نہ ملے۔ تو اپنے فیصلے سے اپنی مرضی سے واپس چلی آنا۔ یہ گھر تمہارا ہے۔ آج بھی کل بھی ہمیشہ۔

(ستارہ افتخار کا ہاتھ چومتی ہے، مہربانی فرما کر اس Move کو غیر ضروری نہ سمجھیے۔)

ستارہ: اگر میں آئی تو اپنے فیصلے سے آؤں گی۔ خدا حافظ۔

افتخار: اور اگر تم واپس نہ آ سکیں تو ایک بات یاد رکھنا۔

ستارہ: ہاں۔

افتخار: تم میرے دل میں خیال بن کر ملال بن کر ہمیشہ رہو گی۔

ستارہ: (آہستہ) خدا نہ کرے...... خدا حافظ۔

(ستارہ آہستہ سے سیڑھیاں اترتی ہے۔)

فیڈ آؤٹ

سین 12 ان ڈور شام

(اس وقت سکندر سٹوڈیو میں موجود ہے۔ میوزک ماسٹر طبلچی ستار والا سارنگی والا اور تین

ایکسٹرا صورت لڑکیاں بیٹھی ہیں۔ یہ سکندر کے گانے کی آخری ریہرسل ہے۔)

ماسٹر: دیکھو بی بیو کم سری ہو کے نہ گانا' بھر کے سر لگانا۔

سکندر: جلدی کریں ماسٹر جی وقت ہو گیا ہے۔ ریکارڈنگ کا' یہ آخری ریہرسل ہے پلیز۔

(اس وقت عاشی آتی ہے اور اس گروہ سے کچھ فاصلے پر بیٹھ کر گانا سنتی ہے۔ تینوں لڑکیاں' سکندر اور سازندے سب فرش پر بیٹھے ہیں۔ سکندر ہارمونیم بجا رہا ہے۔ عاشی اور سکندر گانے کے دوران ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ لڑکیاں بے چاری غریب سی نظر آتی ہیں۔

میوزک ماسٹر ساتھ ساتھ داد دیتا ہے۔

کلام عالی جی

سکندر اور آواز کورس لڑکیاں۔)

سکندر: کب تم بھٹکے' کیوں تم بھٹکے' کس کس کو سمجھاؤ گے؟

کورس: کس کس کو سمجھاؤ گے؟

سکندر: اتنی دور تو آپہنچے ہو اور کہاں تک جاؤ گے۔

کورس: اور کہاں تک جاؤ گے۔

(اس وقت ستارہ ایک ٹیکسی میں سفر کر رہی ہے۔ اس کے کلوز اپ پر سکندر کی آواز آتی ہے۔

سکندر (انترہ)

بچپن کے سب سنگی ساتھی آخر کیوں کر چھوٹ گئے۔

کورس: آخر کیوں کر چھوٹ گئے۔ہ

سکندر: کوئی یار نیا پوچھے تو اس کو کیا بتلاؤ گے؟

کورس: اس کو کیا بتلاؤ گے؟

کٹ

سین 13 ان ڈور دن

(سٹوڈیو میں آتے ہیں۔ اب عاشی بڑے انداز سے انگشت شہادت اور انگوٹھے کو ملا کر

دائیں ہاتھ سے سکندر کو داد دیتی ہے کہ خوب جا رہا ہے یعنی (IT) کا اشارہ کرتی ہے۔

سکندر: اب اس جوش خود آگاہی میں آگے کی کیا سوچی ہے
شعر کہو گے عشق کرو گے کیا کیا ڈھونگ رچاؤ گے

کورس:

کیا کیا ڈھونگ رچاؤ گے
کیا کیا ڈھونگ رچاؤ گے

کٹ

سین 14 آؤٹ ڈور دن

ستارہ سکندر کے گھر میں ڈبل بیڈ پر بیٹھی ہے۔ کمرے میں ادھر ادھر عاشی کی تصویریں لگی ہیں۔ ڈبل بیڈ پر ایک ساڑھی پڑی ہے۔ ستارہ ڈبل بیڈ پر بیٹھی ہے۔ کمرہ اس کے Point of view سے تصویروں کو اور ساڑھی کو C.U میں دکھاتا ہے۔ اس پر کورس کی پچھلی لائنیں سوپر امپوز ہوتی ہیں۔

کیا کیا ڈھونگ رچاؤ گے
کیا کیا ڈھونگ رچاؤ گے

جس وقت یہ کورس کی آواز بالکل ہلکی ہو کر فیڈ آؤٹ ہوتی ہے۔ سکندر دروازہ کھول کر اندر آتا ہے۔ ستارہ کو پا کر ٹھٹھک جاتا ہے۔

سکندر: آپ؟

ستارہ: سکندر۔

سکندر: میں تو ذلیل آدمی ہوں' لیکن آپ کی ذلت اگلے پچھلے سارے ریکارڈ توڑ گئی ہے۔

ستارہ: عورت جب گھٹیا ہوتی ہے تو مرد سے سو قدم آگے ہوتی ہے۔
جو چاہے کہو جیسے کہو لیکن...... میری بات سن کر۔

سکندر: جو کچھ آپ کے میرے درمیان ہو چکا ہے اس کے بعد اب کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہیں ہے۔

ستارہ: کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے میری طرف سے زیادتی ہو گئی ہے میری طرف سے۔ میں جانتی ہوں مانتی ہوں......

سکندر: آپ محترمہ جو بھی چال چلیں گی مجھے اس کے لیے ضرور تیار پائیں گی کیونکہ میں وکیل بھی ہوں۔

ستارہ: میں نے مقدمہ نہیں کیا سکندر۔

سکندر: آپ کے حمایتی نے کیا ہو گا ایک ہی بات ہے۔

ستارہ: میں معافی مانگنے آتی ہوں تم سے کچھ واپس نہیں لیا جائے گا۔ گھر بار سب کچھ تمہارا ہے۔ سب کچھ (نظریں جھکا کر) میرے سمیت......

سکندر: محترمہ آپ اس لیے نہیں آئی ہیں کہ آپ کچھ میرے عشق میں مبتلا ہیں بلکہ صرف اس لیے کہ آپ کو پتا چل ہی گیا ہے کہ آپ کا مقدمہ کمزور ہے۔ آپ جیت نہیں سکتیں اور آپ نے سوچا ہے کہ چلو مقدمہ تو ہار جاؤں لیکن نیک بن کر ویسے بازی جیت جاؤں۔ زندگی کی میں سب جانتا ہوں۔

ستارہ: میں تم پر مقدمہ کر نہیں سکتی سکندر میری طرف دیکھو۔ کبھی میں تمہیں کسی قسم کا الزام دے سکتی ہوں۔ بتاؤ؟

سکندر: آپ تشریف لے جا سکتی ہیں؟ جہاں سے آپ آئی ہیں۔

ستارہ: میں تمہاری بیوی ہوں سکندر۔

سکندر: آپ جب چاہیں گی میں آپ کو طلاق دے دوں گا۔ میں صرف اتنی نیکی کر سکتا ہوں۔

ستارہ: طلاق، سکندر......

سکندر: میرے پاس ان رابطوں کے لیے وقت نہیں ہے، جنہیں وقت کی دیمک چاٹ گئی۔

ستارہ: (شدت جذبات سے) پتا نہیں سکندر کیا بات ہے۔ میں جانتی ہوں محبت میں صرف وہ لمحے سچے ہوتے ہیں جب دو روحیں ایک دوسرے میں مماثلت تلاش

کر کے ایک دوسرے کو اس طرح تلاش کرنے لگتی ہیں۔ جیسے کولمبس نئی دنیا کو ڈھونڈنے نکلا تھا۔ اس کے بعد محبت عادت بن جاتی ہے۔ Possessive ہو جاتی ہے۔ میں جانتی ہوں، پھر بھی۔

سکندر: (دروازہ کھول کر) میں آپ کو زبردستی نکالنا نہیں چاہتا، لیکن یہ سمجھ لیں میرے پاس آپ کی لمبی باتوں کے لیے کوئی وقت نہیں۔

ستارہ: کوئی طریقہ؟ سکندر کوئی راستہ تمہاری طرف جاتا ہے کہ نہیں۔ ہم نے تو ایک دوسرے کو جانے بغیر کھو دیا۔

سکندر: میرے پاس آپ کی ان باتوں کے لیے کوئی ردی کی ٹوکری نہیں رہی۔

ستارہ: (ہاتھ جوڑ کر) سکندر، کچھ باقی رہنے دو تھوڑا سا۔ یادداشت کے لیے...... بڑھاپے میں آنسو بہانے کے لیے...... تکیئے بھگونے کے لیے......

سکندر: آپ سے اب جو بھی باتیں ہوں گی کورٹ میں ہوں گی۔

ستارہ: کیسا کورٹ روم سکندر۔

سکندر: بس ستارہ کافی ہو چکی۔ عاشی آتی ہو گی اسے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔ خدا حافظ۔

ستارہ: (جیسے کچھ اندر ہی اندر سمجھوتہ کر رہی ہو) ہاں عاشی آتی ہو گی۔ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا...... یہ تو میں نے سوچا ہی نہ تھا...... (سکندر کے پاس سے گزرتی ہے یکدم سکندر سے لپٹ جاتی ہے۔) خدا کے لیے مجھے نہ بھیجو سکندر خدا کے لیے۔ رسول کے لیے۔

(سکندر اسے اپنے سے علیحدہ کرتا ہے۔)

سکندر: آپ میرے لیے بہت مشکلات پیدا کر رہی ہیں۔

ستارہ: ہاں، یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ میں تمہارے لیے کیوں مشکلات پیدا کروں گی۔ بھلا...... خدا حافظ...... خدا حافظ...... میں بھلا کیوں مشکلات پیدا کروں گی اور وہ بھی تمہارے لیے۔

(ستارہ جاتی ہے سکندر واپس آتا ہے۔ سگریٹ نکالتا ہے اس میں چرس بھرتا ہے سلگاتا ہے

اور لمبا کش لگاتا ہے اس پر سوپر امپوز کیجئے۔ کیا کیا ڈھونگ رچاؤ گے۔)

کٹ

سین 15 ان ڈور رات

(نگینہ کا کمرہ)

(آپا اندر آتی ہے۔ اس کے بازو پر ایک خوبصورت جوڑا ہے۔ ہاتھوں میں زیورات کا ایک ڈبہ ہے۔)

آپا: نگینہ (نگینہ کا لہجہ بہت بجھا ہوا ہے)

نگینہ: (بہت آہستہ) جی آپا۔

آپا: (کھڑکی کی طرف جا کر) باغ ہی سوکھ چلا ہے۔ اتنی گرمی پڑی ہے اس سال تو۔ املتاس کتنا خوبصورت لگ رہا ہے۔ تیری کھڑکی کے پاس۔ نہا لیا۔

نگینہ: جی۔

آپا: یہ کپڑے پہن لو۔

نگینہ: یہی ٹھیک ہیں آپا جی۔

آپا: یہ گلابی جوڑا ٹھیک رہے گا۔ اور یہ۔ یہ ڈنڈی جھمکی کتنی اچھی لگتی ہے تیرے چہرے پر یہ پہن لینا۔

نگینہ: اچھا جی۔

آپا: میرا وعدہ ہے میں تجھے اندر نہیں بٹھاؤں گی۔ بس اس کی ماں بہنیں ادھر تیرے کمرے میں آکر تجھے دیکھ لیں گی ایک نظر۔

نگینہ: ایک ہی بات ہے آپا جی۔

آپا: ایک ہی بات نہیں ہے مری جان لڑکا اندر نہیں آئے گا۔

نگینہ: وہ بھی اندر آجائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔

آپا: لے میں اسے کیوں آنے دوں گی' تیرے کمرے میں۔ ہے نا پگلی۔

نگینہ: اچھا جی۔

آپا: اب جلدی تیار ہو جانا میری گڑیا...... اچھا چاند...... جلدی کر۔

نگینہ: جی آپا۔

آپا: ناشتہ کرایا تھا ناں۔

نگینہ: ہاں جی۔

آپا: (جاتے ہوئے) بڑے اچھے لوگ ہیں پڑھے لکھے سلیقے والے...... اسلام آباد میں رہتے ہیں۔ یہاں نہیں سڑتی رہے گی تو مربعوں پر (جاتی ہے) کوئی لائف ہے یہ۔

(نگینہ جوڑے کو دیکھتی ہے۔ پھر اسے اپنے پلنگ پر پھینکتی ہے۔ اب زیور کا ڈبہ کھولتی ہے۔ جھمکے پہنتی ہے۔ اپنا اٹیچی نکالتی ہے۔ ادھر ادھر دیکھتی ہے پھر کھڑکی سے باہر دیکھتی ہے۔ پھر رکتی ہے' دروازے کی طرف جاتی ہے' کان لگا کر دروازے کے ساتھ سنتی ہے پھر دبے پاؤں کھڑکی تک جاتی ہے۔ اٹیچی اٹھاتی ہے اور کھڑکی سے دوسری طرف کود جاتی ہے۔ جب نگینہ جاتی ہے اس کے بعد کوئل کے کوکنے کا Effect فیڈ ان کیجئے۔)

کٹ

سین 16 آؤٹ ڈور دن

(نگینہ اٹیچی کیس اٹھائے باغ میں چھپ کر جا رہی ہے۔ کوئل کوک رہی ہے۔)

کٹ

سین 17 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ ٹرین میں بیٹھی ہے۔ اس کا سر پشت سے لگا ہے۔ آنکھیں بند ہیں۔ ٹرین چھکا چھک جا رہی ہے۔ ستارہ چہرے سے بیمار نظر آتی ہے۔ اس پر سکندر کی آواز میں سوپر امپوز کیجئے۔)

کب تم بھٹکے، کیوں تم بھٹکے، کس کس کو سمجھاؤ گے
اتنی دور تو آپہنچے ہو اور کہاں تک جاؤ گے

کٹ

سین 18 ان ڈور دن

(عاصم، آپاجی اور اباجی بہت پریشان ہو رہے ہیں۔)

آپا: گئی کہاں سے مالٹے کے باغ میں چھپ چھپا کر اور کہاں سے؟

عاصم: اب اس کو کہاں تلاش کریں اچھا ہوا چلی گئی۔

ابا: تلاش کرنے سے کوئی مل تھوڑی جاتا ہے بیٹا۔

آپا: اب آپ کی طرح ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائیں اباجی۔

ابا: اگر تلاش سے کوئی مل سکتا تو...... فیروز نہ مل جاتا...... تارا نہ مل جاتی مجھے۔

آپا: اگر آپ اس گھر میں تارا کا نام کسی نے لیا تو یا تو میں مر جاؤں یا اسے مار دوں گی...... نام لینے والے کو وہ ہے کون کلموہی؟

ابا: تیرے مریں دشمن راشدہ۔ (آہستہ) اب باقی کون رہ گیا ہے۔ عاصم......

عاصم: دعا کریں وہ ستارہ کے پاس ہی جائے۔

آپا: چپ کر...... میں تو سوچتی ہوں گاؤں والے کیا کہیں گے...... میاں جی کو خبر ہو گی تو...... تو وہ تو ویسے ہی غصے کے دھنی ہیں۔ بڑی بدنامی ہو گی اباجی...... میں تو کہیں کی نہ رہی آپ لوگوں کو ساتھ لا کر۔

ابا: بدنامی کا داغ برداشت کرنے کو تو ساری عمر پڑی ہے راشدہ...... دکھ تو...... اس کو کھو بیٹھنے کا ہے۔ اس وقت...... بیٹے...... دکھ تو ایک دوسرے سے بچھڑنے کا ہے...... (کھڑکی کی طرف جاتا ہے۔ دونوں ہاتھ کھڑکی پر رکھ کر آواز دیتا ہے)
نگینہ...... نگینہ بیٹی...... نگینہ۔ فیروز...... فیروز...... تارا میرے بیٹے تارا۔

(کوئل کی آواز تارا کے الفاظ پر Echo بن کر چھا جاتی ہے۔ تین مرتبہ باپ تارا کا نام لیتا ہے۔ تین مرتبہ کوئل کی آواز لوٹ کر آتی ہے۔ پھر اس میں ٹرین کی سیٹی مکس کیجئے۔)

کٹ

سین 18 آؤٹ ڈور دن

کوئل کی کوک میں ہی ٹرین کی سیٹی مل جاتی ہے۔ ٹرین کا لانگ میں شاٹ لیجئے۔ اس پر ٹرین کی لمبی کوک سوپر امپوز کیجئے۔

کٹ

سین 19 ان ڈور دن

(آپاجی کا کمرہ...... اس وقت ستارہ آپا کے پلنگ پر بیٹھی ہے۔)

آپا: ستارہ! یہ گاؤں ہے۔ یہاں بہت مشکلات ویسے ہی پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ سادہ لوگ...... اتنی معافیاں دینے کے عادی نہیں ہوتے جس قدر ہمیں تمہیں درکار ہوتی ہیں۔

ستارہ: آپ مجھے اباجی سے تو مل لینے دیں ایک بار......

آپا: بہت ہو چکی بہت...... میں بیاہی ہوئی عورت ہوں ایسی شادی شدہ عورت جو سرکس میں ایک تار پر چلا کرتی ہے ستارہ یہاں ذرا سی بھول چوک پر معافی نہیں ملتی ساری عمر کے لیے چھٹی ہو جاتی ہے۔ ختم ختما......

ستارہ: آپ مجھے ایک بار اباجی سے ملنے دیں پھر میں چلی جاؤں گی۔

آپا: اب میں اس قدر کچی گولیاں بھی نہیں کھیلی ستارہ...... اباجی تم سے مل کر تمہیں

کبھی نہیں جانے دیں گے۔ خود بتاؤ...... جانے دیں گے...... تم کو کیا پتا جب پہلے پہل میاں جی راضی نہیں ہوتے تھے' ان سب کے آنے پر تو میں نے کیا کیا پاپڑ بیلے ہیں۔

ستارہ: آپ نے ضرور مشکلیں جھیلیں ہوں گی۔

آپا: تم کو بھی آج ہی آنا تھا پناہ مانگنے۔ ادھر سے نگینہ کا پہاڑ ٹوٹا ہے' ادھر سے تم آ گئیں۔ تم کو ہم سے کس قسم کا بدلہ لینا ہے ستارہ بتاؤ......

ستارہ: نگینہ کو کیا ہوا آپا؟

آپا: نگینہ بھاگ گئی ہے۔

ستارہ: (آہستہ) کس کے ساتھ؟

آپا: اپنے سیاہ بختوں کے ساتھ' اپنی بدنصیبی کے ساتھ۔ ہم جیسوں کو کوئی بھگا کر نہیں لے جاتا۔ ہم خود بھاگتی ہیں۔ کبھی ماں باپ کے گھر سے' کبھی سسرال سے' کبھی کوٹھے سے' کبھی بندی خانے سے...... ہمارے ساتھ بانہہ پکڑ کر کھال ٹپانے والا ٹرین کا ٹکٹ خریدنے والا' کسی حق والے گھر میں لے جا کر بٹھانے والا کوئی نہیں ہوتا' ستارہ ہم جب بھی بھاگتی ہیں...... اکیلی...... اپنے سیاہ نصیب کا ہاتھ تھام کر...... ہمیں بھگانے والا کوئی نہیں ہوتا ستارہ......

ستارہ: اچھا آپا...... میں تو بڑی امید سے آئی تھی کہ...... کہ یہ میرا گھر ہے۔ (چلتی ہے) میرا اپنا گھر......

آپا: (پاس آتی ہے) ستارہ......

ستارہ: جی آپا......

آپا: دیکھ اگر وہ میرے میاں جی تمہیں معاف بھی کر دیں۔ اگر وہ گاؤں والے اس بات کا گلہ بھی نہ کریں کہ تو گانے والی رہ چکی ہے۔ تو بھی تو یہاں نہیں رہ سکے گی۔ بڑا مشکل ہے۔

ستارہ: کیوں آپا...... (یکدم) مجھے اپنے قدموں میں رکھ لو آپا...... میں ساری عمر...... ساری عمر...... آپا جی......

آپا: میں تو رکھ لوں ستارہ' پر میاں جی کی اور طبیعت ہے۔ اول تو وہ مانیں گے نہیں...... ابھی تو کئی سال نگینہ کی چابک چلے گی اس گھر میں...... اور اگر وہ مان گئے تو......

ستارہ: وہ مان جائیں گے' وہ دل کے اتنے سخت نہیں ہو سکتے۔

آپا: اگر وہ مان گئے تو پھر...... وہ اس قدر مان جائیں گے کہ پھر...... اس گھر میں تو رہے گی اور مجھے یہاں سے جانا پڑے گا...... یا تو وہ پورے مان جاتے ہیں یا بالکل نہیں مانتے۔

ستارہ: آپا......

آپا: وہ دل کے برے نہیں ہیں۔ بس ان کی طبیعت ہی ایسی ہے۔ ان کو یا تو ترس نہیں آتا' یا بہت زیادہ آ جاتا ہے۔ (ستارہ کا گال چھو کر) پھر تیری جیسی رنگت پر۔ تو وہ زیادہ دن ناراض بھی نہیں رہ سکتے۔

ستارہ: خدا حافظ آپا...... اب میں کیسے رہ سکتی ہوں یہاں......

آپا: خدا حافظ...... (اب ستارہ چلتی ہے۔ یک دم آپا آتی ہے اور اسے گلے لگاتی ہے اور اس کا ماتھا چوم کر کہتی ہے۔) خدا حافظ بھابی۔ پتا نہیں اور لوگ بھی ہماری طرح ہی بدنصیب ہوتے ہوں گے' ہیں بھابی؟

(ستارہ جاتی ہے کیمرہ آپا کے چہرے پر آتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے چھپا چھپ آنسو گر رہے ہیں۔)

ڈزالو

سین 20 ان ڈور دن

(پچھلے سین سے ہم یکدم گھڑی پر آتے ہیں۔ یہ گھڑی دیوار پر ٹنگی ہے۔ صرف اس کے پنڈولم کی حرکت کو C.U میں دکھائیے۔ پھر کیمرہ بیک ہو جاتا ہے۔ یہ سکندر کا گھر ہے۔ اس وقت یہاں عاشی اور افتخار موجود ہیں۔ پنڈولم سے ہم افتخار پر آتے ہیں۔ وہ اس وقت بہت پریشان بیٹھا ہے۔)

افتخار: میں سکندر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں وہ جانتے ہوں گے۔

عاشی: بدقسمتی سے ابھی ابھی وہ باہر گئے ہیں۔

افتخار: آپ؟ آپ جانتی ہیں......؟

عاشی: میں خود ابھی آئی ہوں۔ دیکھ لیجئے۔ میں نے تو ابھی میک اپ بھی نہیں اتارا۔ منہ دھونے کی فرصت نہیں ملی مجھے۔

افتخار: کب تک آئیں گے سکندر صاحب؟

عاشی: بادشاہ آدمی ہیں۔ شاید سگریٹ لینے گئے ہوں۔ شاید ہوائی جہاز پکڑ کر کراچی جا پہنچیں۔

افتخار: میں چلتا ہوں پھر......

عاشی: ناں جی ناں بیٹھئے، کبھی کبھار تو آتے ہیں آپ۔ بیٹھئے پلیز۔

افتخار: (تذبذب میں پہلے اٹھتا ہے پھر بیٹھ جاتا ہے) شاید کسی ملازم کو معلوم ہو کہ...... کہ شاید کسی ملازم کو پتا ہو کہ ستارہ یہاں آئی تھی کہ نہیں۔

عاشی: اس قدر پریشانی کی بات بھی نہیں ہے افتخار صاحب۔ وہ کوئی کاکی چھنی نہیں ہے، عورت ہے، دنیادار ہے، گم نہیں ہو جائے گی، چھوٹے بچے کی طرح۔

افتخار: دراصل وہ تھوڑی دیر پہلے بہت بیمار رہ چکی ہے۔ نروس بریک ڈاؤن سے...... میں ڈرتا ہوں......

عاشی: کیسا ڈر......؟

افتخار: بہت سے ڈر ہیں۔ ایک نکالتا ہوں تو دوسرا آجاتا ہے، ڈرانے...... اس کے پرس میں پیسے بھی زیادہ نہیں ہیں۔

عاشی: وہ عموماً ڈائمنڈ پہنتی ہے، فکر نہ کریں آپ، اونچے Taste کی عورت ہے۔

افتخار: وہ صرف ضدی ہے...... اگر...... اگر کہیں اس کے دل میں خودکشی کا خیال آگیا تو دیکھئے وہ عورت کم ہے، آرٹسٹ زیادہ ہے...... یہ آپ کے میرے لیے سمجھنا مشکل ہے لیکن......

عاشی: آپ کی ٹائی کی ناٹ نہیں ہے...... (آہستہ) میں ٹھیک کر دوں۔

افتخار: شکریہ...... میں مجھے دراصل ٹائی کی ناٹ لگانی نہیں آتی...... (ناٹ ٹھیک کرتا ہے۔)

(اب عاشی اس کے پاس بیٹھتی ہے اور محبت سے اس کی طرف دیکھتی ہے۔)

عاشی: بڑی خوش نصیب ہے ستارہ...... آپ اس کے متعلق اس قدر سوچتے ہیں، اس کے لیے ڈرتے ہیں اور کیا چاہیے کسی عورت کو؟

افتخار: میں اس دن کے لیے...... میک اپ روم والے واقعے کے لیے کسی دن معافی مانگنے آؤں گا، آج دراصل آج میں بہت پریشان ہوں۔

عاشی: معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے...... کچھ لوگوں کے ہاتھوں ویسے بھی مر جانے کو جی چاہتا ہے۔

افتخار: (حیرانی سے) جی؟

عاشی: کبھی آپ کو خیال آیا کہ...... کہ ہم دونوں کتنی فلموں میں اکٹھے کام کر چکے ہیں اور پھر بھی ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں۔

(افتخار کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہے۔)

افتخار: میں واقفیت کے لیے پھر حاضر ہوں گا کسی روز......

عاشی: کواڑ میں میں آپ کے لیے...... کالی رات میں آپ میرے لیے مر گئے...... "جیتے جی" میں ہم دونوں بیاہے گئے۔ اتنا سب کچھ ہوا ہمارے درمیان اور...... آپ نے کسی دن نہ دیکھا کہ میں ایکٹ نہیں کر رہی۔

(اٹھتا ہے اور عاشی کے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹاتا ہے)

افتخار: یہ مت سمجھئے میں اس توجہ کا مشکور نہیں ہوں صرف آج...... کی چھٹی دیجئے مجھے...... خدا حافظ۔

عاشی: پھر آئیے گا ضرور......

افتخار: (جاتے ہوئے) ان شاء اللہ...... ضرور آؤں گا۔

(افتخار جلدی سے جاتا ہے)

(اس وقت سکندر اندر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتا ہے)

سکندر: یہ کیا کر رہی تھیں؟

عاشی: مجھے اصلی زندگی میں ایکٹ کر کے بڑا مزا ملتا ہے۔

سکندر: عجیب Hobby ہے۔

عاشی: اس پنڈولم کو دیکھتے ہو......

سکندر: کیا ہے کبھی ادھر کبھی ادھر......

عاشی: سب آدمی......اسی طرح ہوتے ہیں ان کی نیکی ان کی بدی سب پنڈولم کی طرح کبھی ادھر کبھی ادھر...... کوئی آدمی ہمیشہ نیک نہیں ہوتا...... پنڈولم کی طرح اس کی نیکی بھی مچلتی رہتی ہے، کبھی ادھر Extreme پر...... کبھی ادھر Extreme پر۔

سکندر: میں تو ڈر گیا تھا کہ کہیں پچ گئیں تم ہاتھ سے۔

عاشی: مجھے مردوں کو پنڈولم کی طرح رواں کر کے بڑا مزہ ملتا ہے۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کسی Situation میں کسی مرد کے کندھے دیوار سے لگتے ہیں، کن حالات میں وہ گھٹنے ٹیکتا ہے، کب وہ بازو پھیلاتا ہے، خدا قسم ہمارے سکرین پلے لکھنے والوں کی تو کچھ Study نہیں ہوتی۔ سگریٹ بجھاؤ Honey۔ کمرے میں بو بھر گئی ہے......

سکندر: (جلدی سے اسے بازو میں لے کر) میرا مشاہدہ کرنے کے بعد مجھے چھوڑ نہ دینا...... طلاق نہ دے دینا۔

عاشی: سوچیں گے سوچیں گے، ہنی جی اتنی جلدی کیا ہے؟

کٹ

سین 21 ان ڈور دن

(بڑا المناک میوزک...... افتخار کا گھر، ستارہ سیڑھیاں چڑھتی آتی ہے، سیڑھیوں کے آخر میں افتخار کھڑا ہے۔ یکدم وہ مڑ کر دیکھتا ہے، بھاگ کر نیچے کی طرف آتا ہے، آدھی سیڑھیوں پر آپس میں بغل گیر ہوتے ہیں۔)

افتخار: تارا......

(موسیقی بند ہوتی ہے)

ستارہ: میں اپنی مرضی سے آئی ہوں افتخار...... اپنی مرضی سے......

افتخار: تارا...... تارا...... بہت دیر کر دی تم نے اتنی رات گئے، گھر لوٹتے ہیں۔

(افتخار کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔)

گھر والوں کا کچھ فکر نہیں تھا تمہیں؟ پتہ ہے اتنی دیر میں کیا بیت جاتی ہے دل پر...... میں تمہارا دوست بھائی ناخدا جو کچھ بھی ہوں، بڑے تذبذب میں ہوں۔

(کوئل کی آواز پر سوپر امپوز۔

یہ جملے عشق کے نہیں ہیں۔ خالصتاً ہمدردی کے ہیں۔

کوئل کی آواز پر سوپر امپوز۔)

قسط نمبر 11

کردار

ستارہ
سکندر
عاشی
اباجی
آپا
عاصم
افتخار
خانساماں
چوکیدار
جمعدارنی
غوری
ویرانہ
سیٹھ صاحب
ڈائریکٹر (نیا چہرہ)
میوزک ڈائریکٹر (نیا چہرہ)

سین 1 ان ڈور دن

(اخبار کیمرے کے کلوز اپ میں آتا ہے۔ اس میں ستارہ کی بڑی سی تصویر ہے۔ تصویر میں مائیکروفون ستارہ کے سامنے ہے۔ وہ گا رہی ہے بڑی سرخی لگی ہے۔ ستارہ کی واپسی بیک گراؤنڈ سنگر دوبارہ پلے بیک گانے لگیں۔ مفصل کہانی صفحہ بارہ کالم تین میں ملاحظہ کیجئے۔
ایک اور اخبار یا رسالہ میں ستارہ کی تصویر وہ تان پورہ لیے بیٹھی ہے سرخی میں لکھا ہے گانے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ "ستارہ فلم انڈسٹری میں لوٹ آئیں۔" اسی طرح کئی رسالے اور اخبار کٹ ٹو کٹ دکھائے جائیں سرخیاں لگی ہیں۔ "ستارہ کی کہانی اس کی اپنی زبانی۔" ایک اور اخبار کا سنڈے ایڈیشن اندر کے دونوں صفحے کھلے پڑے ہیں۔ ستارہ کی دو تین تصویریں اور سرخی بڑے جلی حروف "گانے کی دنیا میں تہلکہ۔" "گلوکاروں میں ستارہ کی واپسی" کیمرہ ٹریک بیک کرتے ہیں۔ یہ تمام رسالے اخبار پلنگ پر بکھرے ہیں۔ عاشی اوندھی لیٹی ہوئی کہنیوں کے بل سر اٹھائے انہیں پڑھ رہی ہے۔ سکندر صوفے پر نیم دراز ہے اور چرس سے بھرا ہوا سگریٹ پی رہا ہے۔ لمبا کش لگاتا ہے اور اس کی آنکھوں میں نشے کی سی کیفیت ہے۔)

عاشی: شکر ہے سکندر میں نے تمہاری بات نہیں مانی۔

سکندر: کون سی بات۔

عاشی: ہے ایک جان کے لالے پڑے ہوتے مجھے۔ پھر سگریٹ؟

سکندر: کیسے؟

عاشی: جب کسی فلم میں ستارہ تمہارے ساتھ گانے گائے گی تو آپی صلح ہو جائے گی۔

سکندر: رفتہ رفتہ۔ ہے نا۔

عاشی: ٹاکرا ہوتا رہے تو صلح ہو ہی جاتی ہے۔

سکندر: میں اس کے ساتھ کسی فلم میں گانا نہیں گاؤں گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے کسی سٹوڈیو میں اس کا میرا ٹاکرا نہیں ہوگا۔ تم بے فکر رہو۔

عاشی: اس نے بھی فیصلہ کیا تھا چالاکو نے کہ اب وہ بیک گراؤنڈ گانے نہیں گائے گی۔ یہ

فیصلہ پروڈیوسروں نے توڑ دیا تم بھی اس کے ساتھ گاتے پھرو گے اصل فیصلہ ان لوگوں کا ہوتا ہے پروڈیوسروں کا۔

سکندر: چپ!

عاشی: (پاس آکر) ویسے ایک بات کا افسوس ہے۔

سکندر: کس بات کا۔

عاشی: سچ سچ بتاؤ گے؟ سگریٹ نکالو منہ سے۔

سکندر: (لمبا کش لگا کر) ہاں۔

عاشی: ستارہ کے واپس آنے کی خوشی ہے کہ رنج؟ سچ سچ۔

سکندر: مجھے اس کے گانے کی خوشی کیسے ہو سکتی ہے۔ عاشی پہلے میں بالکل اکیلا Top پر تھا کوئی میل کوئی فی میل آواز میرے برابر نہیں تھی اب...... اب ظاہر ہے ستارہ Top پر ہوگی اس کے سامنے میرا دیا نہیں جل سکتا۔

عاشی: کیوں نہیں جل سکتا۔ جلے گا تم اس سے بہتر گاتے ہو۔

سکندر: اس کی گفت فطری ہے وہ کوشش نہیں کرتی پھر بھی ان سروں تک پہنچ جاتی ہے جہاں میں کوشش کے باوجود نہیں جا سکتا۔ فطرت کے ساتھ اکتساب نہیں مل سکتا۔

عاشی: (اس کے منہ سے سگریٹ نکال کر) خدا کے لیے یہ سگریٹ مت پیا کرو۔ مت پیا کرو۔ تمہیں عام سگریٹ نہیں ملتے۔ عام لوگوں والے۔

سکندر: عام سگریٹوں سے میرا کیا بنتا ہے عاشی۔ تمہیں کیا پتہ میرے اندر کچھ ہوتا رہتا ہے ہر وقت۔

عاشی: پتہ ہے پتہ ہے۔

سکندر: پتہ ہوتا تو تمہارے اندر نہ بس جاتا۔

عاشی: (محبت سے) اور تمہیں کھو دیتی ہمیشہ کے لیے۔

سکندر: یہ تمہیں وہم ہے۔

عاشی: سکندر جی تم تے محبت کر کے تمہاری نفرت بھی مول لیں گے۔ لیکن کچھ دن......

کچھ دن تو صرف تمہاری محبت چاہیے نا۔ بعد میں کچھ نہیں ملتا عاشقوں سے۔

(ایش ٹرے میں سے سکندر سگریٹ اٹھا کر لمبا کش لگاتا ہے۔)

سکندر: میں تم سے ہمیشہ محبت کروں گا عاشی ہمیشہ۔

(سگریٹ کا دھواں چھوڑتا ہے کیمرہ سکندر کے چہرے پر ہلکے ہلکے نشے کی حالت ہے۔ کلوز اپ۔)

کٹ

سین 2 ان ڈور دن

(چھوٹا سا آفس جس میں غوری صاحب گھومنے والی کرسی پر بیٹھے ہیں۔ ایک میوزک ڈائریکٹر، دو ایک پیچھے افتخار اور ستارہ مختلف کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ غوری فون کرتا ہے۔)

غوری: غوری سپیکنگ۔ جی جی۔ کمال ایسی صاف آواز ایسی جیسی لوکل کال ہو۔ کیا نہیں پہنچ رہے؟ بھائی میرے دفتری کام تو ہوتے رہتے ہیں آج تو بڑا ہسٹریکل ڈے ہے۔ صبح کی فلائٹ سے آ جاتے۔ نہیں بھئی نقصان تمہارا ہے۔ آج میڈم ستارہ کے گانے کی ٹیک ہے۔ پہلا گانا ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد۔ اچھا مجھے بتانا Detail میں۔ کلچر کا کیا سیٹلمنٹ ہوتا ہے میٹنگ میں۔ کتنی ایڈ ملی یونیسکو سے؟ اللہ اللہ اچھا بھئی۔ اسلام آباد کچھ اتنا دور نہیں تھا آ جاتے۔ اچھا بائی۔

(فون رکھتا ہے، اٹھتا ہے اور لڈوؤں کا ڈبہ سب کو پاس کرتا ہے ستارہ اور افتخار پاس پاس بیٹھے ہیں۔)

ستارہ: افتخار میں سچ بڑی نروس ہو رہی ہوں۔

افتخار: کم آن۔ مرد بنو مرد۔

ستارہ: پہلی بار جب میں گانے کے لیے آئی تھی تو اباجی میرے ساتھ تھے۔

افتخار: اس بار میں ساتھ ہوں تارا۔

غوری: لیجیے افتخار صاحب...... یہ سب آپ کی مہربانی ہے ورنہ میری زندگی کی ساری

Ambition تباہ ہو جاتی۔ لیجیے ستارہ بہن۔ آپ کو انڈسٹری میں واپسی مبارک ہو۔

(لڈو پیش کرتا ہے۔)

ستارہ: تھینک یو غوری صاحب۔ ساری آپ کی مہربانی ہے۔

میوزک: سر جی ریکارڈنگ کے لیے چلیں۔ آپ کو پتہ ہے یہ سازندے بھاگ جائیں تو ملتے نہیں پھر دو دو دن۔

غوری: چلیں جی۔ آیئے ستارہ بہن۔

افتخار: ضرور ضرور۔ چلو ستارہ۔

(ستارہ افتخار کا سہارا لیکر اٹھتی ہے۔)

کٹ

سین 2 ان ڈور دن

(ریکارڈنگ بوتھ۔ ڈائریکٹر غوری پائپ لگائے ایک طرف افتخار کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ بوتھ میں ہیڈ فون لگائے ہاتھ میں گیت کا کاغذ پکڑے ستارہ تیار کھڑی ہے۔ گیت کا میوزک بجتا ہے۔ ستارہ استھائی اٹھاتی ہے۔ ستارہ گاتی ہے۔)

گانا

تیرا سایہ میرے ہاتھ نہ آیا
من کے اندر من کے باہر
کیسے کیسے روپ دکھا کر
کتنی دور بھگایا
میرے ہاتھ نہ آیا ترا سایہ

باغوں میں ویرانوں میں
خوابوں میں افسانوں میں
چھپ چھپ کر لہرایا
میرے ہاتھ نہ آیا ترا سایہ

(اس وقت جب وہ میرے ہاتھ نہ آیا گاتی ہے کیمرہ غوری پر آتا ہے وہ دونوں بازو اٹھا کر داد دیتا ہے۔)

غوری: واہ میڈم' واہ جیو میڈم جی۔ میری عمر بھی آپ کو لگے۔

میوزک ڈائریکٹر: کٹ اٹ...... ری ٹیک

غوری: معاف کرنا بھائی میرے میں ہیلپ نہیں کر سکتا۔ کیوں افتخار صاحب سبحان اللہ کیا اٹھایا ہے کیا اٹھایا ہے۔ میرا سایہ۔

افتخار: ستارہ۔

(میوزک دوبارہ شروع ہوتا ہے اب میڈم ستارہ گاتی ہے۔)

ستارہ: ترا سایہ میرے ہاتھ نہ آیا۔
من کے اندر من کے باہر
کیسے کیسے روپ دکھا کر
کتنی دور بھگایا
میرے ہاتھ نہ آیا ترا سایہ

(اس بند کے دوران ستارہ اپنے ساتھ دیکھتی ہے یہاں ہم ڈزالو کر کے دکھاتے ہیں کہ کس طرح ستارہ اور سکندر پہلے گانے کی ریکارڈنگ کے دوران گا رہے ہیں اور ستارہ اس کا ماتھا اپنے رومال سے پونچھ رہی تھی۔ یہ گانا اس شاٹ پر اوورلیپ ہوتا ہے۔)

ستارہ: باغوں میں ویرانوں میں
خوابوں میں افسانوں میں
چھپ چھپ کر لہرایا
میرے ہاتھ نہ آیا
ترا سایہ

(انترہ کے وقت پہلے کیمرہ ستارہ پر ہوتا ہے پھر پین کر کے غوری اور افتخار کو دکھاتے ہیں وہاں آتا ہے اس وقت ستارہ کے پوائنٹ آف ویو سے لگتا ہے جیسے افتخار کی سیٹ میں اباجی بیٹھے ہیں۔)

ستارہ: دنیا بھر کو ہنسایا
سارا وقت گنوایا
میرے ہاتھ نہ آیا
ترا سایہ

(اس وقت ستارہ کے چہرے پر آنسو بے ساختگی سے گر رہے ہیں اس پر اپنی زندگی کے کھوکھلے پن کی ساری داستان واضح ہے۔ کیمرہ اس سے ہو کر غوری اور افتخار پر آتا ہے اسی بند کے دوران دونوں پر جذبہ طاری ہے۔ سیٹھ صاحب آتے ہیں اور غوری کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر باہر چلنے کا اشارہ کرتے ہیں۔ دونوں جاتے ہیں گیت "میرے ہاتھ نہ آیا" فیڈ آوٹ۔

(فیڈ آوٹ)

سین 3 ان ڈور دن

(یہ ایک فلمی سٹوڈیو ہے اسے لانگ میں دکھایئے کہیں کیمرے ہیں، کہیں کرسیاں ہیں دو تین مختلف سیٹ لگے ہیں سیٹھ صاحب اور غوری آتے ہیں ایک سیٹ پر ایک کارپنٹر سیٹ کے دروازے کو پینٹ کر رہا ہے۔ سیٹھ قدرے رازداری اور محبت سے غوری کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔)

غوری: یہ کیسے پاسیبل ہے سیٹھ صاحب۔ آپ کو مجھے فوراً بیس ہزار دینا ہوگا ورنہ میرا کام بند ہو جائے گا۔

سیٹھ: ممکن وغیرہ کا اپن کو علم نہیں بابا۔ گوری صاحب پوجیشن ایسا ہے کہ آپ کا پھلم بنا ہے روپے میں چھ آنے بولو اتنا ہی بنا ہے نا۔ (ایک کرسی پر بیٹھے لگتا ہے پیچھے سے کارپنٹر سے بولتا ہے۔) اب تم کو ایڈوانس چاہیے وہ بھی زیادہ۔

کارپنٹر: اوہ اچھا اچھا۔ ارے بابا یہ سوکھ بھی جائے گا وقت پر کہ بی بی لوگ گوری صاحب سے پیسہ مانگے گا ساڑھی کھراب ہونے کا۔

کارپنٹر: (حسب معمول کام کرتے ہوئے) سوکھ جائے گا سیٹھ صاحب آدھے گھنٹے میں۔

سیٹھ: دیکھو گوری ہم نے جو تم کو پیسہ ایڈوانس کیا اس کا بعد ہم پھنس گیا لمبے چکر میں۔ اب تم کو ہمارا مدد کرنا پڑے گا۔ ہمارا اپنا پیسہ پھنسا ہے وہ نکلوانا پڑے گا تم کو۔ یہ شرط ہے۔

غوری: دیکھئے آپ نے مجھ سے کوئی شرط نہیں کی سیٹھ صاحب۔

سیٹھ: اوہ بابا ٹھیک ہے آپس کا بات ہے نا۔ تمہارا کاسٹ اچھا ہے۔

غوری: آپ نے رشز (Rushes) دیکھ لیے ہیں میرا آئیڈیا نیا ہے بالکل۔ مجھے کاسٹ میٹر نہیں کرتی سیٹھ صاحب میں اپنے کام پر اپنی ٹریٹمنٹ پر اعتماد کرتا ہوں ہمیشہ۔

سیٹھ: ٹھیک ہے بابا۔ ادھر چلو جرا تمہارا امجاج بہت تیز ہے۔

(اب وہ اس سیٹ سے نکل کر دوسرے سیٹ پر جاتے ہیں جو دیہاتی گھر کا ہے اوپر سے آواز آتی ہے۔)

آواز: غوری صاحب سر بچا کر۔ سر جی اوپر کام ہو رہا ہے۔ سر بچائیں۔

(غوری اور سیٹھ دونوں اوپر دیکھتے ہیں پھر دیہاتی سیٹ پر جا کر ایک کھڑکی کے سامنے رکتے ہیں۔)

سیٹھ: ہمارا جو خسر تھا ناں بڑا بجنس آدمی تھا۔ میں کو بولا سیٹھ عبدالرحمٰن بجنس میں سانپ مرنا چاہیے پر تمہاری لاٹھی نہیں مرنا چاہیے۔ کیا پتہ سانپ کا جہر (زہر) چڑھ جائے لاٹھی کو ہے نا' ہے نا' ہے نا؟ پھر لاٹھی پھینکنا پڑے یکدم۔

غوری: سیٹھ صاحب دیکھئے میں مشکل سے میڈم کو منا کر لایا ہوں دوگنے پیسوں پر۔ مین ان کو جواب نہیں دے سکتا۔ ان کے گانے انشورنس ہیں فلم کی کامیابی کا۔

سیٹھ: تم مجھ کو کیا بتا رہا ہے گوری۔ وہ بڑا وونڈر فل عورت ہے۔ ایسا پکا۔ تکلیف تو سارا اس آدمی کا ہے سکندر کا۔ میڈم کا گانا تو پھلم کو ہٹ کرے گا بابا ہم میڈم کے کھلاف نہیں ہے۔ گائے میڈم کھوب گائے۔

غوری: سکندر کی کیا تکلیف ہے۔

سیٹھ: یہ جو پنجاب کا آدمی ہے سکندر بڑا اپٹھا عقل کا ہے۔ بی بی سے دبتا نہیں رات میرے

پاس آیا غنڈہ بولا سیٹھ صاحب ستارہ گائے گی تو اپن کا سلام۔ ہم گانا نہیں گائے گا۔
غچہ دیا ہم کو ایڈوانس لے گا پر گانا نہیں گائے گا سالا سکندر۔

غوری: نہ سہی۔ میڈم کے مقابلے میں سکندر کی کیا حیثیت ہے؟

سیٹھ: گوری جی۔ ارے سکندر کو ہم نے پیسہ دیا ہے ایڈوانس۔ بیس ہزار سب ڈوبے گا پیسہ وہ گانا نہیں گائے گا ستارہ کے ساتھ۔

(اس وقت ایک آدمی ہتھوڑی لا کر ایک فلیٹ میں کیل لگانے لگتا ہے۔)

سیٹھ: لگاؤ لگاؤ جما کر کیل لگاؤ ادھر ہمارے بھیجے میں۔ ادھر آؤ گوری جی یہ کارندے لوگ کا سائیکلوجی ہے۔ سیٹھ کو دیکھے گا تو بہت کام کرے گا سیٹھ کی ناک کے آگے سیٹھ پیٹھ موڑے گا...... یہ سالا بھاگ جائے گا (چٹکی بجاتا ہے)

(اب یہ دونوں چلتے ہوئے سٹوڈیو کے ایک اور کونے میں جاتے ہیں سٹوڈیو کی کشادگی اور بے تکا پن نظر آرہا ہے۔)

غوری: آپ کا مطلب ہے کہ میں میڈم سے گانے نہ لوں اور سکندر کو رکھوں۔ تاکہ آپ کا ایڈوانس پورا ہو سکے۔

سیٹھ: ناں ناں ناں۔ ایسا نہیں بابا تم ایسا کرو کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ الجام (الزام) نہ آئے مجھ پر اور سکندر کے گلے میں انگوٹھا دو۔ گیت گا دے تو اچھا نہ گائے تو دیکھو پیسہ پرائیویلٹی مانگو اس سے کہو بیس ہزار دے دو۔ ایک ہفتے کے لیے ادھار تم کو وہ دے گا ایک دم۔ تمہارے پر مرتا ہے سکندر اپنے لیے پیسہ مانگو ذاتی۔

غوری: مجھے ادھار کی ضرورت نہیں ہے۔

سیٹھ: ہے ہے ' ہے۔ تم کو ہے ضرورت ادھار کی پیسہ لے کر مجھ کو نہ دینا۔ فلم پر لگانا۔ ارے گوری خدا قسم ایسا کھوبصورت کپڑا پہنتا ہے پر عقل استعمال نہیں کرتا دیکھو۔ ادھر آنا جرا۔

(وہ غوری کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر واپس جاتا ہے کیمرہ انہیں بڑے سے سٹوڈیو میں جاتا ہوا دکھاتا ہے اس کے اوپر میرا سایہ کا میوزک اوور لیپ کیجئے۔)

کٹ

سین 4 ان ڈور دن

(سلطان کی ڈسپنسری)

سلطان: (دروازہ کھول کر) لے بھائی میرے ہم نے زندگی میں ایک بار کسی کا کام مفت کر دیا ہے۔ لے اپنا پاسپورٹ! لاکھوں کو بھوت پھیری دی پر تیرا کام کر دیا ہے۔

عاصم: (خوشی سے پاسپورٹ پکڑ کر) جیو سلطان جیو۔

سلطان: زبان پوری کر دی ناں یار میں نے۔

عاصم: (جیب میں سے پانچ سو روپیہ نکالتا ہے) اور یہ ہماری زبان ہے۔ یہ تیرے پانچ سو۔

سلطان: (پیسے اٹھا کر دراز میں رکھتا ہے) یہ تو نے خواہ مخواہ تکلیف کی۔ دوستوں میں۔ ایسا تکلف نہیں ہوتا یار میرے۔

عاصم: تجھ سے وعدہ جو تھا۔ یہ تیری بڑی مہربانی ہے بھاگ دوڑ کی میرے لیے۔

سلطان: لیے کہاں سے یہ...... پانچ سو۔

عاصم: بس لیے کہیں سے۔

سلطان: چرائے کہ انگوٹھا دیا کسی کے حلق میں۔

عاصم: بس اب جو گیا سو گیا۔

سلطان: یار یہ تو نے تکلیف کی پانچ سو کی۔ کویت سے بھیج دیتا۔

عاصم: چھوڑ سلطان۔ اچھا اب بتا باقی طریقہ کیا ہے؟

سلطان: لاہور پہنچ کر برانڈرتھ روڈ پر جانا وہاں سے مظفر کو لینا ساتھ...... سردار ابراہیم رام گلی میں رہتے ہیں۔ مشہور آدمی ہے...... وہ تجھ سے کویت کے ٹکٹ کے پیسے لے گا۔ باقی ذمہ داری اس کی ہے۔ بھائی میرے وہ ہر مہینے Batch کے Batch بھیجتا ہے کویت فکر نہ کر۔ سردار ابراہیم رام گلی 5/4۔

عاصم: اچھا سلطان خدا حافظ۔

سلطان: اچھا عاصم۔ میرے لیے گھڑی بھیجنا کویت سے۔

عاصم: تو مجھے ایک بار پہنچ لینے دے یار۔

(ہاتھ بڑھاتا ہے سلطان اسے کھینچ کر سینے سے لگاتا ہے۔)

کٹ

سین6 ان ڈور دن

(ستارہ گناگار ہی ہے یہ چند سیکنڈ کا کٹ ہے اس پر گانے کی ضرورت نہیں "میرا سایہ" کی موسیقی سوپرامپوز کیجیے۔ ہیڈفون وغیرہ لگے ہیں۔ اور جیسے ریکارڈنگ ہو رہی ہے۔)

کٹ

سین7 ان ڈور دن

(ستارہ چند سازندوں کے ساتھ پریکٹس کر رہی ہے میوزک ڈائریکٹر اسے ہدایات دیتا ہے۔ سب فرش پر بیٹھے ہیں۔)

کٹ

سین8 ان ڈور دن

(ستارہ ہاتھ میں کاغذ لیے اپنے گھر میں صوفے پر بیٹھی پریکٹس کر رہی ہے۔ یہ تینوں کٹ ظاہر کرتے ہیں کہ اب ستارہ کتنی مصروف گلوکارہ ہو گئی ہے۔ تینوں کٹ پر صرف موسیقی سوپرامپوز ہو گی۔)

سین9 ان ڈور دن

(صوفے پر ویرانہ صاحب بیٹھے ہیں۔ نیا ڈائریکٹر چائے پی رہا ہے۔ پاس ہی سکندر پہلے

سگریٹ میں چرس ملاتا ہے۔ پھر پیتا ہے ویرانہ اور ڈائریکٹر سکندر کو ستارہ کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔)

ویرانہ: سکندر صاحب کیا نہیں ہوتا انڈسٹری میں۔ کیا کچھ نہیں ہوتا بھولے بادشاہو۔ یہ تو میچ ہے پہلوانی کا ہر داؤ پیچ لگتا ہے۔

ڈائریکٹر: اب آپ اس میں ذاتیات کو مت لائیں Professional field ہے۔ آپس میں مقابلہ ہے۔ جنگ ہے گلا کاٹنا جائز ہے یہاں۔

ویرانہ: سنیئے صاحب۔ ہم آپ کو بتاتے ہیں پہلے کریم کی مارکیٹ تھی ساری۔ ایک طرح سے Monopoly تھی اس کی گانے پر' آج سے چودہ برس پہلے پھر جمال آیا۔ نوجوان 'لونڈا' پتلی پتلی مونچھوں والا۔ پان میں سیندور ملا کر کھلا دیا کریم کو گاتے گاتے آواز بیٹھ گئی۔ پھر گا ہی نہیں سکا۔ کریم منہ دیکھتا رہ گیا بھائی ہم جائز سمجھتے ہیں جمال کے کام کو......اچھا کیا۔

ڈائریکٹر: جمال کیا مقابلہ کرتا کریم کا...... لیکن پھر دیکھیے کیا قدم جمے ہیں جمال کے اب بیچارہ رہ گیا عمر کے ہاتھوں ساری عمر گھسنے نہیں دیا کسی کو انڈسٹری میں خوب۔ حفاظت کی اپنے کام کی۔

سکندر: یہ تو ظلم ہے۔ آپ مجھ سے توقع رکھتے ہیں کہ میں ستارہ کو سیندور کھلا دوں۔ پان میں ڈال کے۔

ویرانہ: ایک طریقہ نہیں ہوتا کسی کو راستے سے ہٹانے کا سکندر صاحب۔

ڈائریکٹر: Let us come to bussnies کتنے کنٹریکٹ مل گئے ہیں۔ ستارہ کو اس پچھلے ماہ میں۔

ویرانہ: بھائی میرے کوئی فلم ہٹ نہیں ہو گی اب ستارہ کے بغیر اس کے گانے گارنٹی ہیں۔ فلم خود بخود ہٹ ہوتی ہے اس کے گانوں کے ساتھ۔

ڈائریکٹر: یا تو تم اس کے ساتھ گاؤ ہر فلم میں۔ اپنی ضد چھوڑو۔ ڈبل ہٹ ہو گی فلم باکس آفس پر۔

سکندر: یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں اس کے ساتھ کسی فلم میں نہیں گاؤں گا۔ میں اس سٹوڈیو

میں نہیں گھسوں گا جہاں اس کی ریکارڈنگ ہو رہی ہو گی۔ میں احسان کے ٹوکرے تلے سانس نہیں لے سکتا۔

ڈائریکٹر: اس کے یہ معنی ہیں کہ تم گاؤ گے ہی نہیں کیوں ویرانہ صاحب۔ ہم انڈسٹری والے ہر وقت اسے ترجیح دیں گے تم تو گئے پھر۔

ویرانہ: پھر دوبارہ وکالت کرنے کا ارادہ ہے کیا؟

ڈائریکٹر: تم سوچ لو سکندر ہم تم کو دوست کی حیثیت میں سمجھا رہے ہیں۔ ضد چھوڑ دو اس کے ساتھ گاؤ یا اس کا پتہ کاٹو۔ تیسری کوئی صورت نہیں۔

ویرانہ: کوئی جال؟

ڈائریکٹر: کوئی سمجھوتہ؟

ویرانہ: کوئی دھوبی پٹڑا؟

ڈائریکٹر: کوئی ہاتھ چالاکی؟

ویرانہ: میاں مرد ہو ایک عورت کا پتہ نہیں کاٹ سکتے۔ وہ بھی جب ابھی وہ تمہاری بیوی ہے۔ قانونی طور پر...... واپس گھر ڈال کر تالا لگا دو پابندی لگا دو مت گانے دو...... راستہ صاف۔

سکندر: میں اس کی کوٹھی تو ہتھیا سکتا ہوں لا کر تو آپریٹ کر سکتا ہوں۔ لیکن اسے گھر واپس نہیں لا سکتا۔

ویرانہ: لعنت۔

ڈائریکٹر: ذلالت۔

ڈائریکٹر+ویرانہ: ہشت سکندر ہشت!

کٹ

سین 10 ان ڈور دن

(افتخار کا ڈرائنگ روم۔ اس میں بہت کھلا پن ہے۔ اس وقت تمام ملازمین فرش پر بیٹھے ہیں

اور ان میں افتخار راجہ اندر کی طرح بیٹھا ہے۔ مالی کی لڑکی بیٹھی موتیئے کا ہار پرو رہی ہے جو وہ سین کے آخر میں افتخار کے گلے میں ڈالتی ہے۔)

افتخار: میں نے آپ سب کو ایک خاص وجہ سے تکلیف دی ہے۔

مالی: تکلیف کیسی مائی باپ؟ آپ تکلیف کا لفظ استعمال نہ کیا کریں۔

خانساماں: کافی لاؤں سر؟ کوئی ٹھنڈا؟

افتخار: آج ایک مسئلہ در پیش ہے۔ اے جمیلہ یہ بتا پہلا دھوبی اچھا تھا کہ اب والا دھوبی اچھا ہے۔

جمیلہ: دھوبی تو سرکار سارے ایک سے ہیں۔ میں بدلتی رہتی ہوں۔

چوکیدار: اس کو چھوڑو سرکار۔ اس کے واقعی مزاج کا پتہ نہیں۔ کبھی لگتا ہے گھربار سب کٹا دے گی۔ اور کبھی لگتا ہے ایک بڑے آنے کے لیے جان نکال لے گی۔

افتخار: اچھا بتا جمیلہ پہلی شادی اچھی تھی کہ دوسری۔

جمیلہ: سرکار...... ہماری تو پہلی شادی اچھی ہوتی ہے نہ دوسری نہ تیسری۔ ہم نے تو ان دس انگلیوں کا کما کر کھانا ہوتا ہے۔

افتخار: اچھا بھائی۔ آپ لوگ چونکہ میرا خاندان ہیں۔ میں آپ سب کی رائے لیے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔

(سب کا الگ الگ رد عمل۔ پہلے کیمرہ جمعدارنی پر آتا ہے۔ وہ خوش نظر آتی ہے لڑکے تالیاں بجاتے ہیں مالی خوش ہوتا ہے۔ بیرا خوش ہوتا ہے۔ چوکیدار اور بیرا خوش ہیں صرف خانساماں کا چہرہ اتر جاتا ہے اور کیمرہ سب سے آخر میں اس پر آتا ہے۔)

مالی: اس سے اچھی بات اور کیا ہے سرکار۔ گھر بس جائے گا۔ اندر باہر چہل پہل ہو جائے گی۔ رونق ہو جائے گی۔ سبحان اللہ۔

خانساماں: اور یہ جو تو اور تیرے لونڈے اندر باہر پھرتے ہیں یہ سب موج میلے رنگ رلیاں ختم ہو جائیں گی۔ سات سات دن باہر لان میں مشین نہیں چلاتا۔ گھاس اونٹ جتنی ہو جاتی ہے۔

مالی: میں جانوں میرا کام جانے۔

خانساماں: تیرا کام نہیں رہے گا پھر یہ سب...... بیگم صاحب کا کام بن جائے گا۔ گھر چلانا بیگموں کا کام ہوتا ہے نوکروں کا نہیں۔

بیرا: لے بیگم صاحب لان میں مشین چلائیں گی؟

(ہلکی سی ہارن کی آواز)

خانساماں: چلائیں گی نہیں چلائیں گی۔ اور تو جو ہر روز میٹنی شو دیکھتا ہے صاحب سے پیسے لے کر...... ہم کو پتہ نہیں کیا؟ پھر بچو یہ سب بند ہو جائے گا۔ سب عیش ختم ہو جائیں گے سب کے۔

بیرا: کسی کی مجال ہے۔ صاحب کے ہوتے ہوئے مجھ پر رعب جمائے۔

جمیلہ: لے اب تیری تو بات ہی نرالی ہے اندر باہر تیرا راج چلتا ہے تبھی ناں۔

مالی: کریں مائی باپ آپ شادی کریں جم جم جی صدقے......

لڑکا مالی: سر جی ہم برات کے ساتھ جائیں گے؟

افتخار: ابھی تو یہی فیصلہ نہیں ہو سکا کہ شادی ہو گی بھی کہ نہیں؟ اور ہو گی تو کس سے ہو گی۔

خانساماں: گولی ماریں سرکار شادی کو...... آپ سارا دن رات شوٹنگ پر رہتے ہیں وہ لڑا کریں گی واپسی پر۔

افتخار: (کانوں کو ہاتھ لگا کر) باپ رے باپ لڑائی سے تو میری جان جاتی ہے۔ جب فلم میں Fight Scene آتا ہے تو میری روح فنا ہوتی ہے۔ میں لڑ وڑ نہیں سکتا کسی سے۔

مالی: اس کی باتوں پر مت جائیں مائی باپ۔ شادی سنت ہے۔ ہونی چاہیے۔ برکت ہوتی ہے شادی سے۔ امت بڑھتی ہے۔

(باہر سے ہارن کی آواز)

چوکیدار: سوچ لو سرکار...... اچھا برا سب ساتھ ساتھ چلتا ہے۔

(اب افتخار کھڑا ہوتا ہے۔)

افتخار: اچھا بھائی جو جو شادی کے حق میں ہے ہاتھ کھڑا کرے۔

(مالی ہاتھ کھڑا کرتا ہے۔ پہلے جمیلہ ہاتھ کھڑا کرتی ہے پھر نیچے کر لیتی ہے۔ اس کی بیٹی ہاتھ کھڑا کرنا چاہتی ہے۔ لیکن ماں ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہے...... چوکیدار اور بیرا تذبذب میں ہیں...... خانساماں ان کی طرف قہر کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ بیرا سر کھجلنے لگتا ہے اور چوکیدار نظریں جھکا لیتا ہے پھر جمیلہ کو دیکھ کر ہاتھ نیچا کر لیتی ہے۔ اس طرح سوائے مالی اور اس کی بیٹیوں کے افتخار کو کوئی ووٹ نہیں ملتا۔)

افتخار: اچھا بھائی جیسی آپ کی مرضی۔ لیکن جس سے میں شادی کرنا چاہتا تھا وہ اچھی عورت تھی ممکن ہے دوبارہ ایسا چانس نہ ملے۔

(اس وقت ستارہ آتی ہے۔)

ستارہ: کمال ہے کبھی کا ہارن بجا رہی ہوں کوئی سنتا ہی نہیں۔

افتخار: کیا خیال ہے خانساماں جی ان سے شادی کر لیں تو؟

(اب سب کے سب ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ خوشی کا میوزک لگائیے۔ ستارہ حیرانی سے سب کو دیکھتی ہے۔ افتخار اس کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ مالی کی لڑکی ہار لے کر ستارہ کے گلے میں ڈالتی ہے۔)

فیڈ آؤٹ

ان ڈور دن کا وقت

(سکندر کا کمرہ۔ سکندر اپنا سگریٹ رول کرتا ہے۔ پھر کش لگاتا ہے اور صوفے کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند کرتا ہے۔ یکدم کمرے سے ستارہ کے گانے کی آواز آتی ہے۔ یہ آواز جیسے Echo کی شکل میں بہت دور سے آتی ہے۔)

(گیت) من کے باہر، من کے اندر
کیسے کیسے روپ دکھا کر
کتنی دور بھگایا میرے ہاتھ نہ آیا
تیرا سایہ

سکندر ادھر ادھر دیکھتا ہے اٹھتا ہے۔ پھر ریڈیو گرام کو دیکھتا ہے آواز بند ہو جاتی ہے۔ وہ لمبا کش لیتا ہے اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر وہ برش اٹھا کر بال برش کرتا ہے۔ یکدم ہلکی سی آواز پھر آتی ہے۔ وہ دونوں برش کان سے لگا کر سنتا ہے۔ جیسے ان میں سے آواز آرہی ہو۔ پھر وہ برش دور پھینکتا ہے اٹھتا ہے۔ تھوڑا سا ڈولتا ہے۔ اب دیوار کی جانب دیکھتا ہے یہاں عاشی کی بڑی تصویر لگی ہے۔ وہ غور سے اسے دیکھتا ہے یکدم تصویر دھندلا جاتی ہے۔ وہ اپنی آنکھیں ملتا ہے۔ پھر صوفے پر نیم دراز ہو جاتا ہے۔ اس کے چہرے پر آندھی کی آواز کو سوپر امپوز کیجئے۔)

کٹ

سین 11 ان ڈور دن

(افتخار کا کمرہ)

افتخار: (اپنے وکیل کو فون کر رہا ہے) وہ میڈم ستارہ نہیں مانتیں وکیل صاحب۔ وہ مقدمہ ہمیں واپس لینا پڑے گا...... جی؟ نہیں جی مختار نامے کی بات نہیں ہے نہ پیشیاں بھگتنے کی...... میں جانتا ہوں۔ آپ سب خود سنبھال لیتے لیکن ستارہ نہ سکندر سے مقدمہ لڑیں گی نہ کسی اور کو لڑنے دیں گی...... (وقفہ) جی جی...... کمال ہے میں Serious ہوں۔ میری ساری جائیداد...... یعنی یہ کوٹھی میرے ملازمین کی ہے۔

(دوسری طرف وکیل ہنستا ہے۔)

توبہ کریں میں سوشلسٹ نہیں ہوں بابا۔ یہ لوگ میرا خاندان ہیں۔ دیکھئے صاحب آپ کبھی سنجیدہ نہیں ہوتے۔ نہیں جی آج میں پھر Repeat کر رہا ہوں آج رات سے پہلے پہلے آپ میری وصیت صحیح طرح سے ڈرافٹ تیار کر کے مجھے پہنچائیں گے (وقفہ) کمال ہے وکیل صاحب میں آپ پر پوری طرح Trust کرتا ہوں اگر نہ کرتا تو وصیت نامے پر ڈرافٹ بننے سے پہلے دستخط کر دیتا......

نہیں سر ستارہ مقدمہ کرنے والی عورت نہیں ہے۔ اگر وہ جیت بھی گئی تو بھی اپنی کوٹھی خود دے دے گی۔ سکندر کو...... جی؟...... بس ہم آرٹسٹ لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں من مرضی والے......

کٹ

سین 12 آؤٹ ڈور دن

(افتخار کار چلاتا جا رہا ہے۔ میوزک تیرا سایہ میرے ہاتھ نہ آیا۔)

سین 13 دن کا وقت ان ڈور

(جس طرح ستارہ اور سکندر اعتراف محبت کے سین میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایسے کہ ستارہ اوپر کرسی پر تھی اور سکندر قدموں پر۔ ایسے ہی عاشی اور سکندر بیٹھے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اب سکندر کرسی پر بیٹھا ہے اور عاشی قدموں بیٹھی ہے۔ عاشی اس وقت اپنے دوپٹے کو گوٹا ٹانگ رہی ہے سکندر سگریٹ پی رہا ہے۔ اس کی آنکھیں بہت خوابناک ہیں۔

سکندر: تم کو معلوم نہیں عاشی...... تم نے کیا کر دیا......

عاشی: اور تمہیں بھی معلوم نہیں تم نے کیا کر دیا ہے۔

(سکندر کی آواز میں اس وقت مکمل خلوص ہے لیکن عاشی ایک مریض عورت ہے۔ جس کی توجہ دوپٹے پر بھی ہے اور اپنے آپ پر بھی ہے۔)

سکندر: عاشی۔ جس روز میں گھر سے بھاگا اس روز میری سوتیلی ماں نے...... اسے معلوم تھا کہ میں گھر سے بھاگنے والا ہوں وہ جانتی تھی اس نے میرے سارے کپڑے لاک کر دیئے۔ اور وہ بار بار میرے ابا کو کچہری فون کرتی رہی۔ وہ مجھے ابا سے سزا دلانا چاہتی تھی۔ میرے بھاگنے سے پہلے۔

عاشی: یہ تم بار بار ایسی باتیں کیوں کرتے ہو سکندر۔

سکندر: جب میں گھر سے نکلا تو غم و غصے کی یہ حالت تھی عاشی کہ میں ساری دنیا کو اپنے ہاتھ میں لے کر Crack کر سکتا تھا۔

عاشی: سکندر دیکھو میں تمہاری دشمن نہیں ہوں لیکن جس قدر ہمدردی تم مجھ سے چاہتے ہو شاید وہ میں ساری عمر نہ دے سکوں۔

سکندر: (ہنس کر) ہر انسان کو اپنی بیساکھیوں سے بڑا پیار ہوتا ہے جب...... جب میں نے ستارہ سے شادی کی تو میرا خیال تھا کہ میں اسے ساری عمر ہمدردی دے سکوں گا...... لیکن کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟

عاشی: یہ تم دن میں کتنی بار مجھ سے اعلان محبت کرانا چاہتے ہو سکندر۔

سکندر: ہر تیس سیکنڈ کے بعد۔

عاشی: دیکھو سکندر...... محبت کے لیے ساری عمر پڑی ہے۔ سارا بڑھاپا ہے یہ...... سنو ایکٹرس کے لیے اس کے لیے Career کے لیے صرف ایک جوانی کا وقفہ ہے پندرہ سے تیس سال تک کا وقفہ۔ میرے صرف چھ سال باقی ہیں۔

سکندر: تم مجھ سے کتنی ملتی ہو اور وہ ہم سے کتنی مختلف تھی؟ تم سارا دن صرف اپنے متعلق سوچتی ہو۔

عاشی: (ہنستے ہوئے) ہمارے پاس کیریئر بنانے کے لیے ساری عمر نہیں ہوتی سکندر۔ میں چاہتی ہوں اتنا روپیہ کماؤں، اتنی شہرت اکٹھی کر لوں اتنی فیم کہ جب عمر گزر جائے اور پروڈیوسر میرے پاس ماں کا رول لے کر آئیں تو میں انہیں انکار کر سکوں۔ میں جوانی گزرنے پر ریٹائر کر جانا چاہتی ہوں۔ سکندر میں بڑھاپے میں کریکٹر رول نہیں کرنا چاہتی۔ میں ساری عمر ہیروئن رہنا چاہتی ہوں کم از کم اپنے خیالوں میں۔

سکندر: کیا زندگی ہمیشہ دائرے میں چلتی ہے؟

عاشی: آخری بار سکندر۔ میں۔ میری عادت نہیں کہ میں اپنی بات بار بار کیے جاؤں۔ تم کو ان سگرٹوں نے اپنے Career سے غافل کر دیا ہے۔ ابھی وقت ہے۔ سب کچھ

ہو سکتا ہے۔ صرف اپنے پروفیشن پر توجہ دو باقی سب کچھ بعد میں بھی ہو سکتا ہے محبت چرس کے سگریٹ وغیرہ۔

سکندر: اگر باقی سب کے لیے وقت نہ رہا یا موقع نہ ملا تو عاشی تو......

عاشی: رہے گا رہے گا رہے گا۔

سکندر: پھر؟ میں کیا کروں عاشی؟ میں کیا کروں مجھے تو...... کچھ سمجھ نہیں آتی کیا کروں میں اسے سیندور نہیں کھلا سکتا پان میں۔

عاشی: تمہاری مارکیٹ خراب کر دی ہے ان سگرٹوں نے ان میں پناہ نہ لو۔ اسے راستے سے صاف کر دو۔ اسے ستارہ کو...... اس کی آواز کسی کو اوپر نہ آنے دے گی۔

سکندر: کیسے کیسے؟ مجھے تو کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔

عاشی: اس کے پٹ جانے کی شدید آرزو کرو۔ سکندر آرزو شدید ہو تو راستہ خود بخود بن جاتا ہے صاف ہو جاتا ہے۔

سکندر: (یکدم آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر) تم سنجیدہ لمحوں میں کتنی غیر سنجیدہ ہو جاتی ہو لیکن تمہارا بھی قصور نہیں عاشی تمہیں بھی ہر سین میں ہر فلم میں کئی کئی موڑ بدلنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ تم کتنی آسانی کے ساتھ ہنس لیتی ہو آنسوؤں کے ساتھ ساتھ۔

عاشی: جی اور یہ چرس کے سگریٹ چھوڑ دو خدا کے لیے...... خود اپنی تباہی کو آواز نہ دو۔

(اس کے منہ سے سگریٹ نکال کر پھینکتی ہے ساتھ ہی کیمرہ سگریٹ پر جاتا ہے۔)

کٹ

سین 12 ان ڈور دن

(راشدہ آپا اپنے ٹرنک میں سے کپڑے نکال کر رکھ رہی ہے۔)

کٹ

سین 13 ان ڈور (دیہاتی آنگن) دن

(اس وقت ابا جی سیٹ پر آتے ہیں۔ جسم پر کالی چادر ہے۔ وہ گھڑے سے پانی گلاس میں ڈالتے ہیں۔ اس وقت عاصم ان سے گلاس لے کر گھڑے میں سے بھرتا ہے اور باپ کو دیتا ہے۔

ابا: اللہ کی بڑی مہربانی ہے۔

(بیٹھ جاتا ہے۔ پانی پیتا ہے۔)

عاصم: کس بات کی ابا جی۔

ابا: آنکھیں نہیں دیں تو۔ تجھ سا بیٹا تو دے دیا ناں۔

عاصم: (ذرا دکھ سے) کیسی باتیں کرتے ہیں آپ ابا جی۔ ہم نے تو جتنے دکھ آپ کو دیئے ہیں کوئی اولاد دے ہی نہیں سکتی۔

ابا: (مسکرا کر) اولاد جتنا دکھ دیتی ہے اتنی ہی پیاری بھی تو ہوتی جاتی ہے۔ بیٹا۔ دکھ کا رشتہ سکھ کے رشتے سے گہرا ہوتا ہے۔

عاصم: ابا جی...... (وقفہ) ابا جی۔

ابا: بس عاصم آگے کچھ مت کہنا۔

عاصم: (حیرانی سے) جی ابا جی؟

ابا: تیری آواز میں کچھ ہے۔ میں محسوس کر رہا ہوں تیری آواز کا پیام مجھ تک پہنچ گیا ہے آگے کچھ مت کہنا۔

عاصم: ابا جی میں صاف صاف بتانا چاہتا ہوں۔ مجھے پتہ ہے دھچکا لگے گا۔

ابا: آدمی کو اپنی جان بہت پیاری ہوتی ہے بیٹے بہت ذلیل ہوتا ہے آدمی۔ دھچکے پر دھچکے سہتا ہے۔ پر مرتا نہیں۔ دیکھ تو کتنے دکھ سہے ہیں میں نے پہلے؟ (وقفہ) میں کوئی مر گیا ہوں۔

عاصم: ابا۔ ابا جی۔

ابا: ڈرناں کہہ۔ کہہ گزر چل...... میں نہیں روکتا تجھے۔

عاصم: میں جا رہا ہوں۔

ابا: تو بھی تو بھی عاصم؟ (ہنس کر) جیسے مجھے پتہ نہ تھا۔

عاصم: میں جلدی تجھے اپنے پاس بلا لوں گا ابا۔ در اصل میں نگینہ اور فیروز بھائی کی طرح نہیں جانا چاہتا۔ بن بتائے نہ جانے کہاں ہیں دونوں۔ (وقفہ) ابا میں کویت جا رہا ہوں۔ میں تجھے ویسی جدائی نہیں دینا چاہتا۔

باپ: (پاس آتا ہے اور اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے چھو کر کہتا ہے) میں نے اندھے پن کی کبھی شکایت نہیں کی عاصم لیکن تیری ماں کہا کرتی تھی کہ تو بہت خوبصورت ہے میرے دل میں تجھے دیکھنے کی حسرت ہی رہی بیٹا۔ اور ابھی تو میں نے تجھے دیکھا بھی نہیں۔ اور تو چل دیا عاصم۔ میرے دل میں پہلی بار شکایت جاگ اٹھی ہے۔

عاصم: میرا سب انتظام ہو گیا ہے کرائے کا۔ پاسپورٹ کا۔

باپ: (واپس آ کر بیٹھتا ہے یکدم آواز میں قدرے سختی آتی ہے۔) تجھے کویت کا کرایہ کہاں سے ملا۔ (عاصم چپ رہتا ہے) عاصم؟ چلا گیا؟

عاصم: نہیں ابا۔ میں تیری دعاؤں کے ساتھ جاؤں گا۔

باپ: یہ تو نے کرایہ کہاں سے لیا عاصم۔ تو چپ کیوں ہے۔

عاصم: مجھے چپ رہنے دے ابا۔ یا پھر خود چپ رہنے کا وعدہ کر۔

باپ: بتا کرایہ کہاں سے لیا؟

عاصم: میں نے آپا کا زیور چرایا ہے میں نے...... اسے چوری چوری فروخت کیا ہے رقم اکٹھی کی ہے ابا۔

باپ: تو نے اچھا نہیں کیا عاصم۔ اچھا نہیں کیا تو نے وہ تو پہلے یہاں منگتوں کی طرح رہتی ہے بیٹا۔

عاصم: (پاس آ کر) ہو سکے تو آخری بار میرے سر پر پیار دے ابا۔ اچھا یا برا نہ سوچتے رہنا۔ دعا کرنا میرا راستہ کھوٹا نہ ہو۔ کہیں سے تھوڑی سی دولت مل جائے ابا تھوڑی سی عزت۔ پھر میں تجھے اپنے پاس بلا لوں گا۔ میں زیادہ عزت زیادہ۔ (باپ کا ماتھا چومتا ہے۔) دولت نہیں چاہتا۔ بس سانس لینے جوگی عزت ابا۔

ابا: اگر میں اندھا نہ ہوتا عاصم تو تجھے آخری بار دیکھ لیتا۔

عاصم: یہ آخری بار نہیں ہے ابا۔ میں تجھے کویت بلاؤں گا اپنے پاس۔

باپ: خدا حافظ۔ چلا جا اب۔ چلا جا۔ ورنہ راشدہ آ جائے گی۔ اور پھر میں جھوٹ نہیں بول سکوں گا جا چلا جا۔

(عاصم جاتا ہے۔ باپ آواز دیتا ہے۔)

ابا: عاصم۔

عاصم: (واپس آکر) جی ابا۔

(باپ اپنے کندھوں پر سے سیاہ چادر اتار کر عاصم کو ٹٹولتا ہوا اسے یہ سیاہ چادر پہناتا ہے۔)

ابا: میرے پاس تجھے دینے کے لیے کچھ نہیں ہے بیٹے۔

عاصم: تیری دعائیں ہیں ابا۔ تو یہ رہنے دے۔

ابا: دیکھ عاصم۔ تجھے سچے نبیﷺ کی قسم۔ کبھی جھوٹ نہ بولنا بیٹے۔ تجھے کالی کملی والے کی قسم عاصم

(کیمرہ عاصم کے کندھوں پر سیاہ چادر پر ٹکا رہتا ہے۔)

سین 14 ان ڈور دن

(سکندر اپنے کمرے میں تکیے کو کان سے لگا کر سنتا ہے۔)

کٹ

سین 15 ان ڈور دن

(افتخار کار میں سکندر کے گھر میں پورچ میں آتا ہے۔ کار کا دروازہ کھول کر اندر جاتا ہے۔)

کٹ

سین 15 ان ڈور دن

(سکندر کے کمرے میں افتخار آتا ہے۔)

افتخار: معاف کرنا سکندر میں نے سٹوڈیو میں تمہارا بہت انتظار کیا بالآخر مجھے خود آنا پڑا۔ یہ ہے تو بدتمیزی پر مجبوری ہے۔

سکندر: بیٹھیے۔

افتخار: معاف کرنا سکندر۔ میں جس سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔

سکندر: تم چاہتے ہو کہ میں ستارہ کو طلاق دے دوں۔

افتخار: تمہارے لیے اس کا کوئی مصرف نہیں ہے اور...... اور میں اسے ہر قیمت پر زندہ رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر ایک بار اسے دوبارہ Attack ہو گیا تو وہ بچ نہیں سکتی۔ یہ اس کی زندگی کا سوال ہے اسے کسی قسم کی امید چاہیے۔ سیکنڈ ہینڈ ہی کیوں نہ ہو۔

سکندر: تم بہت چالاک آدمی ہو۔

افتخار: ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں انسان تہہ در تہہ بہت کچھ ہوتا ہے۔ اس کے ہر پرت کا نیا رنگ ہوتا ہے اور کئی بار Spcetrum کے رنگوں کی طرح وہ ایک کرن سے نکلتا ہے اور سات رنگوں پر محیط ہو جاتا ہے۔

سکندر: تم اتنے تعلیم یافتہ ہو افتخار پھر تم نے فلم لائن کیوں اختیار کی؟

افتخار: یار میرے تم بھی بنیادی طور پر وکیل ہو۔ ان باتوں کا وقت نہیں ہے اب۔

سکندر: اچھا تو تمہیں طلاق چاہیے کیوں؟ کس لیے؟

افتخار: اس لیے کہ میں ستارہ کو مزید سکینڈل سے بچا سکوں۔ بظاہر وہ بہادر عورت ہے لیکن اندر سے بہت کھوکھلی ہے اگر...... شاید وہ شادی کے بغیر زیادہ دن بے منزل نہ رہ سکے۔

سکندر: اور اگر میں طلاق دینے سے انکار کر دوں۔

افتخار: طلاق تو تمہارا باپ بھی دے گا سکندر۔

سکندر: اور اگر بالفرض میں طلاق دینے کی قیمت مانگوں تو پھر...... کوئی شرط مقرر کروں

تو؟

افتخار: اگر شرط ماننے کے قابل ہوئی تو بخوشی مان لوں گا میں اڑیل آدمی نہیں ہوں۔ شرط کو شکنجہ نہیں بناؤ گے تو ٹھیک ہے۔

سکندر: (سختی کے ساتھ) افتخار میری ایک شرط ہے صرف ایک۔

افتخار: ارشاد؟

سکندر: ستارہ بیک گراؤنڈ سنگنگ چھوڑ دے آج کے بعد وہ کسی سٹوڈیو میں قدم نہیں دھرے گی۔

افتخار: کیوں آخر کیوں؟ But why اس لیے کہ اس کی آواز تمہیں تمہارے چھوٹے پن کا احساس دلاتی ہے۔ اس لیے کہ اس کی آواز تمہیں تمہارے کمینے پن کا آئینہ دکھاتی ہے تم نہ صرف گھٹیا آدمی ہو بلکہ بلکہ...... دوسروں کو بھی ذلیل بنا دیتے ہو اپنے عکس سے۔

سکندر: Let me not go in to lousy words تمہیں اس سے محبت ہے۔ بتاؤ۔ تم یہ شادی کیوں کر رہے ہو؟

افتخار: جیسی محبت تم سمجھتے ہو نہیں۔ لیکن اگر وہ بے سہارا رہی تو ٹوٹ جائے گی۔ میں اسے اس کے انجام سے بچانا چاہتا ہوں۔

سکندر: اس کو بچانے کے لیے یہ چھوٹی سی شرط ہے میں چاہتا ہوں وہ گانا بند کر دے۔ میں اس کی Competition برداشت نہیں کر سکتا۔

افتخار: سکندر طلاق تم سے لینا کچھ مشکل کام نہیں ہے اور بالفرض مشکل کام بھی ہوا تو خدا کی قسم میں سولاکھ دفعہ ایسی طلاق پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میری شادی اس سے ہو یا نہ ہو۔ اسے طلاق ملے نہ ملے۔ لیکن وہ گائے گی۔ تم کوئل کی آواز پر پابندی لگانے والے کون ہوتے ہو۔ وہ گانے کے لیے پیدا ہوئی ہے باقی سب فروعی ہے۔

سکندر: تم اس سے محبت کرتے ہو...... (قہقہہ) میں جانتا ہوں۔ دیکھ لو۔ طلاق مل سکتی ہے ابھی اسی وقت۔ تم اس سے شادی کر سکتے ہو۔ کل، آج شام۔

افتخار: (چبا چبا کر) سکندر ہم دونوں میں سے اچھا یا برا کون ہے؟

سکندر: (قہقہہ) احمق طلاق لو۔ اور جاؤ۔ رنگ رلیاں مناؤ۔

افتخار: ہاں اس جہاں میں سب اچھے ہیں اور سبھی برے ہیں۔ کچھ پر بادل کا سایہ زیادہ دیر تک رہتا ہے۔ کچھ سورج کی طرح زیادہ مدت سے چمکتے رہتے ہیں۔ انسان صرف حدت سے پہچانا جاتا ہے۔ سکندر، جو زیادہ مدت نیک رہتے ہیں۔ نیک کہلاتے ہیں۔ تم...... تمہاری مشکل یہ ہے کہ تم انسان نہیں گرگٹ ہو...... تمہاری نہ اچھائی کو قیام ہے نہ برائی کو خدا حافظ۔

(جاتا ہے۔)

سکندر: سن لے ایکٹر کے بچے! (افتخار رکتا ہے) تو بھی سن لے۔ تو نے بھی اپنی محبت کی شعاعوں کو اتنا پھیلا رکھا ہے کہ ان میں حدت نہیں رہی تو محبت سے بھرا ہوا ضرور ہے لیکن عشق سے خالی ہے۔ جب عشق نہ ہو تو آدمی بے سمت مرتا ہے۔ بھنور میں پتھر کی طرح۔ بھنور کا شور تو ہوتا ہے لیکن پتھر کی آواز نہیں آتی۔

افتخار: شکریہ۔ لیکن وہ گائے گی اور کچھ ہو نہ ہو میں تمہاری طرح بت شکن نہیں ہوں۔

کٹ

سین 16 ان ڈور دن

(ٹیلی ویژن کے سیٹ پر اناؤنسر کہتی ہے۔)

اناؤنسر: ابھی آپ خبریں سن رہے تھے۔ اب آپ ملک کی مایہ ناز گلوکارہ سے اپنی پسند کا گیت سنئے۔ انڈسٹری میں واپسی پر یہ ان کا پہلا گیت ہے ٹیلی ویژن کے لیے۔ سنئے۔

کٹ

سین 17 ان ڈور دن

(یہاں سے ہم ٹیلی ویژن کے سٹوڈیو میں آتے ہیں۔ یہاں ستارہ تخت پر بیٹھی ہے۔ خاص

ٹیلی ویژن کے انداز کا سیٹ لگائیے یہ سٹیج شو قسم کی چیز ہے سامنے سامعین کا انبوہ ہے......
ستارہ گاتی ہے۔

یہ ساز نہیں
آواز نہیں

یہ من دنیا کا جھالا ہے
اس کا ہر روپ نرالا ہے

کٹ

سین18 ان ڈور (دیہاتی آنگن) دن

(ابا جی تان بورہ لیکر بیٹھے ہیں اور انترہ اٹھاتے ہیں۔)
"انترہ"

خود ٹھاٹھ ہے خود ہی سرگرم ہے
جھنن جھنن پل پل دم ہے
تنہا تنہا پھیلا پھیلا
روشن روشن دھندلا دھندلا

کٹ

سین18 ان ڈور دن
(ٹیلی ویژن کی دکان میں ٹیلی ویژن لگا ہے۔ دو ایک گاہک کھڑے ہیں۔ ٹیلی ویژن میں ستارہ آتی ہے۔)
آواز

خود چندا ہے خود ہالا ہے
یہ ساز نہیں آواز نہیں

کٹ

سین19 ان ڈور دن

(واپس سٹوڈیو میں آتے ہیں ستارہ سامعین کے سامنے بیٹھی دوسرا انترہ اٹھاتی ہے۔)
"انترہ"

دھا دھن دھن دھا، دھا دھن دھن دھا
کوئی بندش کوئی تال کہے
سب گائک درپن میں الجھے
کوئی اندر کا بھی حال کہے
بیتے یوں کتنے سال کہے

کٹ

سین19 ان ڈور دن
(اب ہم ایک ٹرین شاٹ پر آتے ہیں۔ عاصم ٹرین میں سفر کر رہا ہے۔ اس کی آنکھ لگی ہوئی ہے اور وہ کھڑکی کے ساتھ سر لگائے بے سدھ سو رہا ہے۔ اس کے پاس ہی ایک اور مسافر ہے جو اسے دیکھتا ہے۔ پھر چپکے سے اس کی قمیض کی پاکٹ سے بٹوہ نکالتا ہے۔ ساتھ ہی پاسپورٹ بھی نکالتا ہے۔ وہ پاسپورٹ کو سیٹ پر رکھتا ہے۔ پھر عاصم کی طرف دیکھتا ہے اور سیٹ سے کھسک کر آگے چلا جاتا ہے۔ اتنی دیر میں گاڑی سٹیشن پر رکتی ہے۔ اور وہ نیچے اتر جاتا ہے۔ جس وقت ستارہ یہ مصرعہ گاتی ہے کوئی اندر کا بھی حال کہے تو ہم عاصم پر آتے ہیں۔ گیت جاری رہتا ہے۔ گاڑی چلتی رہتی ہے۔ اور چور بٹوہ چرا کر چلا جاتا ہے۔)
گیت

کیوں پردے میں تن مالا ہے
یہ ساز نہیں آواز نہیں
یہ من دنیا کا جھالا ہے
اس کا ہر روپ نرالا ہے
یہ ساز نہیں آواز نہیں

کٹ

سین20 ان ڈور دن

(ستارہ اپنے کمرے میں وہ فون کر رہی ہے۔)

ستارہ: ہیلو۔ غوری صاحب۔ افتخار نہیں آئے ابھی۔ اچھا اچھا شوٹنگ Delay ہو گئی ہے۔ اتنی دیر تو انہوں نے کبھی نہیں کی۔

(اب اندر والے غسل خانے والی سائیڈ سے عاصم منہ تولیے سے پونچھتا ہوا باہر آتا ہے۔)

عاصم: بہت بہت شکریہ باجی جیو۔ جیتی رہو۔

ستارہ: عاصم۔ یہاں میرے پاس آکر بیٹھو۔

عاصم: بس باجی آپ مجھے جانے دیں۔

ستارہ: ہر گز نہیں۔ اب میں تمہیں کیسے جانے دونگی بیٹھو فوراً اور کبھی نہ جاؤ۔

(عاصم بیٹھتا ہے۔) کیا پیو گے ؟

عاصم: کچھ نہیں باجی کچھ نہیں۔

ستارہ: ابھی تک ان پیسوں کا غم کر رہے ہو چلو دفع کرو۔ تمہاری جان پر سے وارے۔

عاصم: ہم ہیرا پھیریاں بہت کرتے ہیں۔ باجی لیکن ہماری پوری نہیں پڑتی پتہ نہیں کیا وجہ ہے یہی فیروز بھائی کا حال تھا۔

ستارہ: کتنا روپیہ تھا اس میں؟

عاصم: پانچ ہزار۔

ستارہ: پانچ ہزار اتنے سارے پیسے۔

عاصم: اور یہ چادر بھی ابا جی نے میرے کندھے پر خواہ مخواہ ڈال دی ہے۔ اس کے بوجھ تلے میں، میں کوئی ڈرامہ بھی نہیں کھیل سکتا۔

ستارہ: میرے ساتھ تمہیں ڈرامہ کھیلنے کی کیا ضرورت ہے عاصم؟

عاصم: میں آپ کو سب کچھ سچ سچ بتاؤں گا باجی۔ پہلے زمانے کی طرح نہیں کہ ایک کار کی چابی لینی ہوتی تھی تو سو سو جھوٹ بولا کرتا تھا۔

ستارہ: تم اب بھی جھوٹ بولو۔ بسم اللہ تمہارا ہر جھوٹ میرے لیے سچ ہے۔

عاصم: میں میں جب میرا بٹوہ چوری ہوا تو مجھے سمجھ نہیں آئی تھی کہ میں کیا کروں۔ کدھر جاؤں؟ میں تھوڑی دیر کے لیے پاگل سا ہو گیا تھا۔

ستارہ: پولیس میں پرچہ کرنا تھا۔

عاصم: آپا کا زیور چرا کر یہاں تک پہنچا ہوں باجی۔

ستارہ: آپا کا زیور۔ میرے اللہ۔ وہ بیچاری کیا کرے گی اب۔ میاں جی تو معاف کرنے والے نہیں۔

عاصم: دیکھیے میں نے آپ کو بڑی مشکل سے تلاش کیا ہے۔ ریڈیو سٹیشن، ٹیلی ویژن سٹیشن، سٹوڈیو کہاں کہاں نہیں گیا میں۔

ستارہ: بات کیا ہے عاصم۔

عاصم: میں جھوٹ سے پانچ ہزار حاصل کر سکتا تھا آپ سے لیکن...... لیکن اس چادر نے مجھے مروا دیا۔ باجی آپ مجھے پانچ ہزار دے سکتی ہیں۔ میرا سیدھا سا سوال ہے۔ (ہاتھ پھیلا کر) فقیر کا سوال۔

ستارہ: اس وقت۔

عاصم: ابھی اسی وقت میں شام کی فلائٹ سے کراچی جا رہا ہوں۔ وہاں سے کویت میرے پاس وقت کم ہے۔

(اپنا بٹوہ کھولتی ہے۔)

ستارہ: یہ آج ہی مجھے ایڈانس ملے تھے۔ گن لے پورے پانچ ہزار ہیں۔

عاصم: اور اب خدا حافظ (رک کر) جب خدا نے میرا ہاتھ کھول دیا باجی تو خدا قسم میں آپ کی اور آپا کی پائی پائی لوٹا دوں گا۔

ستارہ: احمق! کبھی کسی بہن نے بھی بھائی کے ساتھ حساب کیا ہے؟ ادھر آ۔

(عاصم واپس آتا ہے ستارہ پیار سے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتی ہے n-c-u)

ستارہ: اول تو یہ نہ سوچا تھا کہ کبھی تو مل جائے گا اور اگر مل ہی گیا تھا تو اتنی جلدی۔ اتنی جلدی بچھڑنے کی شرط کیوں لگا دی میرے خدا نے۔ میری بھی عجیب قسمت ہے عاصم۔ میں ملتی بعد میں ہوں اور بچھڑ پہلے جاتی ہوں۔

(عاصم ستارہ کا ماتھا چومتا ہے۔ پھر چلا جاتا ہے۔ ستارہ چہرے پر دونوں ہاتھ رکھ کر رونے لگتی ہے۔ کیمرہ اس سے ہو کر کھلے بٹوہ پر آتا ہے۔)

کٹ

(1) افتخار تیزی سے کار چلا رہا ہے۔ (میوزک)

کٹ

(2) عاشی فون ملا کر باتیں کرتی ہے۔ (میوزک)

کٹ

(3) آپا جی اپنے کمرے میں سامان الٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہیں اور رو رہی ہیں۔

کٹ

سین 21 ان ڈور دن

(سارے ملازم بیٹھے ہیں۔ مالی عین چوکھٹ میں بیٹھا چھوٹی سی چلم پی رہا ہے۔ دھوبن جمیلہ دھوبیوں والی استری کے ساتھ کپڑے استری کر رہی ہے۔ چوکیدار سیٹ سے باہر ہے۔ اور کھڑکی میں بازو رکھے باتیں کر رہا ہے۔ خانساماں اندر بیٹھا خربوزے کاٹ رہا ہے۔ بیرا صاحب کے جوتے پالش کرنے میں مشغول ہے۔ جمعدارنی دروازے سے باہر ستون کے ساتھ لگی بیٹھی ہے۔)

مالی: بینڈ تو اللہ قسم میں لاؤں گا۔ بادشاہ کا بینڈ تو تو تو تارا تارا۔ ساری دنیا دیکھتی رہ جائے گی۔ ایسا بینڈ بجے گا تو تو تو تارا تارا۔

خانساماں: تو ماما لگتا ہے صاحب کا بینڈ میں لاؤں گا۔ ملٹری کا بینڈ ادھر کھانا ہو گا ادھر دلہن اترے گی۔ ملٹری بینڈ مچا دے گا تہلکہ۔ ملٹری بینڈ لاؤں گا میں جیوے جیوے جیوے پاکستان۔

جمیلہ: دلہن کہاں سے آئے گی۔ پاس والی کوٹھی سے پتہ نہیں پیدل آجائے۔

چوکیدار: ہے نا عورتوں کی مت......

مالی: مہندی کی رات جشن ہو گا۔ میں اپنی ساری پونجی پھونک دونگا قوالی...... ساری رات...... پیا گھر آیا۔ میرا پیا گھر آیا۔

بیرا: کل کتنی پونجی ہے تیرے پاس چاچا۔

مالی: تو بوٹ صاف کر صاحب کے بدبخت Lights man بن نہیں سکا کیا پولیس افسر کی طرح پوچھتا ہے۔ بہت ہے بہت ہے میرے پاس خوشی منانے کے لیے۔

خانساماں: کیوں آخر۔

چوکیدار: بندوق میری مانگ لینا۔ صاف کر کے دونگا۔

خانساماں: خبردار جو تو صاحب کا بزرگ بنا اپنی طرف سے خبردار جو تو نے عمر کا فائدہ اٹھایا۔

مالی: انہوں نے خود کہا ہے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ بٹھائیں گے کار میں۔

جمیلہ: ارے تم سب منہ دیکھتے رہ جاؤ گے...... دلہن تو آپا جی کو میں بناؤں گی۔ ہاتھوں میں مہندی...... ہونٹوں پر مسّی لمبی چوٹی بل بل پر پھول......

بیرا: تیرا ابھی شوق ہی رہ جائے گا۔ جب بکسی اٹھا کر وہ سجانے والی میم آئے گی پانچ سو روپیہ لینے والی۔ بل بل چوٹی۔ جوڑا کریں گے آپا جی اماں تیجو کے ٹوکرے جتنا۔

چوکیدار: لڑو مت ہماری بات سنو ادھر...... آؤ ادھر یار ادھر آؤ۔ لڑو مت ایک ترکیب بتاؤں ادھر آؤ۔

(سب اس کی طرف جاتے ہیں۔)

کٹ

سین 23 ان ڈور شام

(ستارہ کے کمرے میں سکندر بیٹھا ہے۔ اور سگریٹ پی رہا ہے۔)

سکندر: شاید میں دوبارہ تمہارے گھر نہ آسکوں ستارہ۔

ستارہ: میں جانتی ہوں سکندر۔ تمہیں ایسی کوئی مجبوری نہیں۔

سکندر: ستارہ ہمیں بچھڑنے سے پہلے ساری کڑوی کسیلی باتیں بھلا دینی چاہیے۔

ستارہ: جی اچھا۔

سکندر: تم بدل گئی ہو۔

ستارہ: کیسے؟

سکندر: بہت خاموش ہو۔

ستارہ: پہلے میں بولتی تھی سکندر تو میں سمجھتی تھی کہ تم اور میں ایک ہی Wave leng پر ہیں۔ مجھے لگتا تھا کہ ہو سکتا ہے کوئی اور میری بات نہ سمجھ سکے لیکن تم ضرور سمجھتے ہو۔ پھر...... پھر ہسپتال میں مجھ پر یہ بھید کھلا یکدم اچانک کہ...... باتوں کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ نہ کسی سے کی ہوئی باتوں کا۔ نہ اپنے سے دوہرائی گئی باتوں کا۔

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) کاش میں تم پر کوئی احسان ہی کر سکتی۔ کوئی ایسی مہربانی جس کے بدلے میں تم مجھے یاد رکھ سکتے۔ کاش تم ڈوب رہے ہوتے اور میں......

سکندر: میں ڈوب رہا ہوں۔ ہر طرح سے۔ یہ لمبی کہانی ہے۔ میری کشتی میں بہت سوراخ ہو گئے ہیں۔ اور سب سے بڑا سوراخ عاشی ہے۔

ستارہ: کیا نام ہے عاشی...... عاشی کتنا ملتا ہے سکندر۔

سکندر: وہ کسی گرتے انسان کے ساتھ اپنی زندگی بسر نہیں کرے گی میں جانتا ہوں۔

ستارہ: کیا نام ہے 'عاشی! آکاش سے ملتا جلتا اونچا ہی اونچا ستارہ کی طرح بلندیوں سے گرنے والا نہیں۔

سکندر: میں اس کی خاطر اپنے Career کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے میں خود Ambitious تھا۔ لیکن پتہ نہیں چوٹی پر پہنچ کر...... اب میں خود ویسا نہیں رہا۔

ستارہ: میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا سکندر...... یاد ہے میں نے کہا تھا۔ تم خود دولت اور شہرت سے سیر ہو جاؤ گے۔

سکندر: یہ بھی جھوٹ ہے کہ میں ان چیزوں سے سیر ہو گیا ہوں۔ بس...... لمبی کہانی ہے؟

ستارہ۔ دولت اور شہرت سے میں کبھی سیر نہیں ہو سکتا...... پتہ نہیں کیا بات ہے۔

ستارہ: بولتے جاؤ۔ آہستہ آہستہ...... چپ نہ کرو سکندر۔

سکندر: میں آپ سے ایک Request کرنا چاہتا ہوں آپ کو میں طلاق دے دوں گا لیکن ایک شرط پر۔

(دکھ سے)

ستارہ: کتنی آسانی سے تم طلاق کا لفظ استعمال کر لیتے ہو اپنی گفتگو میں۔

سکندر: آپ آئندہ نہیں گائیں گی۔ یہ میری شرط ہے۔

ستارہ: سکندر۔

سکندر: آپ کو افتخار سے شادی کرنے کا موقع ملے گا لیکن میرا Career تباہ کرنے کی آزادی نہیں ہو گی۔ میں جانتا ہوں وہ مجھے ختم کرنے کے لیے آپ کو استعمال کرے گا۔ وہ مجھے دو کوڑی کا کر کے رہے گا۔

ستارہ: وہ ایسا نہیں ہے۔ تم اسے نہیں جانتے۔

سکندر: طلاق چاہیے آپ کو؟

ستارہ: تم مجھے طلاق دینا چاہتے ہو بولو؟ بولو سکندر......

سکندر: میں صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے میری مارکیٹ کم نہ ہو۔ مجھے صرف اس قدر معلوم ہے کہ آپ کی وجہ سے میں تباہ ہو سکتا ہوں۔

ستارہ: یہ بڑی مشکل بات ہے سکندر۔ افتخار مجھے...... دیکھو اگر میں اس کی منکوحہ ہوئی اور اس نے مجھے گانے پر مجبور کیا تو سوچو سکندر (ہاتھ جوڑ کر) تم مجھے واپس لے جاؤ سکندر پھر ساری عمر تالا لگا کر رکھنا مجھے...... کسی کونے میں ڈال دینا میں کبھی نہیں گاؤں گی سکندر۔

سکندر: میں مجبور ہوں ستارہ۔

ستارہ: ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہ تھا۔ تم بھی میری طرح مجبور ہو کسی اور کے ہاتھوں۔

سکندر: تم کو افتخار سے محبت ہے؟

ستارہ: مجھ پر اس کے بہت سارے احسانات ہیں۔

سکندر: اوران کے بدلے میں تم میری Request نہیں مان سکتیں۔

ستارہ: میرا وعدہ ہے سکندر...... تم سے اس سکندر سے جو میری کار کے سامنے آگرا تھا...... جس کا خیال میرے دل میں ہر رات روند کر نکلا کرتا تھا جیسے چیتا پچھلی رات جنگلوں میں نکلتا ہے۔ وعدہ ہے میرا...... تم سے میں اب کبھی نہیں گاؤں گی۔ چاہے مجھے یہ دیس ہی کیوں نہ چھوڑنا پڑے یہ شہر یہ گھر۔

(ستارہ کرسی میں نڈھال گرتی ہے۔ سکندر جاتا ہے چند سیکنڈ بعد۔)

کٹ

(افتخار تیز کار چلا رہا ہے۔)

کٹ

سین23 ان ڈور دن

(ستارہ بیٹھی خط لکھ رہی ہے۔ اس کی اپنی آواز اس خط پر سوپر امپوز کیجئے۔)

ستارہ آواز: افتخار...... میں تم سے شادی نہیں کر سکتی اور لیکن...... تم سے جھوٹ بھی نہیں بول سکتی میں سکندر کی ہوں۔ اور جب تک میں اس کی ہوں میں تمہاری کوئی بات نہ مان سکوں گی۔ اس لیے میں جا رہی ہوں میری تلاش نہ کرنا۔ جب بھی میں آئی میں اپنی مرضی سے آؤنگی۔

(خط بند کرتی ہے۔)

کٹ

سین24 ان ڈور دن

(دھوبن ستارہ کے کمرے میں ہے اوپر سے خانساماں آتا ہے۔)

خانساماں: یہ خط وکیل صاحب دے گئے ہیں اس میں وصیت ہے صاحب کی وکیل صاحب کہتے تھے دھیان سے رکھیں اور صاحب کے ہاتھ دیں۔

جمیلہ: دشمنوں کی وصیت ہو۔ خواہ مخواہ وصیت۔

خانساماں: وکیل صاحب کہ گئے ہیں سنبھال کر رکھنا اور یہ دوسرا خط ستارہ بی بی دیکر گئی ہیں۔ یہ بھی احتیاط سے دینا صاحب کو۔

جمیلہ: اب خط وکتابت شروع ہو گئی۔

(اس وقت فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ جمیلہ اٹھتی ہے۔)

جمیلہ: ہیلو۔ جی ستارہ بی بی کی کوٹھی ہے بی بی آپ فرمائیں جی۔ میں ان ہی کے پاس رہتی ہوں۔

(اس وقت کیمرہ اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے دونوں خطوں پر آتا ہے۔)

کٹ

ان ڈور دن کا وقت

(عاشی کا بیڈروم)

عاشی: دیکھئے فون بند نہ کریں...... بڑی مشکل سے فون ملا ہے جی۔ آپ ستارہ صاحبہ کو بلا دیں پلیز۔ باہر گئی ہیں۔ (کچھ رک کر) دیکھئے ایک بری خبر ہے۔ بری خبر جس وقت وہ واپس آئیں تو...... تو انہیں Inform کر دیں آرام سے۔ کہ وہ فوراً ہسپتال پہنچ جائیں افتخار صاحب کا Accident ہو گیا ہے۔ جی...... جی ان کی حالت اچھی نہیں ہے۔ وہ قریباً ختم ہو چکے ہیں بہت اصرار کر رہے ہیں آپ ستارہ کو بتا دیں...... پلیز جب بھی وہ گھر آئیں آپ کیا لگتی ہیں۔ جی ستارہ بی بی کی......؟

(اب عاشی کی آنکھوں سے جھرنے کی طرح آنسو نکلتے ہیں۔ وہ فون رکھ کر آنکھیں بند کرتی ہے کیمرہ اس کے چہرے پر قیام کرتا ہے۔ اسی چہرے پر ٹیلپ آتے ہیں)

قسط نمبر12

کردار

سکندر
عاشی
ابا
آپا جی
منظور
جمیلہ دھوبن
چوکیدار
خانساماں
مالی
مالی کی لڑکی
ڈانس ماسٹر
ڈائریکٹر
لائیٹ مین
بیرا
اور نواز: خوبصورت دراز قد نوجوان ایکٹر

(جہاں سے عاشی کا فون شروع ہوتا ہے وہاں سے قسط12 شروع کیجئے۔ وہ افتخار کی موت کے متعلق بتاتی ہے اور رونا شروع کر دیتی ہے۔)

کٹ

سین1 ان ڈور دن

(سیڑھیاں...... جمیلہ سیڑھیوں پر بیٹھی ہے اس کے ہاتھ میں دونوں خط موجود ہیں اور اس کی آنکھوں سے جھرنے کی طرح آنسو بہہ رہے ہیں۔)

کٹ

سین2 ان ڈور دن

(افتخار کا کمرہ...... بیرا ہینگر پر افتخار کا سوٹ لے کر داخل ہوتا ہے۔ وہ الماری میں سوٹ ٹانگتا ہے۔ ڈرائی کلینرز کی پرچی وہ ڈریسنگ ٹیبل کی دراز میں رکھتا ہے۔ یہاں اس کی نظر افتخار کی تصویر پر پڑتی ہے۔ وہ تصویر اٹھاتا ہے اور اسے سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے۔)

کٹ

سین3 ان ڈور دن

(ایک متوسط گھرانے کا کمرہ...... یہ گھرانہ پہلے اس سیریز میں نہیں آیا اس میں دو بہنیں ہیں ایک عمر سولہ یا بیس برس ایک چھوٹی عمر دس برس۔ تیسری کزن ہے جو بڑی لڑکی کی ہم عمر

ہے۔ بڑی دونوں لڑکیاں ایک فلمی رسالہ دیکھ رہی ہیں اور چارپائی پر بیٹھی ہیں چھوٹی لڑکی کچھ فاصلے پر بیٹھی ایک کتاب پڑھ رہی ہے۔ پہلے کیمرہ بڑی لڑکیوں کی پشت سے رسالہ دکھاتا ہے۔ اس میں افتخار کی بڑی سی تصویر ہے۔ ساتھ ہی سرخی لگی ہے۔)

"حادثے کا شکار"

آسیہ: شراب پی رکھی ہوگی۔ ایک تو یہ ایکٹر لوگ پیتے بھی بہت ہیں۔

فری: (کزن) ہائے تمہیں نہیں پتہ اس سویٹ آدمی نے تو کبھی شراب کو ہاتھ بھی لگایا تھا۔ دیکھو ذرا لگتا ہے یہ پیتا ہوگا کبھی؟

آسیہ: پھر حادثہ کیسے ہوا ایسے تو نہیں نا حادثے ہو جاتے اینویں؟

فری: کوئی غم ہوگا پریشانی ہوگی۔

آسیہ: اسی میل کی سپیڈ پر کار چلا رہا تھا۔ غم تھا اسے۔ ان لوگوں کو کوئی غم نہیں ہوتا۔ عیش کرتے ہیں عیش۔ کاریں ریس۔ ہائی لائف......

تہمینہ: (چھوٹی لڑکی): باجی میں پڑھ رہی ہوں آپ اپنے فلمی ہیرو کو بعد میں ڈس کس کریں۔

آسیہ: اچھا اچھا۔ کہیں اور جا کر تجھ سے پڑھا نہیں جاتا۔

فری: خدا قسم کتنا ہیڈسم آدمی ہے۔ دیکھ تو کتنا ینگ مر گیا ہے نا؟

آسیہ: ٹھیک ہے۔ مجھے تو زیادہ ستارہ کا افسوس ہے۔

فری: اس کے لیے افسوس کرنے کی کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ چیپ وو من۔

آسیہ: میں سوچتی ہوں...... فری جب اس نے سنا ہوگا افتخار کا حادثہ ہو گیا ہے تو وہ پانی میں ڈوب مری ہوگی۔ دیکھ لینا کسی دن اس کی بھی لاش ملے گی۔

فری: ان عورتوں کو ہماری طرح کے عشق نہیں ہوتے ان کے تین تین چار چار عاشق ہوتے ہیں بیک وقت۔

آمنہ: باجی...... پلیز...... میں پڑھ رہی ہوں۔

آسیہ: تم کہیں اور جاؤ۔

تہمینہ: ادھر دادی اماں مہندی دسمہ لگوا رہی ہیں۔

آسیہ: کتنا رومانٹک انجام ہے دونوں کا۔ ایک حادثے میں مر گیا دوسرا لاپتہ' غائب'

روپوش۔

فری: ستارہ جیسی عورت کتنی دیر روپوش رہے گی وہ اپنی نمائش کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتی۔ آ ٹپکے کی پھر انڈسٹری میں۔ کسی روز۔

آسیہ: ہائے فری میں تو منت مانتی ہوں کہ واپس آ جائے کتنی سویٹ آواز ہے' ہے نا۔ سدا ساتھ کا رہنا ہائے کیسے گاتی ہے۔

فری: سچ بات بھئی ہم تو اس کی آواز سے تھک گئے۔ اچھا ہے اب فریش آوازیں آئیں گی آسیہ یہ ایکٹر گلوکار سب Monopoly بنا لیتے ہیں۔ گھسنے نہیں دیتے کسی کو انڈسٹری میں۔

(اس وقت ایک چالیس پینتالیس برس کا آدمی جو کلرک صورت ہے داخل ہوتا ہے۔)

آدمی: کیا ہو رہا ہے بیٹے۔

تہمینہ: میں پڑھ رہی ہوں ابا جی اور یہ دونوں فلمی رسالے دیکھ رہی ہیں۔

آدمی: یہ بری بات ہے بیٹے تم کو کیا ملتا ہے فلمی رسالوں سے۔ دکھاؤ کون سا رسالہ دیکھ رہی تھیں۔ دکھاؤ۔ دکھاؤ آسیہ۔

آسیہ: (فلمی رسالہ باپ کو دیتی ہے باپ کھولتا ہے) بس ذرا کی ذرا فریش ہونے کے لیے دیکھا تھا ابو جی۔

(باپ رسالہ کھولتا ہے یکدم افتخار کی تصویر آتی ہے کیمرہ پشت سے دوبارہ افتخار کی تصویر دکھاتا ہے۔)

آدمی: ارے یہ کب مرا؟ یہ تو غضب کا ایکٹر تھا بھئی۔ کیا کام کیا تھا اس نے "خون اور ریت" میں۔ کب مرا یہ؟ کیوں آسیہ؟

کٹ

سین 3 ان ڈور دن

(عاشی اور سکندر دونوں قالین پر بیٹھے ہیں۔ عاشی کے ہاتھ میں ایک سکرپٹ ہے جسے وہ یاد

کر رہی ہے۔)

عاشی: (سکرپٹ سکندر کے آگے کر کے) یہ کیا لفظ ہے سکندر۔

سکندر: مراقبہ۔ (قریباً لیٹا ہوا ہے آنکھیں نیم بند ہیں)

عاشی: کیا؟

سکندر: مراقبہ۔

عاشی: کچھ لکھنے والوں کو کتنے مشکل لفظ لکھنے کی عادت ہوتی ہے۔ (اب وہ پریکٹس کرنے کے انداز میں پہلے سلام کرتی ہے سر پر دوپٹہ لیتی ہے اور سکرپٹ سے پڑھ کر ڈائیلاگ بولتی ہے) ابا حضور اس طرح مراقبے میں جانے سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ آپ کو مرحوم امی کی جان کی قسم ہمیں بھی بتائیے کہ آپ کو کیا پریشانی ہے۔ (سکندر سے) مراقبے کے کیا مطلب ہیں سکندر۔

سکندر: گیان دھیان، غور و فکر۔ تمہارے لیے یہ لفظ ایجاد نہیں ہوا۔

عاشی: (بہت لمبا) اچھا۔

سکندر: کیا پڑھ رہی ہو۔

عاشی: حیدر علی کا سکرپٹ۔ تم آج ضرور آنا سیٹ پر۔ سکندر بڑا خوبصورت سیٹ لگا ہے میرا رول بڑا پیارا ہے آنا سکندر......

سکندر: (لمبا) اچھا......

(عاشی سکرپٹ دیکھتی ہے سکندر لمبی آہ بھرتا ہے پھر ایش ٹرے میں سگریٹ بجھاتا ہے۔)

عاشی: چلے گئے مراقبے میں؟

سکندر: ہاں۔

عاشی: تم اسے یاد کر رہے ہو۔

سکندر: جس طرح تم سمجھتی ہو ویسے نہیں۔

عاشی: پھر کیسے؟

(پاس ہی عاشی کا سلیپر پڑا ہے سکندر سلیپر ہاتھ میں اٹھاتا ہے اسے پیار سے تھپکتا ہے اور کہتا ہے۔)

سکندر: مجھے ستارہ پر ترس آ رہا ہے۔ اسے محبت کا شوق تھا جیسے تجھے اور مجھے نام کا، شہرت کا شوق ہے۔ وہ ہر لمحے عشق کے تجربے کے لیے تیار تھی افسوس اسے پار اترنے کو کوئی گھڑا نہ ملا نہ کچا نہ پکا۔

عاشی: (سکرپٹ کا رول بنا کر سکندر کے کندھے پر مارتی ہے) اے اے سکندر۔ تمہیں اس سے محبت تھی، تھی نا......؟

سکندر: مرد کبھی ستارہ جیسی عورت سے محبت نہیں کرتا۔

(اب وہ کھڑے زانوؤں کے گرد اپنے بازو حمائل کر کے سر اپنے گھٹنوں پر رکھتا ہے۔) وہ کانچ کی پتلی سے عشق کرتا ہے جو اس کے ہاتھ میں بکھر جائے۔ یا پھر وہ روئی کی گڑیا سے پیار کرتا ہے جسے وہ دھنک سکے۔ ایسی ٹھوس عورت سے کوئی محبت نہیں کرتا کوشش بہت کرتے ہیں پر...... پتہ نہیں کیوں ایسی عورت کے ہاتھوں میں مرد کو خود ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

عاشی: میں کیا ہوں کانچ کی پتلی کہ روئی کی گڑیا؟

سکندر: تم...... جنگل میں بجنے والی بنسری ہو جو کبھی آم کے پیڑوں میں سے سنائی دیتی ہے۔ کبھی کنوئیں کے پانی میں سے...... سنائی ہمیشہ دیتی ہے نظر کبھی نہیں آتی۔

عاشی: سکندر۔

سکندر: جی عاشی جی۔ (آنکھیں ملتا ہے) پتہ نہیں یہ میری آنکھوں کے آگے جالے کیوں آ جاتے ہیں۔ یکدم سب کچھ دھندلا جاتا ہے۔

عاشی: آج ریکارڈنگ سے واپسی پر آنکھیں ضرور ٹیسٹ کرانا پلیز۔ سکندر پلیز۔

سکندر: آنکھوں کو کچھ نہیں ہے عاشی میرے اندر کا فوکس...... خراب ہو گیا ہے۔ جو منظر پہلے ان فوکس تھے تمام کے تمام آؤٹ آف فوکس ہو گئے ہیں۔

(سکندر کی طرف باز بڑھاتی ہے)

عاشی: پلیز گھڑی کھول دو۔

(سکندر اس کی گھڑی کھولتا ہے لیکن آج وہ جیسے موجود نہیں ہے وہ گھڑی کھولنے میں بہت دیر لگاتا ہے ساتھ ساتھ بولتا ہے۔)

سکندر: جب ستارہ نے دوبارہ گانا شروع کیا تو میں خوفزدہ ہو گیا تھا بلکہ یونہی سب نے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا' انڈسٹری والوں نے' دوستوں نے...... تم نے۔ جیسے کمرے میں اچانک بھڑ آجائے تو آدمی خوفزدہ ہو جاتا ہے خواہ مخواہ۔

عاشی: مجھے آج جلدی جانا ہو گا سکندر۔ بی بی کل بھی بہت ناراض ہوئی تھیں۔ کہتی تھیں یہ تم نے کیا تماشا بنا رکھا ہے۔ بی بی نے تو جوتا اٹھا لیا تھا کل۔

سکندر: بھلا اگر وہ گاتی رہتی گاتی چلی جاتی تو میرا کیا بگاڑ سکتی تھی وہ میل وائس تو نہیں تھی...... میں...... میرے اندر کے چور نے اس کے لیے یہ راہ بھی نہ چھوڑی عاشی۔ بھلا وہ میرے گانے تھوڑی گا سکتی تھی؟

عاشی: اب ان باتوں سے فائدہ سکندر جی؟ ریکارڈنگ پر نہیں جانا؟ لیٹ ہونا ہے؟ باتیں بنوانی ہیں ڈائریکٹر سے۔

سکندر: ہم لوگ چھوڑی ہوئی عورت کے حق میں اتنے ظالم کیوں ہوتے ہیں عاشی؟

عاشی: میں مرد ہوں واہ سکندر جی واہ۔ مجھ سے کیوں پوچھتے ہو۔

سکندر: ہم اس کے پاس کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ میں میری کچھ باقی نہیں چھوڑنا چاہتے۔ وہ تو پہلے ہی ڈھانچے کے علاوہ کچھ نہیں تھی۔ میں...... کم از کم آواز ہی رہنے دیتا اس کے پاس؟ جن کو خدا اتنی بڑی خوبی دیتا ہے تو پھر اور کچھ نہیں دیتا ہے نا؟

عاشی: اتنا اس کا خیال ہے تو اسے تلاش کرونا۔

سکندر: (ہنس کر) تم سمجھتی ہو یہ...... یہ سب کچھ اعتراف محبت اعتراف شکست ہے؟ میں اسے یاد کر رہا ہوں میں اس کی واپسی کا آرزومند ہوں؟

عاشی: اور کیا ہے؟ (اس وقت مسکین کھانس کر کمرے میں آتا ہے اور عاشی کی ساڑھیاں الماری میں ٹانگتا ہے۔)

سکندر: یہ فقط احساس جرم ہے پچھتاوے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ (آنکھیں بند کرتا ہے۔)

She was not my type

عاشی: خدا کے لیے Honey مراقبے میں مت جانا۔ وقت ہو گیا ہے۔ ریکارڈنگ کا۔

پچھتاوے سے گانا ریکارڈ نہیں ہو گا۔ اٹھو۔

کٹ

سین 4 آؤٹ ڈور دن

(باغ)

مالی باڑ کاٹ رہا ہے اس کی بیٹی لان میں بیٹھی پھولوں کا ہار پرو رہی ہے۔ مالی پاس آتا ہے۔)

مالی: یہ اب تو ہار کس کے لیے پروتی رہتی ہے۔

بیٹی: چاچی جمیلہ مجھے آج قبرستان لے جائیں گی وہاں...... وہاں۔

(رونے لگتی ہے مالی بھی کچھ نہیں کہہ سکتا قمیص کے بازو سے آنکھیں پونچھتا ہے اور واپس جا کر باڑھ کاٹنے لگتا ہے۔

سین 5 ان ڈور (غریبانہ دیہاتی کمرہ) رات

(ابا بیمار ہے۔ وہ پلنگ پر لیٹا ہوا ہے۔ تھوڑا سا کھانستا ہے۔ کمرے میں کوئی نہیں۔)

ابا: فیروز...... کون ہے کمرے میں؟ نگینہ؟ (وقفہ کھانس کر) کون آیا ہے۔ بولتے کیوں نہیں عاصم۔ تارا...... تارا بیٹے...... تارا......

(جس وقت باپ تارا کا نام لیتا ہے آپا داخل ہوتی ہے اس کے ہاتھ میں لالٹین ہے اور سر پر بھاری چادر ہے۔ اس وقت آپا کی طبیعت بجھی ہوئی ہے وہ روتی ہوئی آتی ہے سب لڑائی جھگڑا ختم ہو چکا ہے اور آپا اپنے ٹوٹ جانے پر رضامند ہو گئی ہے۔)

آپا: یہاں کوئی تارا نہیں ہے ابا جی۔

(آپا دہلیز میں کھڑی ہے۔ اور باہر آسمان کی طرف دیکھ رہی ہے۔)

ابا: یہ ہم اندھوں کی مجبوری ہے راشدہ۔ جب کوئی نہیں ہوتا تو بھی موجود رہتا ہے۔

ہوا کی طرح سانس کی طرح...... ہم اسے دیکھ کر اس کا قیاس نہیں کرتے ناں۔

آپا: (آسمان کی طرف دیکھ کر) کئی دنوں سے بادل چڑھا ہے اباجی۔ برسے بھی۔ برس بھی چکے۔

ابا: برسے گا برسے گا خوب برسے گا۔ تو دیکھتی جا۔ اتنے پانی کا بوجھ کہاں اٹھائے پھرے گا یہ بادل۔ نہ آدمی آنسوؤں کا بوجھ اٹھا سکے نہ بادل پانی کا......

(اب آپا باپ کے پاس آتی ہے۔ لالٹین باپ کے سرہانے تپائی پر رکھتی ہے۔ پھر باپ کا ماتھا چھوتی ہے۔)

آپا: بخار اترا نہیں۔

ابا: اتر جائے گا تو فکر مت کر۔ ہم جیسوں کو کچھ نہیں ہوتا۔ پکی ہڈی ہے میری۔

(آپا نیچے فرش پر بیٹھ جاتی ہے۔ اس طرح کے اس کا سر باپ کی پٹی تک آتا ہے۔ وہ زمین کو تنکے سے کریدتی رہتی ہے اور باتیں کرتی ہے۔ باپ شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ باقی باتیں بہت مدھم لہجے میں ہوتی ہیں۔)

آپا: مجھے معلوم ہے اب تو مجھے دغا دے گا۔ اب تیری باری ہے۔ مجھے پتہ ہے۔ آخر میں صرف میں رہ جاؤں گی تنکے چننے کے لیے کسی مزار پر حق اللہ حق ہو کہتی ہوئی دیوانی مستانی۔

ابا: میں تیرا ساتھ نہیں چھوڑوں گا راشدہ۔ پگلی کیا میں جانتا نہیں کہ...... کہ...... کہ تو بڑی اکیلی ہے۔ تیرا کوئی نہیں۔ میاں جی جیسا شوہر تو جیسا ہوا ویسا نہ ہوا۔

(آپا چپ چاپ روتی ہے۔)

ابا: رویا نہ کر راشدہ...... جب تو روتی ہے تو دوگنی تکلیف ہوتی ہے۔

راشدہ: کیوں اباجی؟ میں کیوں نہ روؤں؟ کیوں نہ روؤں میں؟

ابا: جب کوئی بہادر آدمی روتا ہے تو...... دوگنی تکلیف ہوتی ہے بیٹے۔ بڑا درخت گرے تو بہت آواز آتی ہے۔

راشدہ: ساری عمر آنسوؤں پر غصے کی چادر بھی تو اوڑھی نہیں جا سکتی میں بھی آخر انسان ہوں۔ تھک گئی ہوں۔ (وقفہ) کچھ لوگ کچھ بدنصیبی کے لیے کیوں بنے ہوتے

ہیں ابا۔ لے دے کے جب بھی بدنصیبی دستک دیتی ہے ان ہی کے دروازے پر۔

ابا: دیکھ راشدہ۔ سب کو کندن بناتا ہے اوپر والا لیکن بھٹی الگ الگ ہے سب کی...... کوئی زیادہ مرتبہ بھٹی میں پگھلتا ہے کوئی ایک بار میں پورا تاؤ کھا جاتا ہے۔

راشدہ: ہاں ابا۔ کچھ ساری عمر بھٹی میں رہتے ہیں اور راکھ کے سوا کچھ نہیں بن سکتے۔

ابا: ہوا کیا ہے تجھے۔ آج تو گرجی نہیں بپھری نہیں۔

(اٹھتے ہوئے۔)

راشدہ: بتاؤں گی ابا تجھے کسی روز...... تیرا جی ٹھیک ہو جائے۔ پھر...... لمبی باتیں ہیں ابا...... کہاں سے شروع کروں؟

(جاتی ہے۔ لیکن دہلیز پر کھڑی ہو کر آسمان کی طرف دیکھتی ہے بادل زور سے گرجتا ہے۔ بجلی کی چمک سارے سیٹ پر پھیل جاتی ہے)

ابا: راشدہ...... راشدہ...... چلی گئی بیٹی...... راشدہ بارش آ گئی ہے شاید...... راشدہ۔ تارا بیٹے تجھ کو آواز نہیں آتی میری؟

(یہاں پر بھرپور بارش کا ایک منظر بڑے تال پر بڑے درخت پر بارش پڑ رہی ہے۔)

کٹ

سین 6 ان ڈور (سٹوڈیو) دن

(اس وقت سکندر بوتھ کے اندر ہیڈ فون لگائے کھڑا ہے۔ سازندے تیار ہیں۔ سکندر کے ہاتھ میں کاغذ ہے۔ اس کے چہرے سے قدرے پریشانی ظاہر ہوتی ہے۔

غزل

خون بادل سے برستے دیکھا
پھول کو شاخ پہ ڈستے دیکھا
کھل گیا جن پہ مسرت کا بھرم

پھر کبھی ان کو نہ ہنستے دیکھا

دل کا گلشن کہ بیابان ہی رہا

ایسا اجڑا کہ نہ بستے دیکھا...... خون بادل سے......

(سکندر پہلے دو شعر گاتا ہے تو کیمرہ اس پر ہے اس کے بعد جب وہ شعر اٹھاتا ہے دل کا گلشن...... تو ہم افتخار کی قبر پر آتے ہیں۔ یہاں اس کے تمام ملازمین ہاتھ اٹھائے کھڑے دعا مانگ رہے ہیں۔ مالی قبر کے پاس بیٹھا قرآن پڑھ رہا ہے۔ اس کی بیٹی ایک ہار کتبے پر لگاتی ہے۔ زور سے بجلی چمکتی ہے سب اوپر دیکھتے ہیں۔ کیمرہ کتبے پر جاتا ہے اس پر لکھا ہے۔

یہاں ہمارا پیارا افتخار سلیم سو رہا ہے۔

اس سے نیچے چھوٹے حروف میں لکھا ہے خانساماں عمر دین مالی رمضانی 'دھوبن جمیلہ' بیرا نذیر' چوکیدار خدا بخش۔)

کٹ

سین 7 آؤٹ ڈور دن

(زور کی بارش کا ایک شاٹ بجلی زور سے چمکتی ہے۔)

(ڈزالو)

سین 8 آؤٹ ڈور (اوپر جانے والی سیڑھیاں) دن

(سیڑھیوں کا کچھ حصہ نظر آتا ہے۔ سکندر آتا ہے۔ اس کے سر پر کپڑوں پر بارش کے کچھ قطرے ہیں۔ سیڑھیوں پر سے خانساماں اتر کر آتا ہے۔ سکندر منہ اور سر رومال سے پونچھتا ہوا آگے آتا ہے۔)

سکندر: کیوں یار Bell خراب ہے کیا؟

خانساماں: سر جی بجلی فیوز ہو گئی ہے اس جھکڑ کی وجہ سے۔ بیٹھیے۔

(صوفے پر بیٹھتا ہے۔)

سکندر: کچھ پتہ چلا؟

خانساماں: کچھ پتہ نہیں چلا سر۔ میرا خیال ہے ان کو پتہ چل گیا تھا افتخار صاحب کی موت کا۔

سکندر: (جیب سے سگریٹ نکال کر جلاتا ہے) چھ سات مہینے میں ہم سب مل کر ایک عورت کو تلاش نہیں کر سکے۔

خانساماں: عجیب حادثہ ہوا سر جی۔ ہم سب تو ابھی تک سمجھ نہیں سکے۔ حادثاتی موت تھی کہ کسی دشمن نے......

سکندر: کوئی بھی سمجھ نہیں سکا۔ دراصل حادثات سمجھنے کے لیے نہیں ہوتے یار۔

خانساماں: میں ابھی آیا سر وہ سوپ اوپر چھوڑ آیا ہوں۔

سکندر: سوپ؟ اب سوپ کس کے لیے؟

خانساماں: ہم تو سر جی...... اسی طرح رہتے ہیں۔ میں روز افتخار صاحب کی پسند کے کھانے پکاتا ہوں۔ پھر انہیں فقیروں میں بانٹ دیتا ہوں۔ ہم نے تو ان کے گھر کو ویسے ہی رکھا ہے سر۔ (آنسو نکلتے ہیں) نذیر اسی طرح بوٹ صاف کرتا ہے۔ سوٹ استری کرتا ہے۔ ہم سب تو سمجھتے ہیں وہ یہیں ہیں۔ مری شوٹنگ کے لیے گئے ہیں۔ آجائیں گے آپی۔ (آنسو پونچھتا ہے اوپر سے جمیلہ آتی ہے) آپا جی اور وہ دونوں...... ہمیں بڑی آس ہے جی ان کے آنے کی۔

جمیلہ: سلام علیکم سرکار۔

خانساماں: ہم سب تو ڈھونڈتے تھک گئے جی ریڈیو سٹیشن چھان مارا۔ ٹیلیویژن پر گئے ہر سٹوڈیو میں تلاش کیا۔ کونسی جگہ نہیں دیکھی ہم نے۔

(لمبی سانس بھر کر۔)

جمیلہ: سرکار ایک خط تھا ستارہ بی بی کا افتخار صاحب کے نام میرے پاس امانت پڑا ہے کبھی کا۔ آپ کو دے دوں۔ سات مہینے سے پڑا ہے میرے پاس۔

سکندر: ستارہ کا خط؟ دکھاؤ۔

جمیلہ: اچھا جی (جاتی ہے)

(چوکیدار آتا ہے۔)

چوکیدار: خدائی......اول تو یہ بادل برستا نہیں دوسرے برسے تو رکتا نہیں سلام صاحب۔

سکندر: سلام۔

(آواز دیکر)

چوکیدار: نذیر......او نذیر صاحب کے بیڈروم کو کھڑکیاں بند کر دیا کہ نہیں۔ قالین برباد ہو جائے گا معاف کرنا صاحب۔ یہ بیرا بہت کم چور ہے۔ ہم خود دیکھ لے ذرا۔

(اوپر جاتا ہے۔)

(سکندر ادھر ادھر دیکھتا ہے سامنے ایش ٹرے اٹھا کر کان سے لگاتا ہے جیسے کچھ سن رہا ہو اوپر سے جمیلہ خط لا کر دیتی ہے۔)

جمیلہ: جی سرکار لیں۔

سکندر: جمیلہ!

جمیلہ: جی سرکار۔

سکندر: جب کسی کے گھر گندے کپڑے لاتی ہو تو کیسے لاتی ہو؟

جملہ: گن کے سرکار۔

سکندر: جب پرانی یادوں کو نیم کے خشک پتوں میں پیک کر کے رکھنے کا وقت آجاتا ہے تو بھی انہیں گننا پڑتا ہے۔ سمجھی ہو میری بات۔

جمیلہ: نہیں جی۔

سکندر: میں تھوڑی دیر یہاں بیٹھ جاؤں۔ ذرا بادل تھم جائے تو چلا جاؤں گا۔

جمیلہ: آپ کا اپنا گھر ہے سرکار۔ (جاتی ہے) جم جم جی صدقے بیٹھیں۔

(سکندر اٹھتا ہے۔ سارے کمرے کا جائزہ لیتا ہے۔ یہاں اس کی اپنی آواز میں یہ شعر دوبارہ لگائیے)

خون بادل سے برستے دیکھا
بھول کو شاخ پہ ڈستے دیکھا

(اٹھتا ہے اور آخری سیڑھی پر بیٹھ کر ستارہ کا خط کھولتا ہے اس پر ستارہ کی آواز سوپر امپوز کیجئے۔)

آواز: افتخار میں تم سے شادی نہیں کر سکتی اور میں تم سے جھوٹ بھی نہیں بول سکتی۔ میں سکندر کی ہوں اور جب تک میں سکندر کی ہوں میں تمہاری کوئی بات نہیں مان سکتی۔ اسی لیے میں جا رہی ہوں میری تلاش نہ کرنا۔

(اپنے آپ سے)

سکندر: میری تلاش نہ کرنا۔ میری تلاش نہ کرنا۔

(زور سے بجلی کڑکتی ہے)

کٹ

سین 9 آؤٹ ڈور دن

(عاشی ایک اور نوجوان جو شکلاً اور عقلاً ہیرو صفت ہو کے ساتھ واپڈا اوڈی ٹیوریم کی بلڈنگ میں سے باہر نکلتے ہیں۔ کیمرہ انہیں باہر آتے دکھاتا ہے۔ دونوں خوش دلی سے باتیں کر رہے ہیں اور غالباً اندر سے کوئی شو دیکھ کر آئے ہیں۔ کیمرہ انہیں اوپر جانے والی سیڑھیاں چڑھتا دکھاتا ہے پھر کیمرہ اوپر ہے اور وہ سیڑھیاں چڑھ کر پارکنگ میں آتے ہیں۔ پھر کیمرہ انہیں Follow کرتا ہے۔ وہ کار میں بیٹھتے ہیں اور جاتے ہیں۔)

ڈزالو

سین 10 ان ڈور دن

(راشدہ آپا کا آنگن۔ اس وقت آپا تخت پوش پر چودھرائین بن کر بیٹھی ہے۔ پورا جلال

آب و تاب اس کے چہرے پر ہے۔ سامنے ایک دیگچہ دال گوشت کا ہے اور پاس نان پڑے ہیں وہ ڈوئی ڈوئی دال نان میں رکھ کر تہہ کرتی جاتی ہے۔ پاس ہی منظور کھڑا ہے۔)

آپا: اچھا تو مجھے زیاہ مشورے نہ دیا کر سمجھا؟

منظور: مجھے کیا ضرورت ہے آپا جی مشوروں کی۔ باپ آپ کا بیمار ہے اللہ واسطے آپ دے دلا رہی ہیں۔ کوئی میرے کھیسے سے گیا ہے مال۔

آپا: اچھا چپ کھڑا رہ ورنہ یہ کفگیر ماروں گی تیرے منہ پر۔

منظور: مارنا آپا جی مارنا۔ پر ہتھ ہولا رکھ کر مارنا۔

آپا: یہ دس نان مسجد میں اور مولوی صاحب سے کہنا ابا جی کے لیے دعا کریں۔

منظور: اچھا آپا جی وہ چوری پتہ لگی کہ نہیں؟

آپا: تجھے چوری سے کیا۔ تو نان گن سیدھی طرح۔

آپا: دس ہزار کا تو زیور ہو گا کھلا۔ کسی بھیدی کا کام ہے۔ آپ پکڑ کر سارے مزارعوں کو تونی لگوا دیتیں ایک بار۔

آپا: تیرے لیے یہ نئی بات ہے۔ یہ دس نان ماسی مہراں کے گھر۔

منظور: (گنتے ہوئے) میری ماں کی مجھ کھول کر لے گئے تھے رسہ گیر۔ ساری عمر ہر سویرے اٹھ کر وہ اپنی مجھ کی بات کرتی تھی یہ تو کل سات مہینے کی بات ہے جی۔ عاصم بھائی بھی غائب ہو گئے یک مشتی۔

آپا: اچھا چپ ہو جاؤ اب۔

منظور: ہاں جی مجھے ہمدردی کی کیا پڑی ہے۔ (وقفہ) آپا جی میاں جی تو دمڑی کا وساہ کرنے والے نہیں اتنے زیور کی فام کیسے کھا گئے۔

آپا: تجھے کیا انہوں نے خام کھائی کہ نہیں کھائی۔ تو اٹھا چھابہ اور جا اور دیکھ دعا کرتے جانا ابا جی کا بخار اتر جائے۔

منظور: اتر جانا ہے بخار نے اتر ہی جانا ہے۔ آپ تو ایسے ہی کملی ہوئی ہیں۔ بخار نے کیا لینا ہے کسی بڈھے آدمی سے۔

(منظور کے جانے کے بعد آپا چپ چاپ اپنے ہاتھ دیکھتی ہے اور آہستہ آہستہ ہاتھ میں

پڑے ہوئے اکلوتے کنگن کو انگلیوں سے پھیرتی ہے کیمرہ اس کے کنگن پر آتا ہے۔)

کٹ

سین 11 ان ڈور دن

(عاشی بال برش کر رہی ہے۔ سکندر دیوار پر سے ستارہ کی قد آدم تصویر اتار رہا ہے۔)

سکندر: بس اس کی تکلیف تھی ناں۔ یہ لو جاتے جاتے اسے بھی نہر میں پھینکتی جانا۔

عاشی: پھر...... ان باتوں سے کیا ہوتا ہے۔ تصویر تمہارے دل سے کیسے اتاروں؟

سکندر: کن باتوں سے ہوتا ہے فرق پھر؟

عاشی: تم اندر ہی اندر اسے یاد کرتے ہو اور کرتے رہتے ہو۔

سکندر: ان الزامات کے پیچھے کیا ہے۔ عاشی سچ سچ کہو۔

عاشی: کچھ نہیں۔ (انگلیاں مروڑتی ہے) دراصل سکندر...... کیا کریں اب۔

(عاشی سکندر سے جا چکی ہے لیکن الزام اپنے سر لینا نہیں چاہتی اور سکندر پر الزام دھر کر کے اپنے آپ کو بچانا چاہتی ہے۔)

سکندر: تمہیں ہوا کیا ہے۔ کچھ عرصے سے تم اکھڑی اکھڑی کیوں ہو۔

عاشی: مجھے لگتا ہے کہ جب سے ستارہ روپوش ہوئی ہے تم اکھڑے اکھڑے ہو۔ تمہیں پچھتاوا گھیرے ہوئے ہے۔

سکندر: عاشی! میں بہت کچھ ہوں۔ کمینہ...... ذلیل...... اوباش...... لیکن میں کسی عورت کے ساتھ کبھی بھی Doble Game نہیں کھیل سکتا...... کیونکہ...... کیونکہ میری ماں کے ساتھ میرا باپ ہمیشہ دوہری چال چلا کرتا تھا...... جو سبق انسان بچپن میں سیکھتا ہے پتھر کی لکیر ہوتے ہیں۔

عاشی: یہ دیکھو ناں ابھی تک مسکین نہیں آئے۔

سکندر: بات پلٹانے کی کوشش نہ کرو عاشی۔ تمہیں ہوا کیا ہے۔ دیکھو...... جب کبھی کوئی

بدلتا ہے تو سب سے پہلے اس کی نظر بدلتی ہے......

عاشی: اپنی آنکھوں کو دیکھو......اس وقت...... جاؤ دیکھو ذرا آئینے میں...... دیکھو وہی آنکھیں ہیں وہی......؟

(سکندر آئینے کے سامنے جاتا ہے اور دیکھنے کے بعد آئینے کی طرف پشت کر کے۔)

سکندر: سنو عاشی جان۔ اس بار گڑبڑ ادھر نہیں...... میری نبض میں ابھی تک عاشی کی دھک دھک ہے۔

(اس وقت مسکین آتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں زیور کا ڈبہ ہے۔)

عاشی: (غصے سے) لے آئے؟ آخر...... نہ ساتھ کمرشل بلڈنگ ہے۔ مسکین صاحب جانا بھی کار پر تھا۔ کوئی پیدل تو نہیں جانا تھا۔

(ڈبہ کھول کر دیکھتی ہے۔)

دو گھنٹے لگا دیئے۔

مسکین: آپ کے ہار کا کنڈا ٹھیک نہیں تھا۔ اس لیے دیر لگی۔

عاشی: ہار...... یہ میرا سیٹ ہے۔ کیا سمجھ کر بھیجا تھا آپ کو مسکین صاحب؟ فرمائیے کیا کہا تھا میں نے۔

(سکندر اب سگریٹ بھر کر سلگاتا ہے اور سوٹے لگاتا ہے۔)

مسکین: جی آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کا سیٹ ہیرے کا ہے اور صرف اس کے کنڈے کی مرمت کرنی ہے۔ آدھے گھنٹے کا کام ہے اور بیس دن ہو گئے ہیں۔

عاشی: پھر یہ میرا سیٹ ہے۔ کرنے کچھ بھیجو کر کچھ لاتے ہیں۔ ایک تو پتہ نہیں آپ کو کب عقل آئے گی۔

سکندر: (ٹوکنے کے انداز میں) عاشی! اے عاشی

عاشی: آپ Interfere نہ کریں۔ باباجی یہ کیا اٹھا لائے ہیں؟

مسکین: اس کا کنڈا ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا تھا جی میں دو گھنٹے دکان پر بیٹھا رہا ہوں۔ اب جوہری صاحب نے یہ سیٹ بھیجا ہے کہ سر دست آپ اس سے کام چلائیں۔

عاشی: میری ساڑھی فیروزی ہے مسکین صاحب اس پر یہ کندن کا سیٹ کیا لگے گا...... چلو

اچھا ہماری تو کوئی آرزو کبھی پوری ہی نہیں ہوئی وقت پر۔ کندن کا سیٹ ہی سہی۔ میچ تو ذرا نہیں کرے گا۔

مسکین: پھر چکر لگا آؤں جی شاید سیٹ آ گیا ہو۔

عاشی: اب آپ چکر ہی لگاتے رہنا خیر سے۔

(ہار پہنتی ہے لیکن پیچھے ہک نہیں لگا پاتی۔)

عاشی: سکندر۔

سکندر: جی عاشی جی۔

(دونوں کا موڈ ٹھیک ہو جاتا ہے)

عاشی: یہ ذرا پلیز......

(سکندر پاس آ کر ہک لگاتا ہے۔)

عاشی: آپ کھڑے کیا دیکھ رہے ہیں' جائیں۔

مسکین: اچھا جی۔ میں سمجھا تھا کہیں واپس نہ کرنا ہو۔

عاشی: نہیں جی...... جائیں آپ پلیز۔ کچھ واپس نہیں کرنا خواہ مخواہ

(مسکین جاتا ہے۔ عاشی کان میں بڑے بڑے جھمکے پہنتی ہے۔ سکندر اس کی مدد کرتا ہے۔)

سکندر: ویسے تم غصے میں بری نہیں لگتیں لیکن مسکین بھائی کے ساتھ ایسے نہ بولا کرو۔ کچھ نہیں تو ان کی عمر کا ہی خیال رکھو۔

عاشی: کیوں؟ کیوں؟...... کیوں۔

سکندر: وہ بیچارے بڑے مجروح ہو جاتے ہیں تمہاری باتوں سے۔ مجھے ترس آتا ہے۔

عاشی: ہوا کریں مجروح رہا کریں مجروح

سکندر: بہت خوبصورت سیٹ ہے۔

عاشی: سچ۔

سکندر: واپس مت کرنا۔ میں Payment کر دوں گا۔

عاشی: تھینک یو۔ Honey تھینک یو۔ Lovely۔

(جلدی سے اٹھتی ہے اور سنگھار میز کے سامنے بیٹھ کر اپنے آپ کو Admire کرتی ہے
پیچھے سکندر کھڑا ہے۔)

سکندر: یہ تم لوگوں کو اپنے آپ کو Admire کر کے کیا مزہ ملتا...... ہے؟ حد ہے۔

عاشی: خدا قسم جب شیشہ گواہی دے ناں تو نشہ سا چڑھ جاتا ہے سر کو...... جی۔

سکندر: کسی کی آنکھ کا اعتبار نہیں ہوتا تمہیں۔

عاشی: ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی...... ہمیشہ نہیں۔

(ڈزالو)

سین 12 ان ڈور رات

(باپ نیم بیہوشی کے عالم میں ہے آپا اسے کندھے کا سہارا دیکر بیٹھی ہیں اور دوائی پلا رہی ہے۔ باپ کی آنکھیں بند ہیں۔ ماتھے پر پسینہ ہے اور سانس بوجھل ہو کر آ رہا ہے۔)

کٹ

سین 13 ان ڈور دن

(ایک ڈائریکٹر صاحب کیمرے وغیرہ سیٹ کروا رہے ہیں۔ کیمرہ مین Lights ٹھیک کرنے میں لگا ہے۔ ایک طرف کرسیوں پر عاشی اور وہی نوجوان ایکٹر بیٹھے ہیں۔ عاشی اپنا میک اپ درست کر رہی ہے۔ نوجوان کے ہاتھ میں سکرپٹ ہے اور وہ دونوں ساتھ ساتھ اپنی لائنز بھی Repeat کر رہے ہیں۔ سامنے راجستھانی سیٹ لگا ہے۔ نوجوان اور عاشی دونوں اس وقت راجستھانی لباس پہنے ہوئے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے میں محو ہیں۔)

نواز: محبت وطن کی ہو کہ عورت کی...... سر بیچ کر ہی کچھ ملے۔

عاشی: وطن کے دیوانے کو کیا پتہ استری کا حسن کیا چاہوے؟

نواز: اور استری کو کیا پتہ کہ وطن کے سر کٹانے والے کے دل میں کیا ہے۔ یہ کیا لفظ ہے عاشی جی۔

(عاشی دیکھتی ہے)

عاشی: تم بھی انگلش میڈیم سکول سے پڑھے ہو۔

نواز: جی ہاں بد قسمتی سے۔

عاشی: ٹھہرو ذرا۔

(سکرپٹ لیکر ڈائریکٹر کے پاس جاتی ہے۔ ڈائریکٹر اسے بتاتا ہے وہ واپس آتی ہے۔)

عاشی: وطن کے جی داروں کے دل میں کیسی مردنگ بجتی ہے۔

نواز: مردنگ!

عاشی: جی مردنگ مردنگ۔

نواز: یہ دمامہ تو سنا تھا مردنگ کے کیا مطلب ہیں؟

عاشی: مجھے کیا پتہ؟ میں نے کبھی دیکھا ہو تو بتاؤں؟ میں نے تو دمامہ بھی نہیں دیکھا۔

نواز: (لمبا کر کے) دمامہ...... دمامہ میں کیا کروشمامہ؟
دمامہ...... دمامہ میں کیا کروشمامہ؟

(عاشی ہنستی ہے۔ اس وقت جب عاشی اور نواز ہنس رہے ہیں دور سے سکندر انہیں دیکھتا ہوا بڑھتا آتا ہے۔)

سکندر: بڑی ہنسی آ رہی ہے کیا بات ہوئی۔

عاشی: دمامہ...... دمامہ...... میں کیا کروں شمامہ؟

(دونوں پھر ہنستے ہیں۔ سکندر حیران ان دونوں کو دیکھتا ہے۔)

سکندر: شاٹ ہو گیا؟

عاشی: ابھی کہاں ابھی تو لائٹیں سیٹ ہو رہی ہیں۔ پھر لنچ بریک ہو جائے گا۔ پھر Top light کا جھگڑا پڑ جائے گا۔

سکندر: تو پھر؟ مجھے تو ڈاکٹر صاحب کے پاس جانا تھا۔

عاشی: توتم چلو سکندر۔ یہ نواز مجھے ڈراپ کردیں گے گھر۔

سکندر: میں پھر appointment لے لوں گا ڈاکٹر صاحب سے۔

عاشی: اب اتنی جلدی appointment بھی کہاں ملتی ہے چلے جاؤ۔ ہر وقت آنکھوں کا Complain کرتے رہتے ہو۔ کیوں نواز صاحب مجھے گھر پہنچادیں گے ناں۔

نواز: اگر آپ چاہیں گی تو؟

سکندر: اچھا عاشی شام کو آجانا۔

عاشی: ضرور ضرور۔ دمامہ 'دمامہ' میں کیا کروں شامہ؟

(عاشی اور نواز پھر ہنسنے لگتے ہیں۔ سکندر دلبرداشتہ سا ہو کر جاتا ہے۔)

کٹ

سین 12 ان ڈور رات

(اوڈیٹوریم میں سٹیج پر اس وقت Graduate award قسم کی Ceremony ہو رہی ہے۔ اس طرح کا سیٹ سٹوڈیو میں بھی لگ سکتا ہے۔ ڈائس تین چار کرسیوں پر معزز مہمان بیٹھے ہیں۔ مائیکروفون پر ایک دلفریب اناؤنسر آتی ہے۔)

اناؤنسر: اس سال کی بہترین فلم "کواڑ" ہے...... غوری صاحب تعارف کے محتاج نہیں۔ یہ ملک کے مایہ ناز ڈائریکٹر ہیں۔ اور کئی سال حتیٰ کہ بیرونی ممالک میں بھی اپنے فن کا لوہا منوا چکے ہیں...... غوری صاحب۔

(تالیاں)

(اب ڈائریکٹر غوری کو آتا ہوا دکھاتے ہیں۔ ادھر سے مہمان خصوصی اٹھ کر ڈائریکٹر غوری کو ایوارڈ دیتا ہے اور ہاتھ ملتا ہے۔ ڈائریکٹر غوری سٹیج پر ایک طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔)

اناؤنسر: اس فلم میں میڈم عاشی نے بہترین ایکٹرس کا ایوارڈ حاصل کیا ہے۔ عاشی گو فلموں میں زیادہ عرصے سے نہیں ہیں۔ لیکن ان کی تمام فلمیں Hit ہوئی ہیں اور اس

وقت یہ پاکستان کی مصروف ترین ایکٹرس ہیں۔ ان کا نام باکس آفس کی ضمانت ہے عاشی......

(ان جملوں کے دوران عاشی آتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ بینڈ Bang بجاتا ہے۔ تالیاں ابھرتی ہیں۔ عاشی ناظرین کی جانب ہاتھ ہلا کر ایوارڈ لیتی ہے۔)

اناؤنسر: "کواڑ" فلم میں بہترین ہیرو کا Award افتخار سلیم کو ملا ہے۔ افسوس آج وہ ہم میں موجود نہیں۔ لیکن ان کا فن ہمیشہ زندہ رہے گا۔ یہ ایوارڈ ان کے ایک بزرگ Reecive کریں گے۔

اسوقت مالی آگے آتا ہے وہ بہت معزز بنا ہوا ہے۔ آگے آتا ہے ایوارڈ ملتا ہے پھر جیب سے رومال نکال کر آنسو پونچھتا ہے اور غوری اور عاشی کے پاس جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ موسیقی بجتی رہتی ہے۔

اناؤنسر: اور اب میں ملک کے معروف ترین مشہور ترین گلوکار کو اپنا ایوارڈ لینے کے لیے دعوت دیتی ہوں...... گل رخ سکندر...... بہترین گلوکار کا Award۔

(اب گل رخ سکندر سفید شلوار قمیص میں آتا ہے وہ کچھ بجھا بجھا سا ہے۔ ایوارڈ لیتا ہے اور پیچھے مالی کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اناؤنسر کہتی ہے۔)

اناؤنسر: اور اب آپ سب وہ غزل سنیں گے جس پر انہیں اس سال کا Award دیا گیا ہے۔ گل رخ سکندر صاحب۔

سکندر آتا ہے۔ اناؤنسر کو اپنا Award پکڑاتا ہے۔ موسیقی اٹھتی ہے۔ سکندر گاتا ہے لیکن اس کا انداز بجھا ہوا ہے۔

غزل:

کسی کا سایہ سا دیوار پر نظر آیا
کسی بھی سمت نہ کوئی مگر نظر آیا

(یہاں ستارہ کا وہ ٹکڑا لگائیے جب پہلے یا دوسرے سکرپٹ میں وہ سکندر کو گاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی ایسے ہی ایک منظر تھا۔)

وہ جس کو آپ کے ہمراہ بیشتر دیکھا
بہت اداس سر رہگذر نظر آیا

اس وقت سکندر عاشی کی طرف دیکھتا ہے وہ مسکرا کر سکندر کی طرف دیکھتی ہے۔ کیمرہ عاشی سے ہو کر اس Award پر جاتا ہے جو مالی کے ہاتھ میں ہے۔

ذرا سی دیر تو ٹھہرے تھے تیرے کوچے میں
چلے تو پھر نہ کوئی ہمسفر نظر آیا

اس انترے کے دوران سکندر پر کیمرہ رہتا ہے اور اس کے چہرے پر اداسی ہے۔ کچھ تکان ہے۔ کچھ مجبوری ہے۔ جیسے سب کچھ دیکھ چکنے کے بعد اپنی زندگی کے بے مصرف ہونے کا یقین آ گیا ہو۔)

(ڈزالو)

سین 14 ان ڈور رات

(مالی آکر افتخار کی تصویر کے ساتھ اس کا ایوارڈ رکھتا ہے مسکراتا ہے۔)

مالی: مبارک ہو مائی باپ...... (پھر تصویر کو صاف کرتا ہے آہستہ سے پھر کہتا ہے) مبارک ہو مائی باپ۔

(ڈزالو)

سین 15 ان ڈور شام

(آنکھوں کے ڈاکٹر کا کلینک)

ڈاکٹر: (چارٹ کی طرف اشارہ کر کے) پڑھیے۔
(سکندر اوپر کے موٹے حروف پڑھتا ہے)
اب نیچے کے حروف پڑھیں۔

(سکندر دو تین حرف پڑھنے کے بعد رک جاتا ہے۔)

ڈاکٹر: کیا ایج Age ہے آپ کی سکندر صاحب۔

سکندر: Thirty three۔

ڈاکٹر: یہ زیادہ عمر تو نہیں ہے لیکن کئی بار عینک جلدی بھی لگ جاتی ہے۔ Never mind

سکندر: (کچھ سوچتے ہوئے) ڈاکٹر صاحب یہ Eye sight کا مسئلہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر: جی جی کہیے...... ارشاد؟

سکندر: کبھی کبھی مجھے لگتا ہے جیسے میں جلد ہی اندھا ہو جاؤں گا میری آنکھوں کے اندر کبھی کبھی چند سیکنڈ کے لیے Complete blackout ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر: آپ ایسے شبے نہ پالیں سکندر صاحب۔ یہ Over work کا نتیجہ ہے۔ کچھ Rest کریں کچھ تھوڑی دیر کے لیے Change کے لیے کہیں چلے جائیں۔

سکندر: کبھی کبھی ڈاکٹر صاحب مجھے یہاں سر کے پیچھے ہلکی سی درد بھی ہونے لگتی ہے۔
It will go on for hours

ڈاکٹر: کتنے سگریٹ پیتے ہیں آپ دن میں۔

سکندر: (ہنس کر) بہت ڈاکٹر صاحب بے شمار......

ڈاکٹر: اب اتنے پیا کریں جنہیں شمار کر سکیں۔
It mihgt be all due to this somking

سکندر: کبھی کبھی۔ (انگلی ہلا کر) ایک کی دو دو چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ میں عینک ضرور لگوا لوں گا ڈاکٹر صاحب لیکن میرا خیال ہے یہ...... یہ It is something else

ڈاکٹر: اچھی خوراک کھائیں۔ ورزش کریں اور worry منع ہے۔ یہ کچھ آپ کی Vitalility کے لیے وٹامنز وغیرہ لکھ رہا ہوں۔
(نسخہ لکھتا ہے)

سکندر: فکر ہمارے پروفیشن کی جان ہے۔ جیسے کرکٹ کے کھلاڑی سفید وردی پہنتے ہیں۔ ٹرین چلانے والے گارڈ کے پاس سیٹی ہوتی ہے۔ باکسر کے ہاتھوں پر Gloves ہوتے ہیں۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب ہم لوگوں کے پاس ایک پاکٹ سائز worry

ہوتی ہے۔ اس ٹرانسسٹر کو ہم لوگ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ یہ ہر وقت بجتا رہتا ہے۔ دوسروں کو سنائی نہیں دیتا لیکن اس کی Monotones ہمیں پاگل کر دیتی ہیں۔ (یکدم اپنی گھڑی کان سے لگا کر سنتا ہے پھر اسے ڈاکٹر کے کان سے لگتا ہے) ذرا سنیں ڈاکٹر صاحب آپ کو آواز آتی ہے ناں سنیں پلیز۔ پریشانی کی آواز Frustration کی صدا؟ سنائی دیتی ہے ناں۔

(ڈاکٹر آواز سننے کی کوشش کرتا ہے)

(فیڈ آؤٹ)

سین 14 ان ڈور دن

(عاشی چوڑی دار پاجامہ اور پشواز پہنے امراؤ جان ادا جیسی بنی ہوئی ناچ کی ریہرسل کر رہی ہے۔ ڈانس ماسٹر اسے توڑے سکھا رہے ہیں۔ ناچ کے تھوڑے عرصے بعد نواز آتا ہے اور سکندر کی طرح بیٹھتا ہے۔ ناچ کرنے بعد عاشی اس کے پاس جا کر بیٹھتی ہے۔)

عاشی: بس ماسٹر جی کافی ہو گیا۔

ماسٹر: تھوڑا اور دیکھ لیں۔ کتھک ہے شاید پاؤں اکھڑ جائے تھوڑا اور۔

عاشی: میری تو سانس اکھڑ گئی ماسٹر جی شکریہ۔ اب میں اور پریکٹس نہیں کر سکتی۔

(ماسٹر کی طرف سے نواز کی طرف آتی ہے نواز سکندر کی طرح بیٹھا ہوا سگریٹ پی رہا ہے۔)

نواز: آپ بہت اچھا ناچتی ہیں۔

عاشی: اور آپ بہت اچھا ایکٹ کرتے ہیں۔

نواز: آپ سے الفاظ پوچھ پوچھ کر مرونگ قسم کے۔

عاشی: ڈلیوری تو اچھی ہوتی ہے سب سے الفاظ پوچھنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کام تو آپ کا سب سے بہتر ہوتا ہے۔

نواز: کبھی میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کسی فلم میں آپ کے ساتھ ہیرو کا رول کروں گا۔ آپ جیسی خوبصورت ہیروئن کے ساتھ۔

عاشی: اچھا نواز اب چپ ہو جاؤ۔ مجھے تعریف بہت اچھی لگتی ہے لیکن......

نواز: اسی لیے تو کر رہا ہوں۔

عاشی: سیٹ پر نہ چلیں۔

نواز: اتنی جلدی کیا۔ وہاں تو ابھی لائٹیں فٹ کی جا رہی ہیں۔ آپ کے لیے چائے منگواؤں۔

عاشی: میں چائے نہیں پیتی۔

نواز: کیوں؟

عاشی: بس فکر کا خیال رکھنا پڑتا ہے ناں۔ چائے پینے لگو تو دن میں بیس بیس پیالی چائے پی لیتا ہے آدمی۔ کتنی چینی چلی جاتی ہے اندر۔

نواز: آپ بہت زیادہ Figure consious ہیں۔

عاشی: کافی ہوں۔ پروفیشن جو ایسا ہے۔ ذرا دو انچ جس کی کمر مجھ سے کم ہو گی وہ مجھے مات دے جائے گی۔

نواز: آپ کو کون مات دے سکتا ہے۔

عاشی: یہاں آ جاتے ہیں ناں لوگ مات دینے کے لیے کہیں نہ کہیں سے۔ بڑی ناقابل اعتبار زندگی ہے ذرا یہ گھنگھرو کھول دیجئے نواز۔ پتہ نہیں ماسٹر جی نے کیسے بکل لگوائے ہیں۔ مجھ سے تو کبھی کھلتے ہی نہیں۔

(نواز عاشی کے پاؤں کے گھنگھرو کھولتا ہے اس وقت سکندر آتا ہے دونوں کو دیکھتا ہے پھر رکتا ہے چند ثانیے سوچتا ہے پھر آگے بڑھتا ہے۔)

سکندر: میں کھول دوں عاشی۔

عاشی: (مسکرا کر) نہیں نواز صاحب Help کر رہے ہیں۔ بیچارے بڑے سویٹ ہیں آؤ بیٹھو۔

(نواز کچھ شرمندہ ہوتا ہے اور اٹھنے لگتا ہے)

نواز: میں سیٹ پر چلتا ہوں عاشی صاحبہ! آپ وہیں آجانا۔ لائنز Repeat کرلیں گے۔

سکندر: (اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھاتا ہے) بری بات نواز صاحب کسی کا دل توڑ کر جانا اچھی بات نہیں ہے۔ بیٹھئے۔ بیٹھئے جناب والا۔

نواز: جی...... میں سمجھا نہیں۔

سکندر: سب سمجھ جائیں گے رفتہ رفتہ۔ یہاں سب کاٹھے طوطے پڑھ جاتے ہیں۔ سارے سبق۔ بیٹھئے۔ پڑھانے کی نوبت نہیں آتی۔

عاشی: سکندر...... کیا مطلب ہے تمہارا۔

سکندر: کوئی مطلب نہیں خاص۔ بیٹھئے آپ نواز صاحب مجھے ایک کام یاد آگیا ہے۔ یہاں سے لائبریری جاؤں گا۔

عاشی: لائبریری میں کیا کام ہے؟

سکندر: وہاں کچھ قانون کی کتابیں ہیں۔ ان کو دیکھوں گا کئی سال ہوئے میں نے ان کی شکل ہی نہیں دیکھی۔ اچھا خاصہ وکیل ہو سکتا تھا میں۔

نواز: میں چلتا ہوں سکندر صاحب۔

سکندر: ناں ناں نواز صاحب۔ نئی کرنسی کبھی نہیں جاتی۔ ہمیشہ پچھلے نوٹ ختم ہو جاتے ہیں۔ آپ بیٹھیں۔ بیٹھیں آپ۔ ہم جا رہے ہیں۔ ہم گل رخ سکندر...... آپ بیٹھئے نواز صاحب۔

(سکندر جاتا ہے۔ چند لمحے نواز اور عاشی اس کو دیکھتے ہیں دم بخود ہو کر۔ پھر یکدم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور کھکھلا کر ہنستے ہیں ہنستے چلے جاتے ہیں)

نواز: دمامہ...... دمامہ...... میں کیا کروں شمامہ۔

عاشی: دمامہ...... دمامہ...... میں کیا کروں شمامہ۔

(پھر دونوں ہاتھ ملا کر زور زور سے ہنستے ہیں۔)

فیڈ آؤٹ

سین 15 ان ڈور رات

(باپ پلنگ پر بیٹھا ہے لیکن دیوار سے پشت لگا رکھی ہے۔ اس کا سانس ٹھیک نہیں آرہا اور چہرہ پسینے سے بھیگا نظر آتا ہے۔ آپا جی سوٹ کیس اٹھا کر آتی ہے وہ یہ سوٹ کیس دروازے کے قریب ہی رکھ دیتی ہے۔

آپا: کیا بات ہے ابا جی۔ اٹھ کر کیوں بیٹھے ہیں۔

ابا: لیٹتا ہوں تو سانس نہیں آتا راشدہ بیٹے۔

آپا: تکیہ لگا دوں پیچھے۔

ابا: میرے ہاتھ میں کیا تھا ابھی۔

آپا: کچھ نہیں ابا جی۔

ابا: اچھا...... کچھ نہ ہوگا لیکن مجھے لگتا تھا جیسے...... تو بھی کسی سفر پر جا رہی ہے۔ لمبے سفر پر۔

(اب آپا باپ کی چارپائی پر پائنتی کی طرف دونوں ٹانگیں اوپر رکھ کر بیٹھتی ہے اور کھڑے زانوؤں پر اپنا سر رکھتی ہے۔ اس کے بازوؤں نے گھٹنوں کے گرد دائرہ بنا رکھا ہے۔ خاموشی کا وقفہ جس میں باہر دور کہیں کتے کے بھونکنے کی آواز آتی ہے۔)

ابا: کیا وقت ہوا ہے راشدہ؟

آپا: رات کہیے ابا جی...... رات کا پچھلا پہر۔

ابا: اور...... اور تو کیا کر رہی ہے۔ یہاں...... جا آرام سے سو رہ۔

آپا: اچھا جی...... سونا ہی ہے اب۔

ابا: میری بھی کیا قسمت ہے میں دیکھ نہیں سکتا اپنے بچوں کے چہرے ورنہ مجھے یوں پوچھنا نہ پڑتا سب کچھ۔ کیا ہوا ہے میری شیرنی کو گھر کی تھانیدارنی کو۔

آپا: کوئی فائدہ نہیں پوچھنے کا ابا جی۔ ہم سب بے گھر لوگ ہیں۔ نہ ہمارا کوئی رشتہ دار ہے نہ دوست ہے...... نہ اپنا نہ پرایا۔

ابا: دن بدن تجھے ہوتا کیا جا رہا ہے راشدہ! تو تو۔ بیٹے تو تو سارے گھر کو ستون کی طرح

سنبھالے کھڑی تھی......

آپا: (ہنس کر) برادے کا ستون تھا ابا اوپر سے سنگ مرمر کا لیپ تھا ایسے ہی رعب ڈالنے کے لیے۔

ابا: (اوپر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے) میں شکایت نہیں کرتا میرے مولا میں تجھ سے کچھ مانگتا بھی نہیں پر یہ بتا اب کس کی باری ہے۔

آپا: میری ابا جی...... ابھی کچھ دن پہلے میں سمجھتی تھی تیری باری ہے۔ اب سمجھ آگئی...... آج اچانک شام کو۔

ابا: ہوا کیا ہے راشدہ۔

آپا: پچھلا پہر ہے اندھیرا ہے۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو گی تو تھوڑی دور چل سکے گا ابا۔ میرے ساتھ۔

ابا: کہاں جانا ہے راشدہ اس وقت۔

آپا: کہیں ستارہ کو تلاش کریں گے ابا...... اگر اس نے زیوروں کا پیسہ ادا کر دیا تو واپس آجائیں گے ورنہ وہ بڑا شہر ہے ابا۔ کسی کے مرکھپ جانے کی کانوں کان خبر نہیں ہوتی کسی کو......

ابا: زیوروں کا پیسہ؟ کسے دینا ہے۔

آپا: میرے شوہر کو میاں جی کو۔ سات آٹھ مہینے سے وہ ہر روز مانگتے ہیں۔ انہوں نے سات ہزار میں بنوایا تھا ابا۔ وہ سات ہزار برباد تو نہیں کر سکتے ناں کسی کی خاطر۔

ابا: لیکن زیور تجھ کو بنا کر دیا تھا زیور تو تیرا تھا راشدہ۔

آپا: تو بتا ابا میں کتنی بار اجڑی ہوں پچھلی بار ٹیوب ویل لگوانا تھا تو کیسے تین سال لاہور پڑی رہی ستارہ کے گھر...... اگر وہ مجھے بیس ہزار نہ دیتی تو میں لوٹ سکتی تھی اس گھر...... میں۔

ابا: تو مجھے اس کے پاس لے چل راشدہ میں اس سے بات کروں گا میاں جی سے۔

آپا: جانے دے ابا۔ ہم لوگوں کی باتیں کاغذ کا پتنگ ہیں۔ ذرا تیز ہوا برداشت نہیں کر سکتیں۔

ابا: وہ انصاف کرے۔ انصاف کرے بیٹا۔ تیرا میاں جی......

آپا: ابا...... جب کسی کے دل میں تمہارے لیے جگہ نہ رہے تو پھر وہ انصاف نہیں کر سکتا۔

ابا: تو مجھے اس کے پاس ایک بار لے کر تو چل راشدہ۔ (اٹھتا ہے) میں آخر تیرا باپ ہوں۔

آپا: وہ ٹیوب ویل پر گئے ہیں شام سے ابا لڑ جھگڑ کر۔ میاں جی گھر پر ہوتے ہی کب ہیں کہ تو ان سے بات کرے گا؟

ابا: تو اچھا میں صبح بات کروں گا اس سے۔

آپا: ہاتھ جوڑ جوڑ کر انہیں پرچہ کٹانے سے روکا ہے ابا...... ذرا تو نے زور دیا تو وہ عاصم کے خلاف تھانے میں رپٹ لکھوا دیں گے پھر؟

ابا: میں بے وقوف ہوں۔ میں نہیں جانتا وہ داماد ہے کوئی داماد سے اونچا بولا ہے کبھی۔

آپا: چل ابا چل۔ صبح مجھے طلاق مل جائے گی پھر تو خوش رہے گا۔ طلاقن بن کر جو گھر سے نکلوں گی تو...... پہلے کیوں نہ چلی جاؤں کسی کو بتا تو سکوں گی کہ...... کہ میاں جی میرے شوہر ہیں۔ شیخوپورے میں ہمارا ٹیوب ویل ہے بارہ مربعے زمین ہے۔ میرے اور معاشرے کے درمیان کوئی تو ڈھال رہنے دے ابا۔ کوئی ایڈریس تو چاہیے انسان کو۔

ابا: میں تجھے چوروں کی طرح نہیں لے جاؤں گا تیرے گھر سے۔

آپا: چل ابا چل۔ شاید لاہور میں ستارہ مل جائے۔ شاید وہ زیوروں کا پیسہ ادا کر دے۔ وہ پہلے کئی بار مدد کر چکی ہے ابا۔ تو چل تو سہی۔

ابا: تارا کے پاس۔ تارا کے پاس چلیں۔

آپا: جی ابا تارا کے پاس۔

ابا: وہ۔ ہم اسے کیا تلاش کریں گے راشدہ اتنے بڑے شہر میں۔

آپا: تو چل تو سہی پھر وہ ٹیوب ویل سے واپس آجائیں گے ابا۔ کیا فائدہ ان کو بھی صبح سویرے منہ دکھانے کا۔ خواہ مخواہ ان کا سارا دن خراب گزرے گا۔ چل آ چلیں۔

(دونوں جاتے ہیں۔)

(فیڈ آؤٹ)

سین 15 ان ڈور شام

(عاشی کا بیڈ روم)

عاشی: چھوڑو ان باتوں کو سکندر۔

سکندر: تم۔ تم چاہتی ہو کہ میں سب کچھ دیکھوں اور خاموش رہوں؟

عاشی: بتاؤ کیا دیکھا ہے تم نے؟

سکندر: تم......اس نوجوان کے ساتھ بہت Free ہو نواز کے ساتھ۔

عاشی: میں ایکٹرس ہوں۔ میرے پاس اس وقت بارہ فلمیں ہیں۔ میں دن میں کئی مرتبہ محبت کے مکالمے بولتی ہوں۔ کئی چہرے دن میں مجھ سے محبت کے ڈائیلاگ بولتے ہیں۔ اگر تم کو مجھ سے ذرا سی ہمدردی بھی ہوتی تو تم میرے پروفیشن کی وجہ سے مجھ پر ایسے الزامات نہ لگاتے۔

سکندر: تم میری خاطر یہ لائن ترک نہیں کر سکتیں۔ چھوڑ نہیں سکتیں اس پروفیشن کو۔

عاشی: تم نے ہر ایک کو ستارہ سمجھ رکھا ہے۔ ہر ایک کو اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتے ہو۔ تم ڈکٹیٹر ہو کہ ہر ایک تمہاری آرزو کا تابع ہو تمہاری مرضی کے مطابق زندگی بسر کرے۔

سکندر: میں وکالت کروں گا عاشی......ہم دونوں یہ پروفیشن چھوڑ دیں گے۔ میں بھی تم بھی......ہم کسی چھوٹے سے شہر میں کسی چھوٹے سے گھر میں رہیں گے میں دیوانی کیس لڑوں گا چھوٹے چھوٹے رقبوں کے کیس چلو عاشی۔

عاشی: تم کو مبارک ہو چھوٹا شہر چھوٹا گھر...... چھوٹے چھوٹے مقدمے۔

سکندر: تم......تم تو......تم تو کہا کرتی ہو کہ تم...... تم نے تو مجھے لاکھوں مرتبہ کہا ہے کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے۔

عاشی: ہے......لیکن اپنے سے کم......میں سب سے پہلے اپنے مستقبل کا تحفظ کروں گی سکندر۔ میرے تعاقب میں بڑھاپا ہے۔

سکندر: تمہارا بھی کوئی قصور نہیں عاشی۔ تمہارا بھی کوئی قصور نہیں۔ یہاں اتنے رنگے

برنگے ناگ ہیں۔ کوبرے 'کوڑیالے' اڑتے سانپ۔ ہر رنگ ہر سائز کا سانپ ہے۔ پر کاٹے کا کوئی منتر نہیں۔ ہر ناگ کو سدھانے والی بین نہیں۔ تمہارا کوئی قصور نہیں عاشی! یہ جگہ ہی ایسی ہے یہاں پر چڑھی پتنگ کا بو کاٹا ہو جاتا ہے۔

عاشی: تم کو میری لائف کے ساتھ میری طبیعت کے ساتھ میرے پروفیشن کے ساتھ سمجھوتہ کرنا ہو گا سکندر ورنہ ہم ایک قدم آگے نہیں چل سکتے۔

سکندر: یہاں محبت کرنے کے اتنے مواقع ملتے ہیں کہ کبھی کبھی خود پتہ نہیں چلتا کہ ہم محبت کر رہے ہیں کہ کوئی بھولا بسرا اسکرپٹ دوہرا رہے ہیں۔ اگر سٹیشن پر پہنچ جاؤ عاشی تو وہاں سے کسی اور سٹیشن پر جانے کی ٹکٹ تو مل ہی جاتی ہے۔

عاشی: تم کو آج اس وقت اس لمحے فیصلہ کرنا پڑے گا سکندر اگر تم نے وہ سین دوبارہ دوہرایا جو صبح ہو چکا ہے تو میں تمہاری زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکل جاؤں گی۔

سکندر: تم کو بھی آج ایک اہم فیصلہ کرنا ہو گا عاشی۔ میں بھی اس عاشی سے دوبارہ ملنا نہیں چاہتا جو صبح مجھے ملی تھی۔

عاشی: تم میری آزادی کی ویسے ہی عزت کرو گے جیسے میں تمہاری آزادی کی کرتی ہوں۔

سکندر: میں اپنی بیوی کو اتنی آزادی نہیں دے سکتا۔

عاشی: ہماری شادی Secret ہے انڈسٹری میں اس کا کسی کو علم نہیں تم اتنی اونچی آواز میں شادی کا لفظ استعمال نہیں کرو گے کہ میری مارکیٹ خراب ہو جائے۔ یہ تمہارا سنہری جال ہے؟......(ہنستی ہے)؟

سکندر: جب تم میرے ساتھ کراچی گئی تھیں تب تو......

عاشی: وہ اور وقت تھا سکندر۔ اس وقت اگر تم مجھے فلم لائن چھوڑنے کو کہتے تو میں یہ بھی کر گزرتی...... لیکن پل کے نیچے ہمیشہ پانی کھڑا نہیں رہتا۔

سکندر: ٹھیک ہے عاشی یا آدمی ظالم بن کر زندہ رہ سکتا ہے یا مظلوم بن کر' بہتر یہی ہوتا ہے کہ آدمی مظلوم بننے سے پہلے ظالم بن جائے؟

عاشی: تم یہ چاہتے ہو کہ میں...... میں تم پر اعتماد کر کے فلم لائن چھوڑ دوں۔ چلی جاؤں

کسی چھوٹے شہر میں وہاں...... بھینسیں پالوں صبح سویرے اٹھ کر' دودھ بلویا کروں۔ دن بھر کھاٹ پر پڑی تمہارا انتظار کروں۔ ادھی درجن بچوں کو پالوں...... اور پھر جب تپڑ رل جائے تو تم مجھ سے منہ پھیر لو...... میں واپس جوتیاں چٹخاتی فلم لائن میں بوڑھی عورت کا رول تلاش کروں تین تین سطروں کے؟ یہ چاہتے ہو تم؟

سکندر: ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

عاشی: ہمیشہ ایسے ہی ہوتا ہے ہمیشہ ایسے ہی ہوتا ہے سکندر۔

سکندر: عاشی! میں اندر بکھر رہا ہوں تم میرا اعتماد بحال کر سکتی ہوں۔ ہم اپنی شادی Announce کر سکتے ہیں۔ خدا کے لیے۔

(اس وقت مسکین اندر آتا ہے اس کے ہاتھوں میں جوتیوں کے ڈبے ہیں۔)

مسکین: یہ جی آپ کی جوتیاں لایا ہوں مال روڈ سے۔

عاشی: رکھو انہیں۔

(مسکین رکھتا ہے۔)

مسکین: میں جاؤں جی۔

عاشی: ٹھہرو غور سے دیکھو انہیں مسکین صاحب کو...... ان کی دو بلڈنگیں تھیں شاہ عالمی میں...... انہوں نے وہ بیچ کر فلم بنائی۔ ان کی فلم تو کامیاب نہیں ہوئی لیکن میں چوٹی کی اداکارہ ہو گئی اس وقت ان کی پوزیشن دیکھتے ہو سکندر؟ اب آپ جا سکتے ہیں۔

مسکین: ڈرائی کلینز کے چلا جاؤں جی۔

عاشی: شام کو چلے جانا مسکین صاحب۔

(مسکین جاتا ہے۔)

سکندر: پھر عاشی۔

عاشی: مسکین سے سات سال ہوئے میں نے چھٹکارا حاصل کر لیا۔ یہ ابھی تک جوتیوں میں بیٹھے ہیں سکندر۔ ایک جھلک کی خاطر......

سکندر: عاشی۔

عاشی: میں تب بہت چھوٹی تھی۔ مجھے فلم لائن میں اخل ہونے کے لیے ایک سیڑھی درکار تھی۔ میں نے مسکین صاحب سے رابطہ قائم کیا اس لیے نہیں کہ مجھے ان سے محبت تھی اس لیے بھی نہیں کہ مجھے شادی کی ضرورت تھی صرف اس لیے کہ مسکین صاحب مجھ سے محبت کرتے اور میری Ambition پوری کر سکتے تھے اپنے آپ کو برباد کر کے۔

سکندر: تم انہیں آزاد نہیں کر سکتیں عاشی۔ بتاؤ؟

عاشی: میں مسکین صاحب کو چھوڑ نہیں سکتی۔

سکندر: لیکن آخر کیوں۔

عاشی: میں تمہاری طرح نہیں ہوں ان کے مجھ پر بہت احسانات ہیں۔ میں...... ان احسانات کا بدلہ ایسے نہیں دے سکتی۔

سکندر: اور...... اور جو کچھ تم کرتی ہو وہ ان کے احسانات کا بدلہ ہے۔

عاشی: مسکین صاحب کو مجھ سے محبت ہے وہ میری ہر کمزوری سے بھی محبت کرتے ہیں۔ وہ...... میری آزادی میری لائف میرے پروفیشن میری بے راہ روی سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ میری دوری برداشت نہیں کر سکتے۔

سکندر: (صوفے میں دھنس کر) ستارہ۔

عاشی: وہ جب تک زندہ ہیں سکندر وہ میرے قرب کی خاطر ہر ذلت برداشت کریں گے۔ مجھے ان کے احسانات کا پاس ہے۔ میں تمہاری نہیں ہوں سکندر...... احسان فراموش...... میں اپنے سوائے کسی کی نہیں ہو سکتی۔

(سکندر اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپاتا ہے عاشی جا کر جوتوں کے ڈبے کھولتی ہے اور جوتے دیکھتی ہے۔)

کٹ

قسط نمبر13

کردار

ستارہ
سکندر
اباجی
راشدہ آپا
عاشی
ڈاکٹر
ماسٹر لطیف
فوزیہ
پروڈیوسر
خانساماں
مالی
اناؤنسر (خاتون)
ایکٹر جلیل (بوڑھا مفلوک الحال ایکٹر)
سکندر کی بیوی
فقیر1
فقیر2
فقیرنی
تین کالج کی لڑکیاں

(سکرپٹ12 میں جہاں سکندر کہتا ہے تم انہیں آزاد نہیں کر سکتیں یہاں سے شروع کیجئے اور آخر تک لے جائیے۔

پچھلی قسط لگانے کے بعد موسیقی جاری رہتی ہے اور ایک کیلنڈر سامنے آتا ہے۔اس کے صفحے ہوا میں اڑ رہے ہیں۔ کبھی 1948ء آتا ہے کبھی 1953ء، کبھی 1962ء کبھی 1970ء، کبھی 1975، کبھی پھر 1947ء۔ کیلنڈر کے صفحے جن پر سن واضح طور پر رجسٹر ہو یہ سال ترتیب میں نہیں ہیں۔ کبھی 72ء کے بعد یکدم 51ء آجاتا ہے کبھی 1947ء کے بعد یکدم 1977ء میں داخل ہو جاتے ہیں۔ایسے کیلنڈر کو ترتیب دینے کے ساتھ ہی ایک اور کیلنڈر بھی بنائیے۔اس میں ان تمام آرٹسٹوں کی تصویریں ہیں جو پاکستان کے بعد بنے اور گمنامی کا شکار بھی ہوگئے۔ مثلاً ببو، نذر، منور سلطانہ (گلوکارہ)، سائیں مرنا، فلوسے خاں، نتھو خاں، محمد حسین، سورن لتا، نذیر، مسرت نذیر، زبیدہ (گلوکارہ) یہ دونوں کیلنڈر از حد ضروری ہیں۔ کبھی سال سکرین پر آتا ہے کبھی پرانے دو تین گلوکار اور آرٹسٹوں کی تصویریں نکل آتی ہیں۔اس طرح محسوس ہونا چاہیے کہ ان تیس سالوں میں کئی آرٹسٹ ابھرے اور پھر گمنامی کا شکار ہوگئے۔ پچھلے سکرپٹ سے یہاں پندرہ بیس سال کا فرق ہے۔ان میں آخری تصویر افتخار کی ہے جس پر کیمرہ تھوڑی دیر رہتا ہے۔ پھر ڈاکٹر پر جاتا ہے۔)

کٹ

سین 1 ان ڈور دن

(ڈاکٹر کا کلینک سکندر ڈاکٹر سے مشورہ کرنے آیا ہوا ہے۔اس نے شلوار قمیص پہن رکھی ہے۔اور کندھوں پر سفید قیمتی چادر ہے۔ چہرے پر بڑی سی عینک ہے۔ مونچھیں رکھی ہیں جو زیادہ سفید ہیں۔ کالے بالوں میں سفیدی جھلک رہی ہے۔ سگریٹ پیتا ہے تو ہاتھ میں ہلکا سا رعشہ نظر آتا ہے۔ کبھی کبھی عینک اتار کر آنکھیں ملنے لگتا ہے۔ روشنی اس کے

چہرے پر پڑ رہی ہے۔)

سکندر: نہیں نہیں ڈاکٹر صاحب آپ کے ہمارے پروفیشن کا بڑا فرق ہے بڑا فرق ہے۔ آپ کا رابطہ عوام سے بادشاہ جیسا ہے آپ کے پاس جو آتا ہے ضرورت مند آتا ہے۔ ہماری Show man business کی جان ہوتی ہے۔ عوام میں...... لوگ دیوتا ہوتے ہیں۔ ہم لوگ پجاری جیسے وہ چاہتے ہیں مقبول کر دیتے ہیں جیسے چاہتے ہیں بھلا دیتے ہیں۔ بہت بہت مشکل پروفیشن ہے ہمارا......

ڈاکٹر: سکندر صاحب...... اتنی چوٹی پر پہنچ کر آپ اتنی مایوسی کی باتیں کیوں کرتے ہیں؟

سکندر: اس لیے ڈاکٹر صاحب...... کہ ہر قوم کا ایک مزاج ہے ہماری قوم بت شکن ہے...... پہلے یہ بت بناتی ہے آہستہ آہستہ کسی کو پرستش کی عادت میں مبتلا کرتی ہے تعریف کا عادی کرتی ہے۔ پھر جب وہ...... بت آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتا ہے تو...... تو اسے یکدم ایک ضرب سے توڑ دیتی ہے۔ افیون کا عادی بنا کر افیون نہیں دیتی۔ پھر بھی...... میرا یہی مسئلہ ہے ڈاکٹر صاحب Insecurity کا۔ گھر پر اور باہر دونوں جگہ۔

ڈاکٹر: لیکن کیوں...... اتنی بلندی پر پہنچ کر ایسی Insecurity کی کیا وجہ ہے۔

سکندر: نئے گانے والوں کی کھیپ آ رہی ہے ڈاکٹر صاحب...... چور دروازے سے۔ جوں جوں ان کی Popularity بڑھ رہی ہے...... میری تعریف ختم ہو رہی ہے۔ آپ سمجھتے کیوں نہیں ڈاکٹر صاحب۔ جب آرٹسٹ کی مقبولیت ختم ہوتی ہے تو اچانک وہ کتنا تنہا کیسا Insecure ہو جاتا ہے؟

ڈاکٹر: آپ کو اپنے آرٹ پر اپنی Creative Self پر اعتماد کرنا چاہیے۔

سکندر: گھر پہنچتا ہوں تو بیوی...... بیوی کہتی ہے مجھے آرٹسٹ نہیں چاہیے۔ بچہ چاہیے۔ میں بانجھ زندگی سے تنگ آگئی ہوں۔ باہر جاتا ہوں تو...... تو لوگ میرے سامنے دوسرے گلوکاروں کی تعریف کرتے ہیں۔ میرے ہوتے ہوئے میں...... میں اپنے Creative Self پر کیسے اعتماد کر سکتا ہوں۔ ڈاکٹر فہیم کیسے کیسے کیسے؟

کمپاؤنڈر: (اندر آکر) ایک لیڈی آپ کو باہر بلا رہی ہیں ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر: excuse me

(اٹھتا ہے اور یکدم سکندر کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے۔)

لوگ پرانے آرٹسٹوں کو یاد بھی رکھتے ہیں آپ اس قدر بھی اپنے آپ کو تکلیف نہ دیں۔

سکندر: کوئی یاد نہیں رکھتا سر۔ اب میری باری ہے۔ میں جانتا ہوں اب......

(یکدم ڈاکٹر کا ہاتھ پکڑ کر۔)

کچھ چھوٹے آرٹسٹ خواب دیکھتے دیکھتے کٹڑیوں میں مر جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب وہ اس قدر مشہور نہیں ہوتے کہ ان کی فیملی کو ہر ماہ سرکار سے وظیفہ ملے۔ ایک وہ آرٹسٹ ہوتے ہیں جو کئی سال انڈسٹری سے وابستہ رہتے ہیں اور قرض پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے پاس ڈاکٹر صاحب اخباروں کے وہ تراشے ہوتے ہیں جن میں کبھی کبھار ان کی تصویر چھپتی ہے...... ان پر کوئی درمیانے درجے کا مضمون کبھی کبھار چھپ جاتا ہے۔

ڈاکٹر: میں ابھی آیا سکندر صاحب۔

سکندر: پھر میں اپنی بات بھول جاؤں گا...... جیسے کچھ عرصے کے بعد لوگ مجھے بھول جائیں گے...... ڈاکٹر صاحب یہ لوگ جب مرتے ہیں تو ان کی یہی میراث ہوتی ہے یہی تراشے یہی تصویریں اور کچھ لوگ مجھ جیسے...... عاشی جیسے...... افتخار جیسے شوٹنگ سٹار ہوتے ہیں۔ بہت شہرت بہت دولت بہت...... سب کچھ بہت لیکن اتنی تھوڑی دیر کے لیے۔

(یکدم میز پر مکے مارتا ہے)

لیکن ہم کو بھی لوگ بھول جاتے ہیں۔ ہماری شہرت کا سکہ بھی نہیں چلتا کچھ وقت کے بعد۔ ہماری جان لوگوں میں کیوں ہے۔ کیوں ہے ڈاکٹر صاحب کیوں ہے؟ کیوں کیوں کیوں...... ہم لوگوں کی تعریف کے بغیر زندہ کیوں نہیں رہ سکتے۔ کیوں نہیں ڈاکٹر صاحب۔

(پلٹ کر دیکھتا ہے۔ ڈاکٹر جا چکا ہے۔)

کٹ

سین 2 آؤٹ ڈور دن

(ایک کار ٹیلی ویژن سٹیشن میں داخل ہوتی ہے۔ دربان Barrier اٹھاتا ہے۔ کار اندر داخل ہوتی ہے۔ کیمرہ اسے Follow کرتا ہے۔ فوزیہ لطیف کار میں سے اترتی ہے۔ کیمرہ اس پر مرکوز ہوتا ہے وہ سیڑھیاں چڑھ کر ٹیلی ویژن سٹیشن کے اندر جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ماسٹر لطیف ہیں۔ جو بوڑھا پھونس ہو چکا ہے۔)

کٹ

سین 3 ان ڈور دن

(سکندر نے میز پر سر رکھا ہوا ہے۔ ڈاکٹر اس کی پریشانی سے متاثر ہے۔ ایک بازو میز پر لمبا دھرا ہے۔ ڈاکٹر اس کی نبض دیکھ رہا ہے۔)

سکندر: جو دوسروں کی مٹھی میں اپنی جان رکھے گا وہ ایسی ہی موت مرے گا...... اسکی ساری Nerves خراب ہو جائیں گے۔ Lockjaw رہے گا اسے راتوں کی نیند اڑ جائے گی...... کچھ نہیں ہے ڈاکٹر صاحب۔ جو بھی لوگوں سے یاد رکھنے کی امید رکھے گا ایسی ہی موت مرے گا......

(ڈاکٹر نبض چھوڑ کر نسخہ لکھتا ہے)

ڈاکٹر: وہ illusions کا کیا حال ہے؟

سکندر: ویسا ہی ہے...... کبھی کبھی سائے ہوتے ہیں اور انسان نظر آنے لگتے ہیں۔ کبھی کبھی انسان ہوتے ہیں اور سائے دکھائی دیتے ہیں۔ کچھ نہیں ڈاکٹر صاحب بڑی محنت کی۔ Cut throat Competition برداشت کیا میکاولی کی طرح کسی رشتے ناطے کی پروا نہیں کی۔ اپنے پروفیشن کے سامنے اور آخر میں کیا ملا؟ خوف؟ Fans کی کمی کا خوف...... اپنے Image کو برقرار رکھنے کا خوف...... پبلک کے

بھول جانے کا خوف...... گمنامی کے اندھیرے میں جانے کا خوف۔

ڈاکٹر: دیکھئے۔ آپ کو ان سگرٹوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ آہستہ آہستہ یہ نہ صرف آپ کے جسم سے بدلہ لے رہے ہیں بلکہ آپ کی ساری شخصیت کو Morbid کر رہے ہیں۔

سکندر: یہ آرٹ کی دنیا شیشے کا گھر ہے۔ کچھ دوسروں کو پتھر مارتے ہیں اور بے گھر کرتے ہیں۔ کچھ اپنے آپ کو سر عام دیکھ کر خود اپنے آپ کو توڑ پھوڑ لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب شراب' چرس' افیون بد بختی بد نصیبی کس کس سہارے کا نام لوں...... ؟ کیا کچھ نہیں چلتا یہاں؟

ڈاکٹر: دیکھئے اب مجھے ٹھیک ٹھیک بتایئے نیند نارمل ہوئی ہے کہ نہیں

(سکندر نفی میں سر ہلاتا ہے۔)

ڈاکٹر: کھانا وقت مقررہ پر کھاتے ہیں۔

(سکندر نفی میں سر ہلاتا ہے۔)

جب Palpitation بڑھتی ہے تو میری Instructions کے مطابق آپ Rest کرتے ہیں۔

سکندر: نہیں۔

ڈاکٹر: جب آپ کو کسی شخص کا نام یاد کرنے میں اسے پہچاننے میں دقت ہوتی ہے تو Do you wait sit down and recall?

سکندر: (لمبی سانس بھر کر) نہیں ڈاکٹر صاحب نہیں۔

ڈاکٹر: پھر سکندر صاحب آپ بھی تو میری مدد کیجئے کچھ...... تھوڑی بہت

کٹ

سین 4 ان ڈور دن

(فوزیہ اور اناؤنسر ٹیلی ویژن کے سیٹ پر کمروں کی گلی میں آتے ہیں۔ ایک پروڈیوسر کے

نام کی تختی پڑھتے ہیں۔ نام مجید ممتاز لکھا ہے۔ وہ اندر جاتے ہیں۔)

کٹ

سین5 ان ڈور دن

(ڈاکٹر کے کلینک کے باہر ویٹنگ روم میں عاشی بیٹھی ہے۔ وہ کافی بوڑھی نظر آتی ہے۔ حالانکہ لباس میں فرق نہیں آیا اور اسی طرح فیشنی قسم کا ٹھاٹھ ہے وہ کلینک کے باہر ویٹنگ روم میں بیٹھی ہے۔ اندر سے سکندر نکلتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ٹھٹھک جاتے ہیں۔ پھر سکندر آگے بڑھتا ہے۔)

سکندر: عاشی What a Surprize۔ اتنے سالوں کے بعد What a Surprize۔

عاشی: ملے بھی تو کہاں ملے۔ ڈاکٹر کے کلینک پر۔ آؤ بیٹھو۔

(سکندر پاس بیٹھتا ہے۔ چہرے پر شانت سی مسکراہٹ ہے)

سکندر: What a Surprize

کٹ

سین5 ان ڈور دن

(پروڈیوسر کا کمرہ۔ سامنے فوزیہ لطیف اور ماسٹر لطیف بیٹھے ہیں۔)

پروڈیوسر: ذرا یہ کنٹریکٹ پر Sign کر دیں فوزیہ۔

فوزیہ: ضرور جی۔

(فوزیہ Sign کرتی ہے اس دوران ماسٹر لطیف اور پروڈیوسر باتیں کرتے ہیں۔)

پروڈیوسر: کیا گلا پایا ہے ماسٹر جی آپ کی بیٹی نے سبحان اللہ۔

لطیف: سب مولا کی کرم نوازی ہے جناب۔

پروڈیوسر: اب تو ان کے گانے فلموں میں بھی خوب آنے لگے ہیں۔

لطیف: ہاں جی راستہ کھل گیا ہے کچھ کچھ۔ باقی سب اوپر والے کی مرضی ہے جس کو چاہے دے۔

(بیٹی سے) دیکھ بیٹے دھیان سے سائن کرنا۔

فوزیہ: آپ فکر نہ کریں ابا جی۔

پروڈیوسر: فوزیہ پروگرام تو آپ سمجھ گئی ہیں ناں اس کا Format وغیرہ۔

فوزیہ: جی۔

لطیف: بیٹے پھر سے اچھی طرح بات سمجھ لو۔ پہلے معاملہ طے کر لینے میں کو ہرج نہیں ہوتا۔ اپنے آپ کو زیادہ عالم نہیں سمجھنا چاہیے۔

فوزیہ: میں سمجھ گئی ہوں ابا جی۔ (پروڈیوسر سے) جی ممتاز صاحب پہلے میزبان مجھے Introduce کروائے گا۔ پھر سکندر صاحب کو...... اور پھر ہم دونوں مل کر ایک ڈویٹ گائیں گے۔

پروڈیوسر: ذرا سا آپ کی سہولت کے لیے بیان کر دوں کہ...... کہ ہمارا مقصد اس پروگرام سے یہ ہے کہ آپ چڑھتا ہوا ستارہ ہیں۔ سکندر صاحب کی مارکیٹ اب کم ہو رہی ہے۔ پرانے اور نئے ستارے جب ملتے ہیں تو ایک نیا آرٹ جنم لیتا ہے آدھا پرانا آدھا نیا۔

لطیف: یہ سکندر صاحب کی مارکیٹ کو پتہ نہیں کیا ہوتا جاتا ہے۔ بے چارے۔

پروڈیوسر: ایسے ہی ہے لطیف صاحب۔ ہمیشہ نئی کھیپ آجاتی ہے اور پرانے مہرے چلے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ ہے ازل کا...... چائے منگواؤں

فوزیہ: نہیں جی شکریہ۔

پروڈیوسر: جنرل مینجر صاحب کے کمرے میں چلیں۔ میرا خیال ہے سکندر صاحب وہیں آجائیں گے۔ چلیں؟

فوزیہ: چلیئے جی۔

تینوں اٹھ کر باہر جاتے ہیں۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ کیمرہ فون پر جاتا ہے گھنٹی بجے جاتی ہے۔

کٹ

سین 6 ان ڈور دن

(عاشی اور سکندر پاس پاس کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ عاشی چھوٹی سی پوٹلی کھول کر زردہ اور سپاریاں منہ میں ڈالتی ہے۔ سکندر کو آفر کرتی ہے۔)

عاشی: الائچی لے لو سکندر۔

سکندر: شکریہ...... مجھے یہ سگریٹ کافی ہیں۔ آج کل کہاں ہو عاشی۔

عاشی: کراچی میں۔

سکندر: کس شوہر کے پاس ہو آج کل؟

عاشی: کیا مطلب ہے تمہارا؟

سکندر: اخباروں سے پتہ چلتا رہا ہے کہ تم نے کئی شادیاں کیں۔

عاشی: تمہارے بعد صرف دو......

سکندر: Not bad...... مسکین صاحب چلے گئے رہا کر دیا انہیں؟

عاشی: مسکین صاحب تو سولہ سال ہوئے فوت ہو گئے۔ سکندر...... ان کی بات تو اب کیا کرنی؟

سکندر: I am sorry

عاشی: پھر...... میں نے ڈائریکٹر رفیق سے شادی کر لی۔ سات سال Industry سے باہر رہی۔ واپس آئی تو مارکیٹ نے قبول نہ کیا۔

سکندر: کیسی عجیب بات ہے عاشی۔ کبھی کبھی انسان اس قدر قریب ہوتا ہے کہ جو کچھ ایک دوسرے کی دھڑکن پر گزرتی ہے سنائی دیتی ہے۔ اور کبھی کبھی اس قدر دور ہو جاتا

ہے کہ...... خبر بھی نہیں ملتی کسی کے حالات کی حالانکہ وہ قریب ہوتا ہے۔

عاشی: تم بہت بدل گئے ہو...... بہت۔

سکندر: اچھا ہوں پہلے سے کہ برا۔

عاشی: اگر تم شروع سے ایسے ہوتے تو شاید میں...... پروفیشن چھوڑ دیتی۔

سکندر: عاشی! کبھی تم نے سچ بولا ہے۔ اپنے آپ سے ہی سہی۔ آشنا رہی ہو کبھی سچ سے؟

عاشی: مجھے میرے پروفیشن نے بہت سال سچ بولنے نہیں دیا سکندر۔ لیکن اب آزادی ہے ستم ظریفی یہ ہے کہ اب سچ سے کہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سکندر: بڑی خوش نصیب ہو۔ بالآخر جھوٹ کی زنجیر اتار دی۔

عاشی: میں ڈرتی تھی...... کہ کہیں مجھے بڑھاپے میں تین تین سطروں کے رول کے لیے خوشامدیں نہ کرنی پڑیں ڈائریکٹروں کی لیکن اللہ نے اچھا ہی انتظام کر دیا...... شادی ہو گئی سیٹھ صاحب سے۔

سکندر: کیسا ہے تمہارا شوہر نامدار؟

عاشی: اچھے ہیں سیٹھ صاحب۔ گھی کی فیکٹری ہے کراچی میں۔ بچے ہیں گھر ہے...... آرام دہ زندگی ہے۔ سکون ہے۔ کسی قسم کی بھاگ دوڑ نہیں ہے۔

سکندر: اور گمنامی ہے۔ کبھی کوئی پرانی فلم دیکھ کر پرانا زمانہ یاد نہیں آتا؟

عاشی: (لمبی آہ بھر کر) خواب ہمیشہ نہیں رہے۔ سکندر...... اب تو کبھی کبھی آئینہ دیکھ کر یقین ہی نہیں آتا کہ یہ میں ہوں...... یا یہ کہ وہ میں تھی؟ بچے پوچھتے ہیں۔ اماں آپ فلموں میں ہیروئن بنا کرتی تھیں؟ خوبصورت تھیں آپ اپنے زمانے میں؟ خط آتے تھے آپ کو فین میل؟ کچھ Admirers تھے آپ کے؟

سکندر: تو کیا جواب دیتی ہو تم انہیں؟

عاشی: کوئی جواب نہیں دیتی سکندر...... صرف ہنس دیتی ہوں انہیں میرے جواب پر کیسے یقین آ سکتا ہے؟

سکندر: لوگ کتنی جلدی بھول جاتے ہیں۔ ہم لوگوں کو کتنی جلدی......

عاشی: لوگ بھول جاتے ہیں اور بچے یقین نہیں کرتے۔ صرف اپنا دل کسی لمحے نہیں

بھولتا۔

سکندر: (گھڑی دیکھ کر) اچھا عاشی خدا حافظ۔ مجھے ذرا جلدی ٹیلی ویژن سٹیشن پہنچنا ہے۔

عاشی: خدا حافظ (سکندر کچھ فاصلے پر جاتا ہے)

عاشی: سکندر۔

(سکندر واپس اس کی طرف بڑھتا ہے۔)

کٹ

سین 7 آؤٹ ڈور دن

(داتا دربار میں جانے والا بازار۔ اس میں خانساماں جا رہا ہے اس کی بیوی ساتھ ہے۔ وہ ایک دکان پر رکتا ہے اور ایک ریشمی چادر خریدتا ہے جو عام طور پر مزاروں پر چڑھائی جاتی ہے۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور دن

عاشی: میرے Husband مزاروں وغیرہ پر یقین نہیں کرتے سکندر۔

سکندر: اچھی بات ہے یا تو ان کا اعتقاد بہت پختہ ہے یا پھر ان کو سہاروں کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ عام کامیاب آدمی کے اندر عموماً ایسے سوال نہیں اٹھتے جن کا جواب نہ ملتا ہو۔ مشہور اور نادار کے دل میں ایسے کئی سوال اٹھتے ہیں۔ جن کا جواب دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ شاید اسی لیے وہ مزاروں پر آ جاتے ہیں۔ تم تو انڈسٹری میں رہی ہو۔ تمہیں تو پتہ ہے عاشی یہاں کتنے امتحان ہوتے ہیں ہم تو مہورت سے پہلے بھی مزاروں پر جاتے ہیں بعد میں بھی۔ فلم باکس آفس پر ہٹ ہو جائے تو بھی اور فیل ہو جائے تو بھی...... ہمارا تو پل پل مزاروں کے بل پر کٹتا ہے...... ہم

تو کمزور لوگ ہیں عاشی...... ہے ناں؟ خوفزدہ اور کمزور۔

عاشی: سیٹھ صاحب کہتے ہیں یہ سب ضعیف اعتقاد کی وجہ سے ہے۔ وہ تو مانتے ہی نہیں ایسی باتوں کو۔

سکندر: سیٹھ صاحب کی باتوں پر ایمان ہو گیا ہے تمہارا؟

عاشی: بہت۔ ان کی بات ہمیشہ ٹھیک ہوتی ہے بزنس سے لیکر دین تک۔

سکندر: پھر تو تم اچھی بیوی ثابت ہوئی ہو۔

عاشی: سکندر...... ایک بات پوچھوں؟

سکندر: ضرور۔

عاشی: سچ بتانا۔ کبھی کسی اور سے اپنے سوائے محبت کی ہے تم نے؟

سکندر: تمہارے چلے جانے کے بعد بہت عورتیں زندگی میں آئیں۔ شہرت دولت عورت تینوں کی آپس میں بندھی ہوئی ہے۔ ساتھ ساتھ رہتی ہے یہ ”......“ت

عاشی: محبت...... صرف محبت۔ کس عورت کے ساتھ؟

سکندر: (اٹھتے ہوئے) تمہارے سوائے کسی سے نہیں خدا حافظ (جاتا ہے) خدا جانتا ہے تمہارے سوائے کسی اور سے نہیں عجیب لگے گا تمہیں عاشی۔

عاشی: (آواز دے کر) سکندر بات تو سنو......

(دور جا کر سکندر لوٹتا ہے۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور دن

(جس طرح مزاروں کے باہر اپاہج غریب فقیر اکٹھے ہوتے ہیں ایسے ہی ایک مزار کے باہر چند فقیر بیٹھے ہیں۔ ان میں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ان ہی فقیروں میں اندھے اپاہج بھی بیٹھے ہیں۔ خانساماں اندر جانے کے لیے گزرتا ہے۔ فقیر صدا لگاتے ہیں۔)

فقیر نمبر1: دے بابا اللہ کے نام کا دے۔ راہ مولا دے۔

فقیرنی: تیری رد بلائیں بیبا۔ کچھ راہ مولا دیتا جا......

فقیر نمبر2: راہ کھوٹی نہ ہو تیری۔ جگ جگ جیئے بیٹا کچھ فقیروں کو بھی دیتا جا۔

فقیر نمبر3: اللہ ہو صمد کا مسافر ولی۔ بند قہر کا دروازہ کھلے رحم کی گلی...... خیر ڈال خیر...... بند دروازے کھلیں تیرے

(یہ سب فقیر روز شور سے مانگتے ہیں۔ خانساماں ہاتھ میں ہار اور چادر لے کر ان کے پاس سے گزرتا ہے۔ ان کے ساتھ اس کی بیوی شٹل کاک برقعہ پہنے ہوئے ہے آخر میں وہ ابا جی کے پاس پہنچتا ہے۔ ان کے چہرے پر سفید ڈاڑھی ہے وہ مزار کے احاطے میں داخل ہونے والے دروازے کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ خانساماں ان کی طرف دیکھتا ہے وہ چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ سامنے کاسہ دھرا ہے۔ بیوی ایک طرف کھڑی ہو جاتی ہے۔)

خانساماں: بزرگو آپ پر دھوپ آ رہی ہے گرمی نہیں لگتی۔

ابا: (اٹھتے ہوئے) اچھا.....!

خانساماں: آپ بول سکتے ہیں۔

ابا: ہاں...... صرف اندھا ہوں۔

خانساماں: تو آپ صدا کیوں نہیں لگاتے؟

ابا: لگاتا ہوں...... لگاتا رہتا ہوں۔

خانساماں: لیکن مجھے تو آپ کی کوئی صدا سنائی نہیں دی۔

ابا: جس کی درگاہ میں صدا لگاتا ہوں اسے سنائی دیتی ہے۔

(خانساماں دوسری جگہ بٹھاتا ہے۔)

ابا: جیتے رہو بیٹا...... ہم تو تمہیں دعاؤں کے علاوہ اور کچھ نہیں دے سکتے۔

خانساماں: یہ بہت ہے سائیں جی بہت ہے آپ کا پنڈا بہت گرم ہے۔

ابا: دھوپ پڑتی رہے تو گرم ہو جاتا ہے۔ جسم کا کیا ہے؟

خانساماں: یہ سائیں جی روپیہ ڈالا ہے میں نے آپ کے پیالے میں۔

ابا: شکریہ...... اس کا بھی شکریہ۔

خانساماں: آپ کا بھی شکریہ۔

ابا: کیوں؟

خانساماں: قبول کرنے کا شکریہ...... بات کرنے کا دعا دینے کا......

(خانساماں اس کی بیوی یہ کہتا ہوا اندر مزار کے احاطے میں داخل ہوتا ہے)

کٹ

سین9 ان ڈور دن

عاشی: تم کو افتخار یاد ہے؟

سکندر: ہاں...... اچھی طرح سے۔

عاشی: لوگوں کا کیا ہے انہوں نے تو اسے بھی بھلا دیا۔ وہ انڈسٹری کا پرنس تھا...... پرنس...... وہ اور میں قریب قریب اکٹھے انڈسٹری میں آئے تھے...... اکٹھے ہم نے شہرت پائی...... دولت حاصل کی صرف وہ خوش نصیب تھا۔

سکندر: کیسے؟

عاشی: عین دوپہر کے وقت غروب ہوا۔ چڑھی دوپہر کے وقت اور ہم شام کے اندھیروں میں غائب ہوئے......

سکندر: تم کو افتخار سے محبت تھی عاشی۔

عاشی: (نظریں جھکا کر) تھی۔ بہت تھی...... ہے...... لیکن وہ...... وہ...... حاصل ہو جانے والی چیز نہ تھا۔

سکندر: تم نے اسے حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی سنجیدگی کے ساتھ۔

عاشی: ہر سیٹ پر ہر فلم میں کوشش کی۔ اسی لیے اس کی اور میری ہر فلم ہٹ ہوتی تھی ہمیشہ۔ فلمی دنیا کے لوگ بھی انسان ہوتے ہیں۔ جب انہیں محبت ہو جاتی ہے تو کیمرہ اس کیفیت کو امر کر دیتا ہے پھر دیکھنے والے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ

سکتے...... ہمارا جوڑا اپنے وقت میں فلمی دنیا کا کامیاب ترین جوڑا تھا......

سکندر: اور افتخار کو؟ اسے تم سے محبت تھی؟

عاشی: (ہنس کر) سکندر۔ تم نہیں سمجھو گے اس کے جسم میں مچھلی کا ٹھنڈا لہو تھا...... وہ فوارے کی طرح دور دور چھینٹیں بن کر گرا کرتا۔ اس کی محبت پھیلی ہوئی تھی کسی ایک نقطے پر مرکوز نہیں تھی تم شاید میرا مطلب نہیں سمجھے؟

سکندر: کوشش کر رہا ہوں۔

عاشی: وہ جہاں جاتا جس کسی سے ملتا محبت کیے جاتا۔ محبت اس کے لیے ایک لگاتار فعل تھا۔ کسی خاص فرد کے لیے مخصوص نہیں تھا وہ...... اسی لیے اس کے سامنے ہر عورت کو شکست کا شدید احساس ہوتا تھا سوائے ستارہ کے......

سکندر: تم نے کبھی اس سے ملنے کی کوشش کی۔

عاشی: شاید۔ میں اس کا تعاقب کرتی۔ کرتی رہتی۔ وہ دراصل ایسے شخص کی محبت حاصل کرنے کو عورت کا جی چاہتا ہے سکندر۔ جو...... بہت سے لوگوں کا ہو اور کسی کا نہ ہو...... اسے صرف اپنی زنجیر سے باندھنے کو جی بہت چاہتا ہے۔

(اس وقت ایک بوڑھا آدمی داخل ہوتا ہے اس نے پرانی پینٹ کھلا لنڈے کا کوٹ اور سر پر فلٹ ہیٹ پہن رکھی ہے۔ وہ عاشی کے قریب سے گزرتا ہے اور فلٹ ہیٹ اتار کر بڑے جوش سے جھکتا ہے۔)

ایکٹر: عاشی جی آپ کا کیا حال ہے؟

عاشی: ٹھیک ہے جی۔

ایکٹر: ان سے میرا تعارف نہیں ہے آپ کے Husband ہیں۔

عاشی: نہیں جلیل صاحب یہ...... ملک کے نامور گلوکار سکندر ہیں۔

ایکٹر جلیل: ذرا آپ سے کچھ کہنا تھا سیٹھانی صاحب۔

(سکندر بیٹھا سگریٹ پیتا رہتا ہے کیمرے کے سامنے عاشی اور جلیل آتے ہیں اور پرائیویٹ سرگوشی میں بات کرتے ہیں۔)

جلیل: اگر آپ Mind نہ کریں تو مجھے سو روپیہ ادھار دے دیں...... دیکھئے میری وائف

بہت بیمار ہیں۔ اور میں ان کے لیے ڈاکٹر فخر کو Consult کرنا چاہتا ہوں۔
ادھار...... بالکل ادھار

عاشی: ادھار کہاں لوٹائیں گے آپ جلیل صاحب میں تو کراچی رہتی ہوں۔ سیٹھ صاحب کی فیملی میں شادی ہے ایک اس کے سلسلے میں آئی ہوئی ہوں یہاں چند دن کیلئے۔

جلیل: (نوٹ بک نکال کر) آپ مجھے اپنا ایڈریس لکھا دیں کراچی کا میں آپ کو کراچی منی آرڈر کر دوں گا I promise

عاشی: (پرس کھول کر) واپس دینے کی ضرورت نہیں ہے جلیل صاحب۔ (سو روپیہ دیتی ہے۔)

جلیل: تھینک یو...... تھینک یو...... خدا کے لیے یہ قرض ہے میں کراچی روپے بھجواؤں گا آپ یقین کریں آپ (سکندر کو مخاطب کر کے) سکندر صاحب کسی دن تفصیلی ملاقات ہونی چاہیے آج تو ذرا مجھے جلدی ہے۔ میں کسی دن حاضر ہوں گا در دولت پر۔

(اندر ڈاکٹر کے کمرے میں چلا جاتا ہے عاشی سکندر کے پاس آتی ہے۔)

عاشی: نہیں پہچانتے ہو؟

سکندر: کون ہے؟

عاشی: آج سے تیس سال پہلے کا مقبول ترین کریکٹر ایکٹر...... یاد ہے تمہیں

سین 10 مزار شام

(اس وقت آپا کہیں دور دیکھ رہی ہے چند ثانیے خاموشی رہتی ہے پھر وہ نعرہ مارتی ہے۔)

آپا: حق اللہ...... اللہ ہو۔ باقی رہے نہ کو۔

(خانساماں اور اس کی بیوی جس نے شٹل کاک برقعہ پہن رکھا ہے اس کے پاس آتی ہے۔
آپا نعرہ لگا کر مراقبے میں جانے والی صورت بنا لیتی ہے اور سر کو چھاتی پر ڈھلکا دیتی ہے۔
خانساماں کی بیوی پاس آتی ہے اور نیچے بیٹھ کر اس کی ٹانگ دباتی ہے۔ خانساماں آپا کے گلے

میں ہار ڈال کر ایک طرف کھڑا ہو تا ہے۔)

عورت: بی بی ملنگنی جی اللہ واسطے میری مدد کریں میری بیٹی کو طلاق ہونے والی ہے اس کا کوئی قصور نہیں۔

آپا: سب بے قصور ہیں۔ پر سب پکڑے جائیں گے...... جو ڑا نہ کرپائی پائی...... تیری سب ضرب جمع تقسیم دھری رہ جائے گی۔ کچھ کام نہیں آئے گا حساب کتاب حق اللہ اللہ ہو۔

عورت: بی بی سائیں سب کہتے ہیں آپ کی دعا ہو جائے تو میری بیٹی کا نصیبہ بدل سکتا ہے۔ ہمارے پاس اس کے سسرال والوں کو دینے کے لیے ان کا منہ بند کرنے کے لیے کچھ نہیں جی۔ ہمارا گھرانہ بی بی صاحب واجبی سا ہے۔

کٹ

سین 11 ڈاکٹر کا ویٹنگ روم کچھ دیر بعد

سکندر: یاد؟ یاد؟ ارے میں جلیل کا سب سے بڑا فین رہا ہوں۔ کیا گھوڑے پر چڑھا کرتا تھا بھاگتے گھوڑے پر۔ یہ جلیل نہیں ہو سکتا عاشی۔ یہ جلیل نہیں ہے۔ (سر پکڑ کر بیٹھتا ہے) وقت اتنا بے رحم نہیں ہو سکتا۔ لوگ اتنی جلدی فراموش کرنے والے نہیں ہو سکتے...... اس کے سب چاہنے والے کہاں ہیں؟

عاشی: اس کو دن میں تین چار سو خط آیا کرتے تھے سکندر۔

سکندر: نہیں نہیں یہ سچ نہیں ہے۔ شہرت اتنی ناپائیدار نہیں ہو سکتی۔ دولت اتنی بے وفا نہیں ہے۔

عاشی: ہے ہے سکندر۔ مجھے نہیں دیکھتے سارے شہر میں ایک آدمی مجھے نہیں جانتا۔

سکندر: (آہستہ آہستہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھتا ہے۔) واقعی تم کون ہو؟ کون ہو تم۔

کٹ

سین 12 ان ڈور دن

(مزار کا وہ حصہ جہاں مجاوروں کی قبریں ہوتی ہیں یہاں آپا جی بیٹھی ہے۔ وہ اب مست ملنگنی عورت بن چکی ہے۔ اس کے تن پر پیوند لگی گدڑی ہے بال جٹا دھاری چیکٹ جے ہیں۔ گلے میں مالائیں ہیں۔ ہاتھ میں ایک لمبا کھونٹا ہے جس پر گھونگھرو لگے ہیں۔ لیکن ابھی تک آپا مکمل طور پر تھانیدارنی ہے۔)

آپا: (اٹھتے ہوئے مجذوبوں کی طرح) ہم پکی سرکار کے متولیوں کی اولاد ہیں کسی کا گھرانہ واجبی نہیں...... سب ان بزرگوں کے رشتہ دار ہوتے ہیں ہم خود...... پکی سرکار کے رشتہ دار ہیں۔ ہم جیسا کون ہے؟ حق اللہ...... اللہ ہو۔ باقی رہے نہ جو...... جا...... دروازہ کھول دیا ہم نے جا اب......

(اس وقت آف کیمرہ بھرائی ڈھول بجانے لگتا ہے۔ پھر کیمرہ آپا راشدہ اور عورت کو چھوڑ کر ڈھول کی آواز پر جاتا ہے لوگوں کا ایک دائرہ مزار کے صحن میں بنا ہے دائرے کے اندر بھرائی ڈھول بجا رہا ہے آپا جی نعرہ مارتی دائرے میں داخل ہوتے ہے حق اللہ...... اللہ ہو باقی رہے نہ کوئی جو...... دائرے کے اندر ایک دو مرد بھنگڑا ڈال رہے ہیں۔ آپا جی لوگوں کو چیر کر اندر داخل ہوتی ہے اور دیوانہ وار ڈھول کی آواز پر ناچتی ہے۔)

کٹ

سین 13 ان ڈور دن

(سٹوڈیو ٹیلی ویژن۔ اس منظر میں کیمرے چلتے ہیں اور ویسے ہی کام ہوتا دکھائی دیتا ہے جیسے عام طور پر ٹیلی ویژن کی شوٹنگ ہوتی ہے۔ اس وقت اناؤنسر ایک خالص ٹیلی ویژن والے سیٹ پر بیٹھی ہے۔ اس کے دائیں ہاتھ پر سکندر ہے اور بائیں طرف فوزیہ موجود ہے۔ کیمرہ اناؤنسر کے کلوز اپ پر آتا ہے۔)

اناؤنسر: ناظرین آپ کا سلسلہ وار پروگرام نئے اور پرانے چراغ حاضر خدمت ہے۔ یہ لوگ آگ سے کھیلتے ہیں کئی بار خود ان کے وجود کو آگ پکڑ لیتی ہے۔ اس پروگرام میں ہم حسب وعدہ مختلف شعبوں سے دو ایسی شخصیتیں پیش کرتے ہیں جن میں فن کے اعتبار سے عمر کے اعتبار سے شہرت کے اعتبار سے ایک پوری پود کا فاصلہ ہوتا ہے۔ پچھلی مرتبہ ہم آپ کی خدمت میں مشہور ڈانسر فیروزی اور آج کی ابھرتی فنکارہ روبی کو لے کر آئے تھے۔ آج ہمارے خصوصی مہمان ہیں گل رخ سکندر اور فوزیہ لطیف۔ (تالیوں کی آواز)

(کیمرہ سکندر کا کلوز اپ دکھاتا ہے اور ابھرتی گلوکارہ...... فوزیہ لطیف کا کلوز اپ فوزیہ سلام کرتی ہے۔)

اناؤنسر: گل رخ سکندر صاحب کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ فوزیہ لطیف گو ابھرتی گلوکارہ ہیں لیکن تھوڑے دنوں میں انہوں نے فلمی دنیا میں بہت شہرت پیدا کرلی ہے۔ اگر آپ Mind نہ کریں تو چند سوالات۔

فوزیہ: جی جی ضرور

سکندر: جی جی ضرور۔

اناؤنسر: (سکندر سے) سکندر صاحب کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ آج کا موسیقار اتنی محنت نہیں کرتا جس قدر آپ کے عہد کا موسیقار کیا کرتا تھا؟

سکندر: عام طور پر یہ بات درست ہے۔ لیکن کلی طور پر ہیں دراصل موسیقی میں نے Trened آرہے ہیں۔ ہماری موسیقی میں کلاسیکی موسیقی کے علاوہ مغربی موسیقی مغربی ساز' عربی مصری دھنیں کئی قسم کی تجرباتی موسیقی ہو رہی ہے۔ نئے ساز نئی آوازیں اور نئی موسیقی فروغ پا رہے ہیں۔

اناؤنسر: (فوزیہ سے مخاطب ہو کر) یہ جو نئے Trend ہیں فوزیہ صاحبہ آپ کا کیا خیال ہے کیا یہ مشرقی موسیقی کے لیے مفید ہیں کہ...... ان وجہ سے مشرقی موسیقی منفی طور پر متاثر ہو رہی ہے۔

فوزیہ: یہ Depend کرتا ہے اگر گلوکار کو بنیادی طور پر مشرقی موسیقی کی تعلیم ملی ہو تو

وہ ہر نئے رنگ کو مشرقی موسیقی میں بآسانی سمو سکتا ہے۔ اگر موسیقی کی تعلیم نہ ہو کوئی بھی نیا Trend کیوں نہ ہو اسے ہم مقامی موسیقی کا حصہ نہیں بنا سکتے۔

اناؤنسر: آپ فوزیہ لطیف صاحبہ ہمیں بتائیں گی کہ آپ کو کس کی آواز پسند ہے۔

فوزیہ: سکندر صاحب کی۔

اناؤنسر: اور آپ کو سکندر صاحب۔

سکندر: تھی ایک آواز...... لیکن اب اس کا ذکر فضول ہے کیونکہ لوگوں کے کان اسے بھول چکے ہیں۔

اناؤنسر: سکندر صاحب اب میں آپ دونوں سے Request کروں گا کہ مائیکرفون پر آئیں اور اپنے اپنے مخصوص سٹائل کے ساتھ ناظرین کو گانا سنائیں۔

(سکندر اور فوزیہ دونوں اٹھ کر مائیکرفون کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور مل کر گاتے ہیں۔ ان پر کیمرہ جاتا ہے۔ سکندر بوڑھا اور فوزیہ نوجوان ہے۔)

غزل:-عالی جی

دونوں: ابد تک ایک ہی چرچا ہوگا
کوئی ہم سا کوئی تم سا ہوگا

فوزیہ انترہ: (آواز)
کاش پہلے سے کوئی بتلا دے
کس طرح ذکر ہمارا ہوگا

سکندر: وہ نہیں آئے گا اس محفل میں
دور ہی دور سے سنتا ہوگا

ملکر: تا ابد ایک ہی چرچا ہوگا
کوئی ہم سا کوئی تم سا ہوگا

(اس گانے کے دوران سکندر کے چہرے پر ستارہ عاشی اور افتخار کے چہرے سوپر امپوز کیجئے۔ خاص کر افتخار اور ستارہ کے خوبصورت کٹ آنے چاہئیں۔ یہ Cuts پچھلے سینوں سے لیے جائیں گے خاص کر اس انترے پر "وہ نہیں آئے گا اس محفل میں"

ڈزالو

سین 14 آؤٹ ڈور شام

1- سکندر نہر کنارے چلا جارہا ہے پیچھے گانے کا میوزک O.L ہوتا ہے وہ ایک جگہ رکتا ہے پانی کو دیکھتا ہے اور اپنی سگریٹ اس میں پھینکتا ہے۔

2- نور جہاں کے مزار پر سکندر اکیلا بیٹھا سگریٹ پی رہا ہے۔

3- سکندر ریل کی پٹڑی پر چلا جارہا ہے سگریٹ منہ میں ہے اور وہ دونوں پٹڑیوں کے درمیان چل رہا ہے۔ لیکن اس کے قدم درست نہیں پڑ رہے۔

کٹ

سین 15 ان ڈور دن

(متوسط طبقے کا گھر۔ چھوٹا سا ڈائننگ ٹیبل۔ یہاں فوزیہ بیٹھی چائے پی رہی ہے۔ پاس ماسٹر لطیف بیٹھا ہے جو اب بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔)

لطیف: ناں بیٹی ناں۔ سب کچھ استاد عطا کرتا ہے باقی باتوں کو میں نہیں جانتا پر موسیقی میں استاد اور شاگرد کا رشتہ روح اور قلب کا رشتہ ہوتا ہے۔ ہر استاد جب شاگرد کے گلے میں سُر بٹھا دیتا ہے تو شاگرد کے گلے سے استاد خود گانے لگتا ہے یہ کام پیڑھیوں تک جاتا ہے بیٹے۔ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کوئی شاگرد نیا نہیں ہوتا کوئی استاد پرانا نہیں ہوتا۔ زنجیر بنتی جاتی ہے' کڑی سے کڑی مل جاتی ہے۔ گھرانے بن جاتے ہیں موسیقی کے۔ سکول تیار ہو جاتے ہیں سُروں کے۔

فوزیہ: اچھا ابا جی اچھا...... لیکن وقت بدل چکے ہیں۔ اب انسان اپنی ذاتی محنت سے اپنی لگن سے نام پیدا کرتا ہے۔ اب آپ کا زمانہ نہیں رہا (ہاتھ جوڑ کر) اجازت لیکر گانا شروع کرنے کا۔

لطیف: عجیب بات ہے تیری ماں تو زندہ نہیں رہی پر اپنی طبیعت چھوڑ گئی ہے تجھ میں۔ بیٹا سُر والے آدمی کا غصے سے کیا کام؟ غصے تو سر کو پی جاتا ہے سرے سے۔

فوزیہ: آپ ہر وقت اماں کی بری باتیں مت یاد کیا کریں۔

لطیف: لے ویسے کوئی سری پائی تو پکا کر دکھا دے مجھے کوئی ویسا انڈوں کا حلوہ تو تیار کر کے دکھائے ایک بار...... سارے شہر میں دھوم تھی اس کے کھانا پکانے کی۔ تب توفیق نہیں تھی کھانے پلانے کی۔ اب توفیق دی ہے اللہ نے تو...... پکانے والی کو اٹھالیا واہ کرنی والے واہ۔

فوزیہ: میں بازار جارہی ہوں ابا جی۔

لطیف: بی بی جی کو مل لیا۔

فوزیہ: واپسی پر مل لوں گی۔ پھر رات ہو جائے گی۔

لطیف: ناں بیٹا ناں...... گانا گانے جاؤ تو ان کی دعا لیکر...... گا کر آؤ تو ان کا شکریہ ادا کرو۔ بیٹا ہمارے گھر میں تو دو دو دن فاقے ہوا کرتے تھے یہ سب کچھ کیسے ملا۔ کیسے؟

فوزیہ: میں نے محنت کی۔ میں نے ریاضتیں کیں۔ صبح سویرے اٹھی۔ چار چار بجے......

لطیف: درفٹ...... یہی فرق ہے تیری پود میں اور ہم میں۔ بیوقوف اکیلی تیری محنت کیا رنگ لاتی؟ بہت محنت کرتی تو ڈنگ ڈنگ گٹار ہی بجانے لگتی اری اری کم عقل راستہ تو بی بی جی نے بتایا انسان تو استاد نے بنایا۔ احمق استاد کی دعا سے تو کم سُرے بڑے بڑے گویے بن جاتے ہیں جا نہیں بتا جاکر۔ جا ناں......

فوزیہ: جا رہی ہوں ابا جی۔ پیچھے ہی مت پڑ جایا کریں۔ ہر وقت بی بی جی...... بی بی جی۔

کٹ

سین 16 آؤٹ ڈور رات

(مزار کا وہ حصہ جہاں قبریں ہوتی ہیں رات کا سماں ہے۔ اور مختلف قبروں پر دیئے روشن ہیں۔ اندھا ابا ہاتھ میں پیالہ لیے ادھر آتا ہے۔)

ابا: راشدہ...... راشدہ بیٹے...... راشدہ۔

(پھر وہ پیالے کو مزار پر رکھتا ہے اور جھک کر ہاتھوں سے محسوس کرتا ہے دو قبروں کے درمیان راشدہ بے سدھ سو رہی ہے۔)

ابا: راشدہ...... اٹھ بیٹے اٹھ۔ میں تیرے لیے دودھ لایا ہوں...... لے بیٹے۔

آپا: (دیوانگی کے ساتھ اٹھتے ہوئے) یہ کون ہے اللہ کے بندوں کو چھیڑنے والا۔ (نعرہ لگا کر) حق اللہ...... اللہ ہو۔ (دودھ کا پیالہ اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتا ہے) زہر کا پیالہ ہمیں پلاتا ہے کمینے۔

ابا: لے راشدہ پی لے۔

آپا: ہم کوئی کسی کے کمی کمین نہیں ہیں۔ بارہ مربعے زمین ہے ہماری...... ہم پکی سرکار کے متولیوں کی اولاد ہیں۔ ہم سے گستاخی کی۔ ہم کو دھونس دی کوئی تو سچا رب پکڑ کرے گا۔ وہ کسی کو نہیں چھوڑتا۔ (باپ اس کا ہاتھ پکڑتا ہے) چھوڑ میرا ہاتھ۔ خبردار جو ہمارے پاک ہاتھ کو ہاتھ لگایا حق اللہ اللہ ہو باقی رہے نہ کوئی جو۔

ابا: میں تیرا ابا ہوں راشدہ...... لے دودھ پی لے۔

آپا: تجھ کو ہمیشہ کھلانے پلانے کی پڑی رہتی ہے سالکوں کا کیا کام دانے پانی سے بول بتا۔

(باپ اس کا چہرہ محسوس کر کے دودھ اس کے منہ سے لگاتا ہے۔)

آپا: (دودھ پی کر) جا۔ فقیروں نے خوش ہو کر دعا دی تجھے وصال ہو تیرا۔ بامراد جائے۔ کشٹ ٹوٹے۔ جا فقیروں کو دودھ پلانے کا اجر ملے۔ کشٹ ٹوٹیں سب پاپ جھڑیں سب۔ (آنکھوں کی جھری سے اس کی طرف دیکھ کر) دیکھ بڈھے آندھی چلے گی تو درخت گریں گے آپی آپ۔ تو کس چکر میں رہتا ہے سب مایا ہے موہ مایا ہے سب۔ حق اللہ۔ اللہ ہو۔ باقی رہے نہ کوئی جو۔

ڈزالو

سین 17 ان ڈور دن

(ستارہ کا کمرہ ستارہ لطیف ماسٹر کے گھر رہتی ہے اور فوزیہ کو موسیقی کی تعلیم دیتی ہے۔)

اس وقت اس نے سفید ساڑھی سفید بلاوز پہن رکھی ہے کندھوں پر سفید چادر ہے اس کے بال سفید ہو چکے ہیں۔ سامنے تان پورہ ہے جسے کبھی کبھی وہ چھیڑ دیتی ہے چہرے پر ایسا جمال ہے جو صبر اور دکھ سے پیدا ہوتا ہے اس کے سامنے فوزیہ بیٹھی ہے۔)

فوزیہ: اتنی تعریف کی سکندر صاحب نے اتنی تعریف کی سکندر صاحب نے بی بی جی کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔

ستارہ: اچھا؟

فوزیہ: کہنے لگے بی بی تمہاری تعلیم بہت پختہ ہوئی ہے کس سے تعلیم حاصل کر رہی ہو۔ میں تو بتانے لگی تھی بی بی جی پر پھر آپ کے ساتھ کی ہوئی قسم یاد آ گئی۔

ستارہ: کبھی کسی کو مت بتانا فوزیہ کہ...... کہ میں کہاں رہتی ہوں۔

فوزیہ: لیکن آخر کیوں بی بی جی کیوں آخر۔

ستارہ: گمنامی اور موت کو ایک طرح کا ہونا چاہیے بیٹے۔ پھر سراغ نہ ملے کسی کو کسی کا۔ روپوش ہونے پر بھی پتہ چل جائے تو فائدہ کیا روپوش ہونے کا؟

فوزیہ: لیکن کیوں بی بی جی۔ کوئی وجہ بھی تو ہو؟ معقول وجہ۔

(اب ٹرے میں چائے لگائے ہوئے لطیف اندر آتا ہے۔)

لطیف: ایک تو اس کی کیوں ختم نہیں ہوتی کبھی۔ اسی طرح فیروزہ بولا کرتی تھی۔ پر کیوں کروں؟ پر کیوں کہوں؟ ڈرفٹ۔ چائے پی لیجئے میڈم۔

ستارہ: آپ نے کیوں تکلیف کی ماسٹر جی۔

فوزیہ: لیکن ابا۔ ہم کیوں نہ کسی کو بتائیں کہ بی بی جی ہمارے پاس رہتی ہیں۔ کیوں آخر وجہ کیا ہے؟

لطیف: ہم تو میڈم کے شاگرد بھی نہیں ہیں۔ ہم نے تو کبھی سوال نہیں کیا۔ سولہ سال سے لوگ پوچھتے ہیں۔ کبھی کسی کو نہیں بتایا تو چار دن سے باہر جانے لگی ہے تو پیٹ میں بل پڑتے ہیں تیرے۔ بس میڈم کہتی جو ہیں کہ نہیں بتانا تو نہیں بتانا۔ تیرے لیے کافی نہیں یہ وجہ...... ڈرفٹ۔ آپ نے چائے نہیں پی؟

کٹ

سین13 ان ڈور شام کا وقت

(سکندر کا بیڈروم پلنگ پر سکندر کی بیوی بیٹھی ہے رو رہی ہے سکندر داخل ہوتا ہے۔)

بیوی: یہ آپ کے آنے کا وقت ہے۔

سکندر: میں ڈاکٹر کے پاس چلا گیا تھا۔ پھر ٹیلی ویژن سٹیشن (بیٹھتا ہے لمبا سانس لیتا ہے) پھر......

بیوی: آپ یہ سارے بہانے رہنے دیں۔ کیا میں جانتی نہیں سب کچھ پہچانتی نہیں سب کچھ میں اندھی ہوں۔

سکندر: خدا نہ کرے۔

بیوی: آپ آرٹسٹ لوگوں کے ساتھ تو آپ کے پروفیشن کی عورتوں کو شادی کرنی چاہیے۔ آپ ان کا الو بنائیں وہ آپ کو احمق بنائیں۔

سکندر: میں نے تمہیں شادی کے لیے مجبور نہیں کیا تھا خاور۔

بیوی: یہی تو میری بدنصیبی ہے۔ میں سمجھتی تھی جتنا بڑا آرٹسٹ ہے اتنا ہی بڑا انسان بھی ضرور ہوگا۔

سکندر: یہ ضروری نہیں ہے خاور۔ (اپنے سر کو دباتا ہے) ضروری نہیں ہے کہ ایک بڑے آرٹسٹ کی شخصیت بھی اتنی ہی قد آور ہو...... بڑے آرٹسٹ کے صرف آئیڈیل قد آور ہوتے ہیں خاور۔

بیوی: میں تو آپ کی ہیرو ورشپ کرتی تھی۔ مجھے صرف ہیرو ورشپ تک رہنا چاہیے تھا۔

سکندر: مجھے بھی صرف تمہاری آٹوگراف پر سائن کرنا چاہیے تھا۔ وقت گزر جانے پر آٹوگراف پھینکی جاسکتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نکاح نامے کے دستخط اتنی آسانی سے نہیں پھینک سکتیں۔

بیوی: آپ کو سوائے اپنے کسی سے محبت نہیں ہے۔ نہیں ہے نہیں۔ آپ کو کیا پتہ میرا سارا دن کیسے گزرتا ہے۔ آپ کو تو اپنی ریکارڈنگ پیاری ہے۔ موسیقی میں ان

ہے آپ کی کبھی ٹیلی ویژن سٹیشن کبھی کہیں کبھی کہیں آپ کو اپنے فنکشنوں سے بھی فرصت ہو۔

سکندر: (محبت سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر) یہ بھی صرف تمہاری محبت ہے خاور کہ تم مجھے بڑا آرٹسٹ سمجھتی ہو۔ میں نہ صرف چھوٹا آدمی ہوں بلکہ آرٹسٹ بھی چھوٹا ہوں قسمت نے مجھے اوپر لا کھڑا کیا تھا۔

بیوی: اگر کوئی بچہ ہوتا تو بھی دل بہل جاتا اب بتائیے میں سارا دن کیا کروں؟

سکندر: (سر پکڑ کر بیٹھتا ہے) آئی ایم سوری فاریو۔

(اس وقت ملازم آتا ہے۔)

ملازم: سر جی چند بیبیاں ملنے آئی ہیں آپ سے۔

سکندر: بٹھاؤ انہیں میں آتا ہوں۔

بیوی: لڑکیوں کے نام پر کیسے جان پڑ گئی؟ کیسے رنگ آ گیا چہرے پر توبہ ایک تو آرٹسٹ لوگ تعریف کروا کروا کر تھکتے نہیں۔ راہ چلتا تعریف کر دے کوئی لنجا فقیر تعریف کر دے کیا چہرہ کھل جاتا ہے۔ کتنے حریص ہوتے ہیں آرٹسٹ تعریف کے۔

سکندر: (محبت سے) ٹھیک کہتی ہو۔ ہمیں یہ بیماری ہوتی ہے خاور۔ پتہ نہیں کیوں لیکن ہے۔ دوسروں کے منہ دیکھنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ دوسروں کی تعریف کے سہارے جینے کا وہی حال ہوتا ہے جو تم دیکھتی ہو۔

(جاتا ہے بیوی پلنگ پر اوندھی لیٹ کر سسک سسک کر روتی ہے اور آہستہ آہستہ کہتی ہے۔) کمینہ کمینہ کمینہ......

کٹ

سین19 ان ڈور شام

(ستارہ کا کمرہ۔ ستارہ تانپورہ لیے بیٹھی ہے۔ سامنے فوزیہ بیٹھی ہے۔ ستارہ کا لباس سفید

ہے۔ صرف فوزیہ کا لباس تبدیل ہو چکا ہے۔ اس وقت ستارہ استاد کی حیثیت میں ہے۔

فوزیہ: بی بی جی۔ جس وقت وہ میری طرف دیکھتا ہے تو...... مجھے لگتا ہے جیسے (نظریں جھکا کر) سارے سٹوڈیو میں چراغاں ہو جاتا ہے بی بی جی سازوں سے آوازیں آنے لگتی ہیں۔ اتنی ساری محبت ہوتی ہے ان نظروں میں۔

ستارہ: (بڑی شانتی کے ساتھ جیسے وہ ان سمندروں سے نکل آئی ہے) دیکھ فوزیہ اپنے لیے اس محبت کو پائیدار بنانے کی کوشش نہ کرنا۔ یہاں جو نعمت پائیدار ہے وہ خدا کی مرضی سے ملتی ہے ورنہ انسان اپنی مرضی سے صرف دکھ پریشانی اور غم چن سکتا ہے۔

فوزیہ: میں اسے لاؤنگی بی بی جی آپ کے پاس۔ آپ اسے ملیں تو سہی۔ آپ کو خود ہی یقین آجائے گا...... سارے سٹوڈیو اس کی وجہ سے مہکنے لگے ہیں۔ وہ ایک نظر میں بی بی جی صرف ایک بار دیکھنے میں آپ کی جھولی پھولوں سے بھر دے گا۔ سچ بی بی جی آپ اس سے ملیں تو سہی۔

ستارہ: یہاں کوئی کسی کی جھولی نہیں بھر سکتا فوزیہ...... سب بھکاری ہیں۔ کوئی داتا نہیں۔ یہاں سب محبت تلاش کرتے ہیں کوئی محبت کی بھیک کسی کی جھولی میں نہیں ڈال سکتا۔ جو خود بھکاری ہو اس سے کیا ملے گا فوزیہ......

فوزیہ: وہ...... وہ بھکاری نہیں ہے۔

ستارہ: شاید تجھے بھی منزل کا سراغ مل جائے منزل نہیں مل سکتی مانگنے والوں سے۔

فوزیہ: آپ اس سے مل کر دیکھیں بی بی جی۔ (یکدم) آپ نے۔ آپ نے سکندر صاحب کو کیوں چھوڑ دیا۔ آج میں نے انہیں پہلی بار ٹیلی ویژن پر دیکھا۔ کیا عجیب پرکشش پرسنیلٹی ہے۔

ستارہ: (محبت سے فوزیہ کی گال چھو کر) جو ہوتا ہے۔ ٹھیک ہوتا ہے۔ بروقت ہوتا ہے۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے پلان فیل ہو جاتے ہیں۔ لیکن بڑے پلان کے مطابق سب کچھ ٹھیک ہوتا ہے۔ اگر میں سکندر کے ساتھ رہتی۔ تو پھر مجھے تو کہاں ملتی۔ میری آواز کا سلسلہ آگے کیسے چلتا؟ اور تو اسے کیسے ملتی سٹوڈیو والے کو۔

فوزیہ: میں کبھی کبھی رات کو اٹھ اٹھ کر شکریہ ادا کرتی ہوں بی بی جی کہ مجھے ایک بار اسے دیکھنے کا موقع ملا۔

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) ویسے تو ہر نعمت کا حساب دینا پڑے گا لیکن...... میرا خیال ہے جس کسی نعمت سے کسی شخص کو خاص طور پر نوازا گیا اس کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔ امیر آدمی سے دولت کا خوبصورت شخص سے خوبصورتی کا۔ ذہین آدمی سے ذہانت کا۔ تم سے تمہاری آواز کا۔

فوزیہ: میں اسے ضرور لاؤنگی بی بی جی آپ کے پاس۔

ستارہ: ابا جی نے گانا چھوڑ دیا تھا اچانک۔ وہ کسی فنکشن میں نہیں جاتے تھے ان کے کوئی لانگ پلے نہیں بنے۔ وہ کسی سٹوڈیو میں نہیں گئے لیکن وہ گاتے رہتے تھے شکر گزاری کے ساتھ۔ درختوں کے لیے۔ پتھروں کے لیے۔ چڑیوں کے لیے۔ کئی بار فوزیہ بادل خشک ہوتے ہیں لیکن کوئی شخص خوش الحالی سے اذان دیتا ہے تو ان میں پانی بھر جاتا ہے۔ اس جادو کا تم سے حساب لیا جائے گا فوزیہ۔ گاؤ میرے ساتھ۔ آواز اٹھاؤ۔ شکریے کے ساتھ۔ محبت کے ساتھ۔

فوزیہ: آج نہیں بی بی جی۔ آج نہیں پلیز۔ کل اس کی برتھ ڈے ہے۔ مجھے بازار جانا ہے۔

ستارہ: (یکدم لفظوں میں سختی آجاتی ہے) دیکھ بیٹی یہ راگ تلنگ کا دادرا ہے اس کا وادی سُر گندھار اور سموادی سُر نکھاد ہے اس راگ میں جھنجھوٹی کا میل صاف نظر آتا ہے فوزیہ کہہ میرے بیٹے میرے ساتھ ساتھ۔

(فوزیہ ہاتھ جوڑ کر اجازت لیتی ہے اور گاتی ہے۔)

دادرا

یہاں پر کوئی دادرا ایک آدھ منٹ کے لیے لگائیں جو دو نسوانی آوازوں میں ہو۔

کٹ

سین 14 ان ڈور دن

(پکی سرکار کے صحن میں لوگ جمع ہیں۔ اور بھرائی ڈھول بجا رہا ہے۔ ساتھ آپا جی بال

کھولے دیوانہ وار دھمال ڈال رہی ہیں۔)

کٹ

سین 15 ان ڈور دن

(سکندر کا ڈرائنگ روم تین کالج کی لڑکیاں مودب طریقے سے بیٹھی ہیں۔ سکندر کے سر میں درد ہے وہ اس کی وجہ سے کبھی کبھی عینک اتار کر صاف کرتا ہے اور سر کو پکڑتا ہے۔)

لڑکی نمبر 1: سر پلیز آپ مان جائیں۔ ہم آپ کو زیادہ دیر تک نہیں روکیں گے۔ صرف ڈیڑھ گھنٹہ ہمیں پتہ ہے آپ کتنے Busy ہیں۔

لڑکی نمبر 2: ہم سب کا Dream پورا ہو جائے گا سر۔

سکندر: اچھا یہ Dream ہے آپ لوگوں کا کہ...... میں آپ کی Musical evening میں آؤں۔

لڑکی نمبر 3: ہائے آپ کوئی ایویں تھوڑی آئیں گے سر پہلے ہم Poor girls کا فنکشن ہو گا۔ کچھ گانے ہوں گے۔ ایک لڑکی ستار بجائے گی پھر آخر میں سر آپ ایک گانا سنا دیں پلیز۔ صرف ایک گانا۔ ہائے کتنا مزہ آئیگا۔ ہے نانونی؟

لڑکی 1: فرمائشیں نہیں ہوں گی سر بالکل صرف ایک گانا سر۔

لڑکی 2: ہم سب کے پاس آپ کے پانچ پانچ Casette ہیں۔ ہوسٹل میں ڈنر کے بعد آپ کے گانے سنتی رہتی ہیں ہم سب۔

سکندر: اچھا......روز باقاعدگی کے ساتھ۔

لڑکی 3: یہ جھوٹ بولتی ہے سر۔ اس کے پاس تو آپ کا ایک بھی Casette نہیں ہے یہ تو اس چپے منہ والی کے گیت سنتی ہے۔ یو یو یو یو...... کرنے والے کے ساتھ۔ آ جاتا ہے پینٹ تک شرٹ کھول کر ٹیلی ویژن میں۔

سکندر: وہ بھی اچھا گاتا ہے بھئی۔ اب اسی کا زمانہ ہے موسیقی کا رخ بدل رہا ہے۔ آپ لوگوں کا

Taste بدل رہا ہے ساری بات تو آپ نوجوانوں کے Taste پر ختم ہو جاتی ہے۔

لڑکی 2: نہیں سر...... آپ لوگ تو بڑے Masters...... آپ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ جمیل جیسے لوگ تو کیا گائیں گے دیر تک؟

لڑکی: بھئی تم لوگ مجھے فنکشن کا طے کر لینے دو پلیز پہلے بتایئے تو آئیں گے ناں آپ؟

سکندر: اگر آپ بلائیں گی تو ضرور آئیں گے۔

لڑکی: ہائے سر ہم سب تو سر کے بل بلا رہی ہیں۔

سکندر: تو ہم سر کے بل آئیں گے۔ آپ کو کیا پتہ آپ کی تعریف سے مجھے کتنی تقویت ملتی ہے۔

لڑکیاں: ہائے تھینک یو سر۔ تھینک یو ویری مچ۔ ہاؤ Nice آف یو سر......(مل جل کر)

لڑکی 2: سر ہم آپ کا زیادہ قیمتی وقت ضائع نہیں کریں گے۔ پلیز آپ ہمیں اتنا بتا دیں کیا ماڈرن تعلیم یافتہ لڑکیوں کے لیے یہ پروفیشن اچھا ہے۔

لڑکی 3: سر اس کا مطلب ہے کہ ہمارے Parents فلمی ماحول سے ڈرتے ہیں تو...... کیا یہ ماحول ٹھیک ہے ہم لوگوں کے لیے؟

سکندر: دیکھو بی بی یہ بہت مشکل سوال ہے۔ فلمی ماحول میں تپش زیادہ ہے جیسے کسی کسی بھٹی کا ٹمپریچر زیادہ ہوتا ہے اب یہ دھات پر Depend کرتا ہے کوئی راکھ بن جاتی ہے کوئی کندن۔ بھٹی کا قصور نہیں ہے۔ نہ دھات کا۔ ساری بات رد عمل کی ہے۔ نتائج کی ہے۔

کٹ

سین 20 ان ڈور کچھ دیر بعد

(سکندر کی بیوی تکیے پر اوندھی لیٹی ہوئی رو رہی ہے اور آہستہ آہستہ کہتی ہے کمینہ کمینہ کمینہ۔

کٹ

سین 20 ان ڈور لمحہ بھر بعد

(سکندر کا ڈرائنگ روم لڑکیاں جانے کے لیے دروازے میں کھڑی ہیں۔ سکندر بھی پاس کھڑا ہے۔)

لڑکی 1: اچھا سر تھینک یو۔ پلیز بھول نہ جائیں۔

لڑکی 2: اگلے بدھ شام کو آٹھ بجے سر بعد میں ڈنر بھی ہوگا۔

لڑکی 3: سر ہم سب نے روپے Pool کیے ہیں۔ آپ ہمارا نقصان Financial نہ کر دینا

سکندر: نہیں نہیں انشاء اللہ نہیں اگلے بدھ رات کو آٹھ بجے ضرور آپ کی میوزیکل Eveing میں آؤں گا۔

لڑکیاں: تھینک یو سر۔ خدا حافظ۔ تھینک یو ویری مچ۔

لڑکی 3: سفید بال آپ کو بہت Suite کرتے ہیں سر۔
You are very handsome sir

سکندر: تھینک یو تھینک یو ویری مچ۔ خدا حافظ

(لڑکیاں جاتی ہیں سکندر صوفے پر تھکا ہوا نیم دراز لیٹا ہے۔ پھر جیب سے ایک گولی نکال کر منہ میں ڈالتا ہے۔ مالی داخل ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی ٹرے ہے۔)

مالی: سلام علیکم مائی باپ۔

سکندر: آؤ آؤ۔ آؤ بھئی کیسے آئے۔

مالی: سرکار وہ برسی تھی آج افتخار صاحب کی ہم اطلاع دے گئے تھے۔ بیگم صاحبہ کو۔ بڑا انتظار کیا آپ کا مائی باپ اب میں ہار کر یہ کھانا لایا ہوں آپ کے لیے۔

سکندر: اچھا اچھا۔ بڑے خوش نصیب تھے تمہارے صاحب۔

مالی: کہاں خوش نصیب تھے سرکار۔ ساری عمر ہم جیسوں کو پالتے رہے۔ سیوا کرنے کا موقع آیا تو چل دیئے۔

سکندر: (لمبی آہ بھر کر) کوئی برسی منانے والا ہی رہ جائے تو آدمی کتنا خوش نصیب ہوتا ہے۔

مالی: پھلم انڈسٹری سے بڑے لوگ آئے تھے۔ سرکار...... آپ کا بہت انتجار کیا ہم لوگوں نے۔

سکندر: بس بھیا میری کچھ طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔

مالی: مجھے بتا رہا تھا خانساماں مائی باپ۔ آپ تو فیر انگریزی دوا کریں گے۔ پر جو میری بات مانیں دعا میں بڑا اثر ہوتا ہے۔ ایک بار آزما لیں سرکار کوئی ہرج نہیں۔

سکندر: میں سمجھتا ہوں مجھے بھی کسی کی بددعا ہے سب کچھ ہے دولت شہرت...... سب کچھ اور ہر وقت اندر ایک آندھی سی چلتی رہتی ہے۔ ریت کے تودے اڑتے رہتے ہیں۔ لیکن تم کیا سمجھو گے۔

مالی: دور نہیں یہاں سے مائی باپ۔ جب آپ سٹوڈیو کی طرف نکلیں تو پہلے موڑ پر نہر کی طرف مت جائیں سیدھے بائیں ہاتھ چلے جائیں کچے راستہ پر۔ آدھ فرلانگ کا راستہ ہے کچی سڑک پر دور نہیں ہے مزار سرکار کار پارک کر دیں ٹینکی کے پاس۔

سکندر: کہاں بھیج رہے ہو مجھے۔

مالی: آپ علاج کراتے رہیں ڈاکٹر صاحب کا۔ بس ایک بار پکی سرکار پر حاضری ضرور دیں مائی باپ وہاں ایک مستانی رہتی ہے۔ جو اس کے منہ سے نکل جاتا ہے پورا ہو جاتا ہے۔

سکندر: سکون عطا کر دے گی وہ۔ گھر میں۔ باہر؟

مالی: ہاں جی پہنچی ہوئی بزرگ ہے۔ کہتے ہیں بارہ مربع جائیداد تھی اس کی ٹیوب ویل لگا تھا۔ اللہ کے نام پر چھوڑ دیا سب کچھ......

سکندر: خوف نکال دے گی سارے؟ لوگوں کی تعریف سے آزاد کرا دے گی؟

مالی: سب جی...... سب...... اپنے خانساماں کی بیٹی کو طلاق ہونے والی تھی۔ اس کے منہ سے نکلا جا دروازہ کھول دیا ہے۔ گھر سے مائی باپ خود سسرال والے خانساماں کی بیٹی کو لے گئے محبت کے ساتھ۔

سکندر: کوئی اس کی نشانی۔

مالی: وہ تو مائی باپ دور سے پہچانی جاتی ہے۔ سبحان نور ہی نور ہے اس کے چہرے پر۔ کہاں چھپے رہتے ہیں یہ لوگ...... آپ جائیں تو سہی ایک بار......(ہاتھ جوڑ کر) علاج آپ انگریزی کریں پر ایک بار حاضری ضرور دیں وہاں۔ پہلے موڑ پر بائیں ہاتھ سامنے پانی کی ٹینکی نظر آئے گی۔ کار وہاں پارک کر دیں ادھ فرلانگ کا راستہ نہیں مائی باپ۔(جا رہا ہے)

سکندر: بھئی کوٹھی کا کیا بنا؟

مالی: کرائے پر چڑھا دی ہے ڈائریکٹر غوری صاحب کو...... سب مل جل کر رہتے ہیں سرکار مزے سے کوارٹروں میں۔

کٹ

سین 22 ان ڈور دن

(ستارہ آنکھیں بند کر کے فرش پر بیٹھی ہے۔ اس کے چہرے پر عجیب قسم کا ملکوتی حسن ہے۔ طمانیت ہے۔ سکون ہے۔ ماسٹر لطیف کھانس کر داخل ہوتا ہے۔)

ستارہ: آیئے۔ آیئے ماسٹر جی آیئے۔

لطیف: (فاصلے پر بیٹھا ہے اور ہاتھ ملتا ہے) ایک بات عرض کرنی تھی میڈم۔

ستارہ: جی ماسٹر جی۔

لطیف: چھوٹا منہ ہے بڑی بات ہے...... پر...... دیکھیں جی میڈم۔ وہ میری تو اور بات تھی۔

ستارہ: آپ بات کریں۔

لطیف: فیروزہ کے جیتے جی تو اور بات تھی...... لیکن اب میڈم جی دیکھیں ناں فوزیہ باہر نکلنے لگی ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں۔ باتیں ہوتی ہیں۔

ستارہ: ماسٹر جی کیا پوچھتے ہیں۔

لطیف: بس میڈم جی لوگوں کی عادت ہے...... کرتے ہیں باتیں...... ہم پر آپ کے بڑے احسانات ہیں۔ بال بال آپ کے احسان تلے ہے۔ پر دیکھیں ناں اب کب تک یہ

بات چھپی رہ سکتی ہے فوزیہ باہر نکلنے لگی ہے۔ بچی ہے پیٹ کی ہلکی۔ ہم نے تو ساری عمر میڈم جی کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا آپ کے یہاں رہنے کا۔ پر اب لوگ فوزیہ کے رشتے کے لیے آتے ہیں سوال جواب کرتے ہیں آخر۔

ستارہ: آپ کہنا کیا چاہتے ہیں ماسٹر جی۔

لطیف: (گالوں کو ہاتھ لگا کر) میڈم جی پوچھتے ہیں۔ آپ کا میرا رشتہ......(ہاتھ جوڑ کر) میں تو...... یہ جوان کیا ہوئی ہے آفت ہی آگئی ہے...... فیروزہ زندہ ہوتی تو اور بات تھی......اب لوگ یقین تھوڑی کرتے ہیں منہ بولے رشتوں پر۔

ستارہ: میں ابھی تک آپ کی بات نہیں سمجھی ماسٹر جی۔

اٹھتے ہوئے

لطیف: یہ جو رشتے لینے والے ہوتے ہیں میڈم جی انکا دماغ بڑا الٹا ہوتا ہے۔ دیکھیں سب آپ کی اختیار کی بات ہے۔ آپ چاہیں تو دو آدمی بلوا کر نکاح پڑھوالیں میرے ساتھ......لوگوں کی نظر میں جائز بات ہو جائے۔

ستارہ: ماسٹر جی۔

ماسٹر: فیروزہ نہ مرتی میڈم جی تو اور بات تھی اب دنیا تو سگی بہن پر اعتراض کرتی ہے۔

ستارہ: میں یہاں سے چلی جاؤں ماسٹر جی۔

ماسٹر: ناں ناں ناں میڈم جی آپ کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں۔ فوزیہ کی زندگی کا سوال ہے۔

ستارہ: آپ کے بھی بڑے احسانات ہیں مجھ پر۔ سولہ سال مجھے پناہ دی ہے ماسٹر جی۔

ماسٹر: ناں میڈم جی یہ آپ کا گھر ہے۔ بالکل آپ کی مرضی ہے میں تو فوزیہ کی خاطر کہہ رہا تھا...... مجھے کیا لینا ہے شادی سے قبر میں ٹانگیں ہیں میری۔ آپ کی مرضی ہو تو خیر ورنہ آپ کا گھر ہے۔ جم جم جی صدقے رہیں...... ان بدبخت لوگوں کے نزدیک تو مرد اور عورت کا بس ایک ہی رشتہ ہے بدبخت لوگ۔ درفٹ (چلا جاتا ہے)

(ستارہ چپ چاپ حیرانی سے ماسٹر جی کو جاتا دیکھتی ہے پھر اٹھتی ہے کچھ سوچتی ہے رکتی ہے۔ پھر کھونٹی سے سفید چادر اتار کر اوڑھتی ہے۔ کمرے پر آخری نظر ڈالتی ہے اور باہر چلی جاتی ہے۔)

کٹ

سین16 آوٹ ڈور دن

(مزار کے سامنے ایک چھوٹا سا برآمدہ ہے۔ گیلری نما۔ اس کے دونوں طرف ستون ہیں۔ مزار کے سامنے ایک ستون کے ساتھ اباجی ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ ان کے پاس ہی ان کے مانگنے کا پیالہ پڑا ہے۔ اباجی اس وقت گا رہے ہیں۔)

اباجی: جب کبھی جلنا ایسے جلنا باقی بچے نہ راکھ
راکھ بچے تو جل جائے گی من اگنی کی ساکھ

یہ گیت ٹکڑوں میں گایا جاتا ہے۔ جس وقت اباجی یہ گاتے ہیں مزار کی طرف سے ملنگنی آپاجی آتی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ہار ہیں۔ وہ ایک ہار باپ کے اوپر پھینکتی ہے اور بڑی شان سے برآمدے میں چلتی جاتی ہے۔ کیمرہ اس کے سامنے Track back ہوتا ہے۔ اس کے چہرے پر ایک شان استغنا ہے۔ جمال ہے اس کا ناطہ ایک Psychotic انسان کی طرح دنیا سے کٹ چکا ہے۔ برآمدہ کے آخر میں جب وہ پہنچتی ہے تو سکندر ان کیمرہ ہوتا ہے۔ وہ آپاجی کو کراس کر کے برآمدے میں ایک ستون کے ساتھ لگ کر بیٹھ جاتا ہے۔ آپاجی کیمرے سے باہر نکل کر مزار کے صحن میں چلی جاتی ہے۔ کیمرہ سکندر کو Tight میں Treat کرتا ہے۔ سکندر ایک ستون کے ساتھ کمر لگا کر بیٹھتا ہے۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ اور پھر یکدم ہاتھ اپنے زانوں کے گرد حمائل کر کے اپنا سر گھٹنوں پر رکھتا ہے۔ اس وقت ابا گانا بند کرتا ہے۔

ابا: تارا...... تارا بیٹھے کون ہے۔ عاصم...... نگینہ...... کون آیا ہے۔ تارا بیٹے...... تو بولتی کیوں نہیں تجھے میری آواز نہیں آتی۔

(جس وقت باپ یہ ڈائیلاگ بولتا ہے کیمرہ اس پر مرکوز ہے پھر لانگ میں دکھاتے ہیں کہ برآمدے سے آگے صحن میں آپاجی کھڑی ہے مزار کے بڑے دروازے سے ستارہ داخل ہوتی ہے۔ اب کیمرہ لانگ میں شاٹ کو Treat نہیں کرتا بلکہ ستارہ اور آپاجی پر آتا ہے۔ ستارہ نے ایسے چادر اوڑھ رکھی ہے اس کی صرف آنکھیں باہر ہیں۔ باقی چہرہ ڈھکا ہوا ہے۔ جیسے عام طور پر مزاروں پر عورتیں ماتھا اور آنکھیں ننگی رہنے دیتی ہیں لیکن باقی چہرہ

چادر میں ڈھکا ہوتا ہے۔ ستارہ غم سے نڈھال ہے اور نظریں جھکی ہوئی ہیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ آپاجی اس کے گلے میں ہار ڈالتی ہے اور بہت آہستہ نعرہ لگاتی ہے۔

آپا: حق اللہ...... اللہ ہو...... باقی رہے نہ کوئی جو......

نہ ستارہ آپاجی کو پہچانتی ہے نہ آپاجی ستارہ کو دونوں ایک دوسرے کو کراس کر جاتی ہیں۔ آپاجی آف کیمرہ چلی جاتی ہیں اب کیمرہ ستارہ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ وہ برآمدے میں آتی ہے۔ برآمدے کے شروع میں ستون کے ساتھ لگ کر سکندر بیٹھا ہے۔ لیکن اس کا سر بازوؤں میں ہے۔ ستارہ اپنے گلے سے ہار اتار کر اس کے سر پر ڈالتی ہے۔ اور آگے بڑھتی ہے۔ جب وہ دو قدم آگے بڑھ جاتی ہے تو سکندر اسے پشت کی طرف سے دیکھتا ہے۔ اور دیکھتا چلا جاتا ہے۔ اب کیمرہ سکندر کو چھوڑ کر ستارہ کو Follow کرتا ہے۔ وہ برآمدے کے آخر میں پہنچتی ہے اور باپ سے دو قدم کے فاصلے پر بیٹھتی ہے۔ اس وقت وہ چادر کے نقاب سے ہاتھ چھوڑتی ہے اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتی ہے۔

ابا: تارا۔ تارا بیٹے...... بیٹے سر اور محبت دونوں جڑواں بچے ہیں۔ دونوں اندھے ہیں۔ اندر کی آنکھ سے دیکھتے ہیں دونوں۔ میرے ساتھ آواز ملا کر گا بیٹے...... محبت کے ساتھ اندر کی آنکھ کھول کر......

(یکدم ستارہ پلٹ کر باپ کو دیکھتی ہے۔ غم سے اس کا کلیجہ پھٹ جاتا ہے۔ وہ باپ سے لپٹ جاتی ہے۔)

ستارہ: اباجی۔ اباجی...... مجھے پتہ تھا آپ مجھے لینے آئیں گے۔ مجھے پتہ تھا...... میں جانتی تھی۔

اس وقت کیمرہ دونوں کو فرنٹ میں رکھ کر پیچھے سکندر کو Include کرتا ہے۔ سکندر اس وقت کھڑا ہے۔ اور سر سے رومال باندھ رہا ہے۔ ستارہ جس وقت باپ سے لپٹتی ہے اسے سکندر نظر آتا ہے۔ وہ باپ کو چھوڑ کر سکندر کی طرف بڑھتی ہے۔ اب پھر وہ نقاب کی طرح چادر سے چہرہ ڈھانپ لیتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ سکندر کی طرف بڑھتی ہے۔)

باپ: تارا...... تارا بیٹے...... یا میرے اللہ یہ بھی خوب ہے؟ ہمیشہ کی طرح۔ صرف

خواب۔

(سکندر کھڑے ہو کر عینک اتارتا ہے اپنی آنکھیں ملتا ہے۔ پھر ستون کے ساتھ سر لگا کر مکمل دکھ کی تصویر بنا کھڑا ہے۔ ستارہ اس کے پاس آ کر رکتی ہے۔ ستارہ کا چہرہ نقاب میں ہے اور سکندر اس کو مائی جی سمجھتا ہے۔)

سکندر: مائی جی...... میں آپ کی بڑی شہرت سن کر آیا ہوں...... میں نے سنا ہے آپ کے منہ سے جو بات نکلتی ہے پوری ہو جاتی ہے۔ میں بڑی آس لے کر آیا ہوں۔ میری زندگی میں بظاہر کوئی تکلیف نہیں ہے۔ میرے پاس سب کچھ ہے۔ دولت...... شہرت بیوی...... لیکن مائی جی...... دولت کا میرے لیے کوئی مصرف نہیں...... شہرت میرے پاؤں تلے سے کھسک رہی ہے...... اور بیوی...... اس کے پاس بچہ نہیں ہے...... کہ وہ...... مجھ سے کوئی رشتہ قائم کر سکے۔

(ستارہ اس کی طرف پیٹھ کرتی ہے۔ فاصلے سے آواز آتی ہے۔)

آپا: حق اللہ...... اللہ ہو...... باقی رہے نہ کوئی جو......

سکندر: آپ پاک لوگ ہیں۔ پہنچے ہوئے لوگ ہیں۔ آپ کی دعا مستجاب ہے۔ میرے لیے گھر اور باہر دونوں یکساں دوزخ ہیں مائی جی...... شاید بچہ ہو۔ تو میرے گھر میں سکون آ جائے...... شاید اگر میں لوگوں کی تعریف سے آزاد ہو جاؤں ان کی تعریف کے سہارے سے مجھے آزاد کر دیجیے مائی جی۔

(بہت آہستہ)

ستارہ: وہی سکون دیتا ہے سب کو...... وہیں سے سب کو سکون مل سکتا ہے۔ ہم تمہیں کیا دے سکتے ہیں۔ (آہستہ) سکندر۔

(سکندر اس کی چادر کا بوسہ دیتا ہے۔ ستارہ اس طرح کھڑی ہے کہ اس کی پشت سکندر کی طرف ہے۔ وہ باپ کی طرف چلتی ہے۔ ستارہ کو سکندر جاتے دیکھتا ہے۔ پھر برآمدے سے باہر نکل جاتا ہے۔ ستارہ باپ کے پاس پہنچ کر واپس دیکھتی ہے۔ سکندر مزار سے باہر کی طرف لوٹ رہا ہے۔ اس پر باپ کی آواز سوپرامپوز ہوتی ہے۔)

باپ: میرا تو خیال تھا تارا...... اب اگر ہم ملے تو کبھی نہیں بچھڑیں گے...... تو خواب ہے

کہ حقیقت بول تارا...... بول بیٹے۔

(اب ستارہ باپ کے پاس بجھی ہوئی بیٹھی ہے۔ باپ ہاتھ سے زمین کو ٹٹول رہا ہے۔)

ستارہ: میں آ گئی ہوں ابا۔

باپ: ہمیشہ کے لیے بیٹے۔

ستارہ: ہمیشہ کے لیے ابا۔

باپ: آواز اٹھا بیٹے۔ شکریئے کے ساتھ محبت کے ساتھ۔ ہم لوگ تو...... اور کسی طرح اپنے رب کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے تارا...... گا میرے ساتھ تارا گاتی رہ...... ہمیشہ اس کی حمد کرتی رہ۔

(گاتا ہے)

باپ: جب کبھی گانا گاتے ہی رہنا کھینچتے رہنا تان۔

ستارہ: جب کبھی گانا گاتے ہی رہنا کھینچتے رہنا تان۔

باپ: اس اک تان کی آس پہ جس میں کھینچ جائے گی جان۔

ستارہ: اس اک تان کی آس میں جس...... (دونوں مل کر گاتے ہیں۔ باپ مر جاتا ہے۔ اس کا سر ستون سے ڈھلک کر ستارہ کے کندھے پر پڑتا ہے۔ ستارہ باپ کا چہرہ دیکھتی ہے۔ غم سے منہ پر ہاتھ رکھتی ہے اور آنکھیں بند کرتی ہے۔ پھر پیار سے باپ کے کندھے کے گرد بازو حمائیل کرتی ہے اور گاتی ہے۔)

ستارہ: جب کبھی جلنا ایسے جلنا باقی رہے نہ راکھ
راکھ بچے تو گر جائے گی من اگنی کی ساکھ

Tight close میں ستارہ اور ابا کا چہرہ رہتا ہے۔ اس پر ٹیلپ آتے ہیں۔